

بانی حافظ قرانی حاجی حرمین شریفین غازی مجاہد سید سید سلیمان رحمانی اور اہل اہل
 حرمین کمال بی ادبی کی ہی اور دس دسویں پہلی سچیم لوگوں کی دلیل ڈالی ہیں تو ہم
 ب رسالہ بقصد انہر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اسکی جواب میں واسطی دفع اور
 ساؤس کے لکھتی ہیں اور اس رسالہ کو ایک مقدمہ اور ایک مہتد جواب اسکی تمہید کا
 ایک مقصد پر جو دفع اسکی دساؤس کا ہی اور ایک خاتمہ پر مرتب کر نیکی اور نام میں
 تاکہ کا صیانہ الاناس من وسوئہ الخناس رکھا اور جو دس دسویں کا اسکی آسمان
 کو تو دوسرا نام اسکا عشرہ کاملہ ہی ہی مختصر حصہ حدیث شریف میں آیا ہی رسول
 اللہ صلی علیہ وسلم فرمائی عن اللہ بیعت لہذا الا مئۃ علی راس کل ما تہ
 ہنک یجہاد لہا دینہا فقر حمہ یعنی بی شک اللہ تعالیٰ اوٹھا کٹر اگر کیا سر
 بر کو جس کی ایسی شخص کو تو تازہ کر گیا واسطی اس امت کی دین اسکا یعنی جو ہر
 زمین اسبب و رہونی زمانہ نبوت کی طرح طرح کے شرک اور بدعت اور گناہ کبیرہ
 بجز اور وہم و شک و راج باقی ہیں اس واسطی پر درکار حکیم حل شانہ و عظم برآ
 اپنی حکمت اور ربوبیت کی واسطی دور کرنی فساد ان خرابیوں کی ایک مجدد
 الا توجہ اور سنت کا اور ثنائیہ الا شرک اور بدعت اور نہای کا قیام کرنا ہی کہ اسکی
 باجوہی دفع اس ظلمات کا تو نہای پر دوسرے صدے میں شیاطین الحق و المنکر
 درسی بیدنی اور بی دینائی شروع ہوئی ہی کہ حاجت دوسرے مجدد کے پڑتی ہی
 عادت پاک پر تیر دین صدے میں اللہ تعالیٰ فی ذات جمع الحسنات والبرکات
 تہ قاص البدۃ علای انام پیشوای دینداران اسلام حضرت سید احمد صاحب ادام اللہ
 را کیا جب حضرت موصوف سن تمیز کو پہونچی خلق اللہ کے ہدایت پر کہ اللہ تعالیٰ نے
 امت کو سعادت ازلی پر مجبور کیا تھا خود بخود متوجہ ہوئی جسقدر حضرت کی عمر پڑتی

لکھی دیسی ہی ہدایت دور و دو گنگ پہنچتی رہی یہاں تک کہ بعد شرف ہوئی سبیت پر و سر شرف
 الحدیث و المقربین مولانا شاہ عبد الغنی دہلوی قدس سرہ اور ارشاد ادر تعلیم اوس خباب
 موصوف کے ادر لکھی ہدایت کا نور مثل آفتاب کے یکساں نور اور شرف کے سچ بلا اور دلچسپی کے
 سنو ہوا معبد ان اذلی ہر ایک طرف سی رخت مفر کا بانہ کی منزلوں سی آئی اشراک اور
 برعات دینہ منہیات سی کہ سب عبادت زمانی کی خوگر ہو رہی تھی تو بہر کو کہ راہ مست تو جہد و ست
 کی اختیار کرنی لگی اور اکثر ملکوں میں غلط اور است کو دار خباب موصوف فی سیر فرائی لکھنوں
 ادر کچھ راہ راست دین لکھی کے بتا دی جنکو سیر ہے اور توفیق الہی ہے ادر لکھی و شرف
 کی وہ اوس پر چلی چنانچہ کی شریعت میں شیخ مصطفی امام حنفی مہدی کے اور شیخ
 شفا مہدی شافعی کے اب کی شریعت میں اوس فرما رہی ہیں اور ادر لکھی واسطی مولانا
 مرحوم کی کتاب صراط مستقیم کو عربی زبان میں ترجمہ کر کے دیکھی چنانچہ وہ ترجمہ
 کتب خانہ میں حضرت امیر الاسلام سنا اللہ تعالیٰ دسایہ المسلمین بطول بقائے موجود ہے اور
 شیخ محمد علی ہندی مدرس کہ کی اور حافظ مغربی شیخ احمد بن ادر لکھی رئیس مغربی اور دین
 اور شیخ بخاری مع شیخ قطبانی اذہر اور حفظیاد رکھتی تھی اور عمر بن عبد الرسول جو محدثین
 حقیقہ میں بہت مشہور تھے اور شیخ بخاری مدرس مدینہ منورہ سبیت حاصل کر کے لکھی اور شیخ
 صالح شافعی اور شیخ بقا شافعی فی اکبر تبرکہ میں دعا کروائی اور بہت سے شیخ و طریقت کہ
 صد ہزار آدمی ادر لکھی سبیت رکھتی تھی تجدید سبیت کی کوئی حضرت کی حیرتوں میں داخل ہو
 اور ہزار آدمی جو اطراف و جوانب کی توریات حرمین مشرف ہوئی تھی نعمت بیدار ہو
 سر فراز ہوئی اور اسماعیل خندہ اور حدیدہ اور محمد صد ہارندینوں فی توبہ کر کے سبیت حاصل
 اور کابل اور قندھار میں بلا واسطہ حضرت سی اور حضرت کی خلیفوں کے ہاتھ ہی جیسی بادشاہ کا شرف
 اور دوسری بخارا اور مغلظ آبادی اور پورب کے ملکوں میں مثل دہاکا اور کالہ اور کالہ

آشام اور نیپال میں اسماعیل صدا اور ہزار ہا لاکھ لاکھ اور درہ ایمان دار تشریف معیت حاصل
 کرتی تھی سید امیر حمزہ جو رہا کے ملک سے قسم قسم کا سوتا ہوا پیدائشی ہوئی تھی کلکتہ میں
 لاتی تھے اور چچکلکتہ کے تختہ ہمارا فی کی لئی لیجا یا کرتی تھی جب حضرت سی سال
 سفر چکی کلکتہ میں ملاقات ہوئی اور اپنی حال میں عجیب تغیر صحبت سی پایا تب معیت
 لکی اور خلافت اور اجازت بیعت لی لی کی حاصل کیے کتاب فراط المستقیم لکھو
 اور اپنی ملک کو لگی ڈاری سید امیر حمزہ کے دروازہ تھی گرہ لگائی رہتی تھے اس
 کتاب الحروف فی رد و ادبی پڑھائی تھی اور ہزاروں خلیفہ جانیقا مقدر ہوئی کہ اس
 ایک سلسلہ معیت اور ارشاد و تلقین جاری ہے اور وہ لوگ جو نماز روزہ نی ہزار اور
 ہنگ بوزیسی کار و بار دیکھتی تھے شراب اور تازی ادنی بدن کا خیر سوزا تھا ہر ما
 بکتی تھی کہ نماز حکم کیسی کا ہین اور نہ روزہ آئین کو نسل کی زکوۃ و حج کا پھر کیا ذکر ہے
 سبب در در رشوت و زنا اور ہر دم آزاری اور سود خواری میں مشغول رہتی تھے اور
 مرد و عورت مثل حیوانات بی کفاح باہم ہوتی اور سینکڑوں دلدارا اونسی پیدا ہوئی اور
 صد ہا پیر و جوان نامحقوق مثل نصارے اور مشرکوں کے تھی محض حضرت کی تعلیم سے
 اپنی سب گناہوں سے توبہ کر کے کفاح اور خستی کردا کی نیک و پاک رہتی ہو گئی حضرت
 کی تائید پر دس دس ہزار آدمی ایک ایک بار حیت کرتی گئی اور بہت بہت ہنوز اور ان
 اور جوگی اور امت حضرت کی ارشاد و تلقین سے حاضر مہمان ہو گئی اور بعضی نصا
 اپنی قوم سے الکی خفیہ ایمان لاکر ہزار اعلانی بعد حصول بیعت اور خلافت کی رہنمائی
 خلق آمد کے اختیار کے بعضوں نے وعظ و نصیحت اور ارشاد و تلقین کو عادت ہے
 ہمارے اور بعضوں نے کتاب اور رسالہ اور ترجمہ آیات قرآنی و احادیث صحیحہ کے کہ جس
 بر خیز عبادت اور مذہب گناہ سی ہی اپنی ملک کے زبان میں بہتے اپنا کر کے ہزاروں ہزار

اسکے بعد کہ اس
 میں توفیق ہو گیا
 ہزاروں آدمی جمع
 ہوئے معیت لکھن
 نے وہاں کی رہنمائی
 ہمارے اور بعضوں
 نے کتاب اور رسالہ

قل کل بعیل علی سائلہ والکل ملیس لما خلق حقہ مما اسنانہ من سر کردہ خیال
 و مضلین و مٹوای فرقہ شیاطینہ جامع رفیق و خروج نامقبول عدد اولاد قبول شیخ نجد
 بداد فی نامقبول مسی بغفل رسول مصداق اس مصرع کے مصرع برعکس نہند نام کی
 کافورہ کہ اوستی بعد کفر فی مدت بیس سال کی شہادت سے مولانا و اولادنا الفاضل النبیل مولانا
 محمد اسماعیل محدث دہلوی قدس سرہ کی اور یہ مولانا مدوح قلعہ و ثین حضرت مجدد دہلی
 ثالث عشر کے افضل اور اکمل تھے بقشتا حدیث کی کہ آثار قیامت میں مرد حضرت علی اور
 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما ہی ہی ولعن اخر صذۃ اکامہ اولھا لعن و طعن مولانا
 موصوف کے جیسی فرقہ اشاعتی نے خلقای عشر شروع کے صی اور جہلا کو بھگا کر اپنی اور
 بزرگی پیدا کر تے ہر چند مولوی سراج احمد صاحب نے سراج الابان اور مولوی محمد شہر
 الدین صاحب اور مولوی قطب شاہ صاحب نے جدا جدا رسالوں میں اس کی سرکوبی کی ہے مگر
 اس حرکت میں باز نہیں آتا مگر اس پر مکارم اور شہید اکبر کی تمام خلق میں شہور میں
 حاجت بیان کے نہیں صغیر سن میں حافظ کلام ان کے ہوی پھر غنوان ستباب میں عالم
 جامع معقول اور معقول کے پھر حاجی اور زائر حرمین شریفین کے پھر مجاہد اور غازی کفار
 پھر شہید فی سبیل اللہ سرکوب کے ہاتھ سے تارک دنیا اختیار کر نیوالی آخرت کی دنیا پر پھر
 کوئی فضیلت نئی آخرت میں اوستی باقی رہی اور یہ بدادوں کا لہذا محض بی جیاسگ دنیا افینا
 کی گہر کا کٹ مرت اپنی نمود اور رسوخ کے لئی دہ بار بار دل میں کہ اگر کفار اور فجار میں بعضی
 الیہ باوجود ثروت ظاہری کی کچھ دولت باطنی پائیں گے یہی رکھتی ہیں تو وہ اغنیاء
 کا دیکھو کار و بار ستوت خوری اور ظلم اور شراب نوشی اور بچہ دراک کار ہتھیاری اور دیکھو کار
 دین سی نہایت بے ہوشی تو لقمہ خور دیکھو سر خوان کے جیسی یہ بدادوں کا لہذا دیکھو
 اچھی لوگوں کی برائی اور عیب معنی کرتے ہیں تاکہ وہ اللہ خوش ہو کی کچھ منفعت اور خیرت دیکھو

اور یہاں علمایہود اپنی سترارت سے اون اغنیاء کے قیاب کو تبدیل کر کے کچھ
 دامن نقوف میں پردہ پوشی کر کے غنا اور فراہم وغیرہ ادنیٰ واسطی حلال کرتے
 ہیں بعضی محرمات کو تاویل مزدودی کردہ اور مباحات میں شمار کر کے اذکورہ راضی
 کر دیتی ہیں چنانچہ یہی دجال بدادنی بڑو دین جا کر حکیم کاظم علیخان کی پاس کو دیا کرتی
 ہمسردار کا بڑا رکن تھا اسکا ہم شرب یعنی رافضی بن کر زخیر حاصل کیا اور اسے طبع
 شرف الدولہ حکیمنا تہ امیر لکھنؤ کی پانوداب کر مطلب اپنا کہ چننا زکات تھا علی بن لایا آخر
 کئی سو روپے ملی یہ دونوں وصف اسکی زبانی اون لوگوں کی جو اسوقت بڑو دی اور
 لکھنؤ میں موجود تھے معلوم ہوئی والعبدۃ علی النافلس اور بدانو کی رہتی والوں سسی سنا
 گیا والدہ تعالیٰ اعلم کہ ہمیشہ یہ اپنی والدہ کو از رو رکھتا تھا یہاں تک کہ وہ اس جہاں
 سی سفر کر گئی اور اس سے ناخوش گئے غرض اللہ تعالیٰ لہ اور کوئی حافظ خیر الدین نام
 نابینا کمال مفلس اسکی محلی میں رہتی ہیں بسبب تنگدستی کے انہوں نے حاکم انگریز کے
 پاس عرض دی کہ میرا مقدور چوکیداری دینی کا نہیں صاحب انگریز نے رحم کھا کر معاف
 کیا اس ظالم نے اور لوگوں کی مانتہ سی بہت عرضیاں حاکم کی بیان دلوائیں کہ خیر
 الدین نابینا بہت مقدور رکھتا ہی غرض اسکی یہ کہ جو چوکیدار پر انگریز رکھا جاوے اور
 اسکو اسکی ادا کا مقدور نہ ہوگا تو اپنا گھر چھپکا تو میں مولیٰ لوں گا تو دیکھو یہ خوب
 حق ہمایا اذ کیا اور دلالی علیہ امی صدر اگر آباد کی مشہور ہے کہ اسی سبب قدم کے کشانی
 سی چکار اور دکلا سے صدر کی تیاہ ہوئی عقیدہ ہوئی یعنی اکثر علموں کی ادب کی معرفت کو
 لی تھی مراد آباد کی حاکم انگریز نے بہت تدریس کے مقدمہ کھلا آخر کو اسی دجال کو بلا کر اپنی
 کرسی پر بٹھلا کر دم دیکر مقدمہ کو پڑھا اور ہر نام کو پڑا کام دین گی اور مقدمہ سے پہلے
 اطلاع کرو تب طلح دنیا سنی اور سنی سبب علموں کی تہمت گیری ظاہر کی یہ مقدمہ قدم

بامدک سجود کریدار و در برآورد و دو آب غور کیا چای کریدہ شیطان اپنی واسطہ بکر سبکو رشت
 و لوگ اسی پر آبی اوس رشت کو ظاہر کر کے سب سی بری ہوگی مطابق اس آیت کریمہ کُتِلَ
 الشَّيْطَانُ اِذَا قَالَ اَللّٰهُ-فَسَاَنُ الْكَفَرَ فَلَمَّا كَفَتْ قَالَ اِنِّیْ بِرِیْ وَنَالِیْ اِنِّیْ اَخَانُ
 اِبْنِہٖ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور اسنی جب اون سبکو تباہ کیا کم گوی اسکی طرف اپنی عزت کے
 بڑی خرچ کرتا تھا تا چار محضر فتح جو بن پر شو پیشہ کند و لالی اس مقرب سیرت نے
 شہر شاہ چہان آیا دین جاکر ہر اوس مثل کو معنی شیوہ رخصت دین وطن بزرگان دین کا
 خلاف مضمون کا تداک و معنی شکم کا مینا و بان کی ایرون کا بار کا تحفہ ظہیر لیا اور
 بہت سی سادہ لوحوں کو اپنی فریب کے جل میں کہنیا غالب سے مفتی صدر الدین صاحب
 کی خدمت میں ادھی اپنی جہ و دوسوی بھیجی ہوگی لیکن وہ تو بڑی عالم میں اسکا ادھی سالو
 کی ہی نسبت ہو ایمں کلام سے تو وہ کہو کر اسکی فریب میں آئی اور اسکی دساروں پر تو کہ
 مہر کر لی ابہ ہرون والی لوگ اگر شرع کی مسئلہ سی واقف ہوتی تو اسکی فریب میں نہ آتی
 ہنسی مقدس میں تو یوں ہی کہ فتویٰ مجتہد فاضل کاہ اجب التوقف ہی عمل اسبہ تحقیق
 جائز نہیں چنانچہ بروی و غیر دین صریح مذکور ہے اور دلیل یہہ آیت ہے ان جاؤ کہ وہاں
 فَلَمَّا فَتِنُوا اَنۡ فُضِّلُوا اَفۡمَاحُ مَا یُجۡبِیۡہُ اَلَّذِیۡ فِیۡہِمْ عَلٰی مَا فَعَلُوۡا نَادٰۤیۡنَ حِیۡثُ قُوۡلُ
 مجتہد کا یہہ حال ہو تو ایسا رافضی طالب بلکہ گنا دینا کا جاہل اور شکر اقصیٰ قضا فی قرآن مجید
 کا کہ جسکی حقین علما امیرین کی ملک کفر کا دیا ہی جیسک جہی و دوسوہ کے دفع میں مذکور ہوگا
 اثبات و ایدہ نالی تو اسکی قول کا لیکر اعتبار ہو پھر قول اسکا جو ایسی مشوای میں کہے
 لعن و لعن میں ہو سچ ہے کہ مستطاع زیادہ دشمن ہے اسکی دشمنی بلکہ اسبہ اپنی ہر آیت و
 پھر ہی بعضی لوگ نہیں سمجھتی حق تعالیٰ فرما ہی ان الشیطان اکبر عدو فاعلموا
 عدو الخائید عن اخبر لیکون من اصحاب السیف و اب اسکی کر کے مونہ ہی بردا

اور ہا کر سچی مومنوں کو سمجھایا جاتا ہے جو دنیا کی لوگوں کی نزدیک مینوں میں تو اسلی ہارین
 مذکورین کو اس شیطان کی دہائی اول پیرا پتھا کہ لوگ اونی لغت کیرت اور کھا کلام جونی
 ہی عذابہ اور خدا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اوسکی طرف کان نہ ہرین اب اوسکی کر کے دفع
 کی لئی اوسکو کہا جاتا ہے کہ ای بی انصاف تونی تو دہایون کا نام ہی سنیای اور حرین شہر
 سا غزین وہ لوگ دہائی خود موجود ہی دہان کی لوگ جسی دہایون کے اقوال اور افعال
 سی واقف ہی اور ہرین تو اسکا عشر عشر ہی نہیں جانتا اگر حضرت سید احمد صاحب
 اور مولوی اسماعیل صاحب اور دوسرے ہر امیون میں کچھ بوہی دہایون کے خلاف شروع
 محسوس ہوتی تو ایسی اکایر اور مشورای حسرین شہر لغت کے اور اور ترک عرب کے اونی
 بیت کیون کرتی اور خلافت اور اجازت کیون لیتی اور عراط مستقیم کیون عربی میں ترجمہ
 کرنا کی لیتی ای شیطان تیری حقین بی ذکر حکم لا حول کار کہتا ہی جو کہ عباد مخلصین اللہ تعالیٰ
 کی مین تیرا غلبہ او پیر شو کا ابن عباد ہی لیس لک علیہم سلطان اور نیری اتباع مین
 او کی بیان وقامت عاقبت مین بل لا اله الا انت یہ کہ یہ ہے و استغفر من استطاع
 منهم بصوتک و اجلب علیہم من خلیاک و رجاک و شیارک ہم فی الاموال
 و الاولاد و عہدہم و ما بعدہم الشیطان الاحقر و المہینہ اب ہم جانتی
 ہن کہ شروع کریں دفع دہیون و دوسون کا اس خناس کے پر جسی انہی پہلی دسون و دوسون
 ایک جال شیطانی بطور تمہید و سادس کے پہلا یا بی اور و سادس کو بجای دانی کی اس حال
 مین دالای کہ پہلی لوگ اس حال مین ہنس کے اپنا ایمان خطر زوال مین دالیں تو ہم ہے
 مطابق طابقی النعل بالنعل کے پہلی دفع اوف دسون و دوسون کی تہذکر کی اور لا حول پڑہ
 کی اور ام شیطانی کو او پھادین اور اوسکی مضمون کو حرف بحرف دفع کر دین تو کہتی
 ہن ہم لا حول فلا حقہ الا باللہ العلی العظیم اعوذ باللہ من الشیطان

الحجیر ایچ سو پہنچے مسلمانوں **قول موسوس کا** مانچا ہی کہ ہندو ستانین نے

سجدہ کا جو نام کہلائی ہیں مولوی اسماعیل کے دانت سی پہلا اور بہت لوگ نسبت واقفی

کی خاطر حال سے دھوکا کھا کر اس بلا میں مبتلا ہو گئی تھی علماء اہل سنت اور جماعت کے گوشہ نشین

سی اور یہی سبباً حاتی تحریروں اور فتووں کی حرب سے کہ چارہ مہیوں کی قافلی غنی

عالموں فی بالایع بجنہ کی رد و ابطال میں کہتی تھی حال اسنا بدلیہ کے گمراہی کا مخالفت

مذہب اہل سنت اور جماعت سی خوب ظاہر ہو گیا **جواب اسکا** بہرہ موسوس کتاب

بہت چوٹا ہی ہو کر وہ لاکھوں آدمی کہ دعوی اسلام کا کرتے تھے ہر دے میلون میں سے ایک

ہو کر بتوں کو جیسی چپک و غیرہ چاکر تھے حتیٰ اور دوسرے اعتقاد اور اقوال اور افعال

کفر اور شرک کی تو کیا ذکر ہے نہ شرک اصغر فقط بلکہ شرک اکبر ہے اور شرب نوشی

اور زنا کاری اور رتوت جواری اور زنا اور زک اور شل انکی بہتر سے کیا ہو کر تھے

اس خناس کے اعداد کی حفظ اور تفصیل اور صحبت سی وہ سب ایک ہو گئی جیسی پہلی

مقدمہ میں معلوم ہو چکا تھا بات تو ہمارے لاکھوں کو متاہل تھا اور دوسروں کو توار

سی معلوم ہوا تھا اور بہت کافر مسلمان ہوئے اور راضی مستی اور صدا علماء اہل سنت

جو اس رافضی خناس کو ادنیٰ نشا کر دی تھے نسبت نہیں ہو سکی کیا ہندو ستانین اور

کیا ملک خسران اور ملک مدہ میں اور عرب و غیرہ میں اپنی احوال کو نہایت دین کے

طرف متوجہ ہو کر اس طریق میں جب کو یہ خناس ہر کھتا ہی داخل ہوئی انکار اسکا مثل

انکار برابر اور سمنہ کی توار کا ہی تو اسکو یہ خناس دھوکا کھنایا یہیں بلکہ یہی خناس

اب لوگوں کو دھوکا دیتا ہی اور اسکو فتنہ منجیدہ درویشیہ کا کہتا ہی سچ ہے کیوں نہ

المبس اور ادنیٰ اتباع کی تو کردن ٹوٹ گئی وہ کیوں نہ اسکو فتنہ کہہ دیں گی اس خناس

کی اور عداوت اور ارتداد اتباع صفت اور ترک شراک اور کفر اور کپاڑے سے انوائی

جس چکاڑ اور چھوڑ کے ظلمت کفر اور کباری اسکی راحت ہی تو کیوں نہیں آئے
 طرحی کیکیا اور یہ جو کہا کہ علمائے اہل سنت کو کشمی اور فتوون سی عرب کی چادون
 مذہبون کی علمائے بالاجماع اسلام علیہ کے کمرایہ ہے اور حال مخالفت کا مذہب حق اہل سنت
 اور جماعت ہی خوب ظاہر ہو گیا جواب اسکا یہ ہے کہ وہ فتویٰ دیکھی سے دریافت ہوں گے
 کہ کس طرح می بین پہر اگر صحیح ہی ہوں تو ہمو اونسی کیا کام دہ تجدید کی رد میں پر
 ہوں مولانا شہید کا تو کلام موافق ملت حنیفہ سچہ سہلہ مبصیا کی ہے کہ حضرت
 خاتم النبیین نے اوسکو لیکر ہمو پہنچای ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بات
 مثل آفتاب کی اونکو جو اس ملت حقہ سے از روی علم اپنے کے واقف ہیں روشن
 ہی اس گمراہ کی گراہی کہنی سے کیا ہوتا ہے اور یہ جو اونسی کہا کہ مخالف ہی مذہب حق
 اور اہل سنت اور جماعت کے سو یہ جو نہ ہی بفضل الہی ابھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ علین
 مذہب اہل حق اور اہل سنت اور جماعت کا ہی اصل بات تو یہ ہے ہی یہ کیوں نہ اولیا اور
 مخالف حق کے سمجھی کا مطابق من عادی لی دلیا فلیبارتے لخص جو اولیا اللہ سے
 اونسی عداوت پکڑے اور لی ادبی شروع کی تو شراب قہر الہی اوسکی نصیب ہو
 اوسکو پی کر ستا اور خراب ہوا سب جو اس اوسکی بدل ہو عکس بنی حق و باطل میں
 اسکی شتمت میں ہوے ایون کی شان میں عارف رومی فرماتی ہیں **ایہا پات ارٹلس**
 قہر جون مستی ہی + نیت ہمارا صورت ہستی ہی + چیتستی بند چشم از دید چشم پانامید
 سندک گوہر شیم شیم + چیتستی جسہا بدل شدن + چوب گز اندر قطر صندل شدن
 اسکی مستی اور خراب ہونی پر شراب قہر الہی سے یہہ دوسرہ قول اسکا دلیل ہے
 کہ کتاب تقویت الایمان گویا وہی کتاب التوحید الہ اسمین دو عین دانی کا اپنی لٹی
 ہی ابھی معلوم ہوکا اور یہہ بدست شراب قہر الہی کا علم غیب فاصہ حضرت عالم الغیوب

کا نہیں بانا چنانچہ وہ سادس میں معلوم ہوگا تو پہرہ مستی اور خرابی شراب قہر الہی سے
 نہیں ہی تو کیا ہی اب اس گمراہ کی گمراہی اور جہالت اویسی کی اقرار سے اسی کلام میں تو
 ظاہر ہوگئی کہ یہ باطل اجماع کے معنی نہیں سمجھتا اجماع جو حجت شرعی ہی وہ بلا
 ہی اتفاق ہی سب مجتہدوں کی جو ایک عمر میں ہوں جیسی کتب اصول میں مذکور
 ہی اور اجتہاد تو ایک مدت ہی موقوف ہو گیا ہی تو اب اجماع شرعی کہ مثبت حکم شرعی
 کو ہو وہ کیونکر ہو دی اور اگر اجماع غیر مجتہدوں کا مراد ہی تو اول تو یہ حجت شرعی
 نہیں دوسرے یہ کہ لادوی دیکھا ہی کیونکر تمام علماء امت کا اسپر اجماع ہی تو یہ
 محض کذاب مفتری ہی حاصل یہ ہے کہ اجماع بول کے دوسرے ڈانٹا منظر ہی قول
موسوس کا تقویہ الایمان مولوی اسماعیل کی گویا وہی کتاب التوحید محمد بن عبد
 الوہاب نجدی کی ہی اوس کتاب کی روسی مولوی اسماعیل کے استادوں سے لیکر صحابہ تک
 کو کفر اور شرک ہی نہیں پتہ حرام اور مکروہ کا کیا ذکر جواب اسکا یہ ہے کہ
 کہ یہ قول اسکا باطل اور دہشہائی کیونکہ اس میں تو کئی باتیں نامعقول جو بولی ہیں ایک یہ کہ
 اسنی اس میں دعویٰ علم غیب کا اپنی لئی کیا یہ جو کہا کہ اوس کتاب کے روسی مولوی اسماعیل
 کی استادوں ہی لیکر صحابہ تک کو کفر اور شرک سے نہیں بچتا تو جب تک سب مضمون
 کتاب مذکور کا اور حال سب لوگوں کا جو اس سافت میں کہ ادسنی ذکر کئی واقع میں اور لائق
 وفاق تھی ہوگئی ہیں معلوم ہوتا کہ کیونکر قطعیس۔ او کی حال کی اس کتاب نہ کو پر دیکھا ہی اور یہ
 کہ کیا جاوے کہ امتناع الحاکم میں جعل اجراء مافیر الحاکم اور ہی کر وہ
 لوگ بعضی ان میں ایسی اولیا اور گمراہی ہیں کہ خطرہ ماسوگاہ ہی او کی بدلیں نہیں گذرنا ہوتا
 جس تک ان کتابوں کی دیکھتی ہی جو احوال اولیا و الدین میں معلوم ہوتا ہی تو ان لوگوں
 پر کیونکر اسنی حکم کفر اور شرک کا اس کتاب مذکور کے روسی تجویز کیا اور وہ لوگ

اس سی پہلی غائب تھی تو علم او کا اور اونکی احوال کا اسکو کیونکر حاصل ہوا یہ علم تو سوائے
علام الغیوب غرضیل کے کیسکو تہیں قل کا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا
اللہ فضل قطعی ہے اور یہ خناس اس فضل قطعی کا منکر ہے جسکے اسکا انکار اور حکم او سکی منکر
کا دوسرے دفع میں ہی بیان ہو گا انت واسد تعالیٰ اور اس نے یہ حکم کر دیا تو اس سے لازم
آیا اسکا یہ دعویٰ کہ مجھ کو ان سب کا علم ہی اسلیٰ مینی یہ حکم کیا دوسرے یہ بات ہے کہ اس نے اپنا
اپنی رفض ناپاک پر پردہ میں عمل کیا اور تبرہ صحابہ کی حق میں کر گیا اگر اسکو گالی دینی منظور تھی
تو اسقدر بس تھا کہ کہتا مولوی اسمعیل اور اسکی استاد ایسی ہی تھے صحابہ کا کیا ذکر کرتا تھا
اگر اسکو تبرہ مقصود نہ تھا غایۃ معنی کی حکم میں بابر اختلاف مذاہب کے توفی الحیدر داخل
ہوتی ہے اور موافق مذہب تحقیق کی ہے اسطوری کہ معنی کلام کے یوں ہوں کہ مولوی
اسمعیل کے استادوں کے لیکر یعنی مافوق صحابہ تک تو یہاں غایۃ واسلی اسقاط اور اس
ہوئی تو موافق مذہب تحقیق کے ایسی غایۃ معنی کی حکم میں داخل ہوتی ہے جیسی موافق اور
کعبین غسل ایدی اور ارجل میں تیسرے یہ بات کہ یہاں اپنی مجتہدوں کو بھی اسمعیل داخل
رکھا مثل جلی اور طوسی اور شیطان الطاق وغیرہ کے قیۃ کے ردی لیکن اونکی حق میں
ضرر نہیں سمجھا کیونکہ اسکا تو مذہب یہ ہے کہ کوئی سیۃ محبت اہل بیت کی ساتھ مضر نہیں جسکے
کوئی حسنہ محبت صحابہ کے ساتھ مفید نہیں تو وہ جو نفات ہی اسکا رفض سنا تھا اس دوسرے
بات سے ثابت ہوا **قول موسو نسکا** وہ امور کہ شارح نے جن پر ترغیب اور تحریص کے
اور اجر فرمائی اور کتب دینیہ میں مسجبات لکھی ہیں سبکو کفر اور شرک میں داخل کر دیا۔
جواب اسکا یہ ہے کہ یہ سوس اول تو فاسق اور رافضی دوسرے منکر فضل قطعی
قل کا یعلم الا یہ کا جیسی الکی اور گاتیسرے مدعی علم غیب کا اپنی حق میں جیسی مذکور ہوا تو اسکو
نہر کیونکر مانی جاوی ان جاء کہ فاستنبیٰ ففتیوا لا اله الا اللہ اس کتاب کو دیکھا جاوے تو سچ

جہوت اسکا معلوم ہو دی ہو یہی چکو اس کتاب سی کیا علاقہ چار و ہر سب میں نہیں ہاری
 امام کی نہیں پر اتنا ہم کہتی ہیں کہ یہ قول اسکا سبکو کفر اور شرک میں داخل کر دیا یہ تو عقل
 صحیح سی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس میں کذاب چہو ہا ہی جیسی اور ایسی باتوں میں اگر مدعی علم کا بلکہ
 ایمان کا ہی تو وہ سب چکو لکھ کر ہی ہم اسکی سو اہمیت مستحبات اور عوہبیا جو اور ثواب اور
 ترغیب اور ترغیب شرع کی نکال دیکھی کہ اوستی او کو کفر اور شرک نہ لکھا ہو گا بس اس کا
 اسکا اسی بر فیصلہ ہی اگر ہم سو اور ثابت نہ کر سکیں تو یہ سچا ہم اسکی کلام کو رد کرین گی تب ہم
 کرین گی اور اگر ہم ثابت کر دی تو یہ ثابت ہو جاوے پھر دین میں ختم نہ الی اور خناسی مگر ی
 بس ہی فیصلہ ہی مستحبات صوم و صلوة اور حج و زکوٰۃ اور ذکر اور تلاوت قرآن اور صلاۃ
 اور سو اسکی بہت مستحبات ہیں سبکو اوستی کفر اور شرک پر کر نہ لکھا ہو گا اور اگر لکھا ہو
 تو چکو تبا دی البتہ ہستی جگہ بہ کہنا کہ بعض امور کو او نہیں سے کفر اور شرک میں داخل
 کر دیا تو یہ احتمال ہی پر اس صورت میں دیکھا جاوے کہ وہ سب میں مخفی ہی یا محض بعض
 میں مخفی ہی بعض میں صریح **قول موسیٰ** کتب یہ سب حال ظاہر ہو گیا اور عام
 اور خاص مطلع ہو گئی چکو کہ یہ ہی عقل اور دین سی پرہ تہا او کو ہم اہمیت ہو گئی اور راہ راست
 پر آگئی **جواب اسکا یہ ہے** کہ یہ قول اور آئی جو آتا ہی اپنی تقاضا اور اپنے
 اتباع کے معراج اور جنہوں سے نہایت کتاب اور سنت کی اعتقاد کیا ہی او کی مہم
 شان میں ذکر کیا تو اسکا جواب ان اہمیت کریمہ ہی مستند ہر مومن عاقل صاحب علم
 کہ لکھا و یوم بعض الظالم علی یدہ یقول یا لیتنی اتخذت مع الوہاب
 سبیلا یا ولینا لیتنی لم اتخذ فلا یا علیلا لقد اضلعتی عن
 الذکر بعد اذ جئت و کان الشیطان للہ انسان خذ و لا اگرہ
 یہ آیات حقہ میں الی معیط اور امیہ بن خلف کے حق میں نازل میں پر میں حیث اللفظ

والا شارح عام میں شامل ہیں ہر مقل اور ضال کو کلا فی التباسیر تو یہاں مقل کو
تو شیطان اور وہ جو اس مقل کے کہنی سے صلاحت میں پڑ گیا اور سکو انسان ظالم
فرمایا **قول موسوسکا** مگر وہ جو جہل مرکب میں گرفتار اور عار کو ناپر مقدم سمجھی
اور ہونے لگا ہمار تو یہ ایسی جگہ نہیں کیا ہی اگرچہ صاف صاف اس طریق پر ہونیکا
یہی علی العہوم اقرار نہیں کرتے کیہو کچھ کہیں کہی کچھ کہتی لگتی ہیں **جواب**
اسکا یہ یہی شمسک ساتھ کتاب اور سنت کے کئی فریق ہیں ایک عباد اللہ المخلصین
اور شیطان کا تسلط نہیں ہی ہوگا ان عبادی لیس لک علیہم لیس سلطان
حق تعالیٰ فرماتا ہی وہ تو اس خناس کا موہنہ توڑتی ہیں اور دوسرے فریق پر تفاوت
مراتب پر ہیں بعضوں نے شیطان کا کہا مان لیا بعضوں کے دلیں تردد آگیا کہی
کچھ کہی کچھ کہتی ہوئی پر یہ خناس جو علم معصیان بالکتاب اور سنت کو جہل مرکب کہتا
ہی تو یہ وہی اثر مستی اور خرابی شرب قہر الہی کا ہی کہ غلط بینی اور عکس خمی اسکی نصیب
ہی **قول موسوسکا** اور آخر کلام اکثر اسماعیلیہ اہل علم کے مجامع اور مجالس میں یہ
ہی کہ مولوی اسماعیل کے کلام میں افراط اور تفريط اور سواد اعظم کے مخالفت ہے
جواب اسکا یہ یہی کہ معصیان کتاب اور سنت کی جو محقق ہیں اور مولوی اسماعیل
بھی ایسی ہے ہی وہ صحیح ہیں اور کلام یہ خناس اسماعیلیہ کہتا ہی جہو مای اور کلام
یہی ہی اول اور آخر کلام مولوی اسماعیل علیہ الرحمہ کا اقتصاد اور اعتدال ہے
افراط اور تفريط میں اور موافق ہے سواد اعظم کے جو اہل سنت اور جماعت میں جیسکے
دفع و سد اس خناس میں معلوم ہوگا انت و اللہ تعالیٰ اور یہ کلام کہ اس خناس میں
نقل کیا ہی دوسرے فریق کے ایک صنف ہوگی اور کلام یہ کلام ہوگا **قول موسوسکا**
مگر یہ اختلاف ایسا ہی جیسا کہ سبیل فقہ میں باجم علما کی ہوتا ہی **جواب اسکا یہ یہی**

کہ یہ تائید قاصر میں جم کلام مولوی اسماعیل علیہ الرحمہ سے کلام ادسکا علیہ الرحمہ سے
 جیسا کلام مجتہد نصیب کا اور اسکی قابل کلام ایسا ہے جیسا کلام مجتہد مخفی کا یا
 غامضی کا **قول موسوسکا** یہ کلام بھی سفاہتہ اور بد فریب ہے **جواب اسکا**
 یہ ہے کہ یہ وہی اثر مستی شراب قہر آئی کا یہی جیسی کفار شراب قہر آئی سے مست ہو
 کہتی تھی ان من کما امن السفہاء حتی تنالی او کی جواب من زمانہ ہی اکا الفہم
 السفہاء ولکن لا یعلمون **قول موسوسکا** مولوی اسماعیل کا اختلاف بدتر ہے متزلزل
 اور ظاہر یہ درافضی و خارجی ک اختلاف سے **جواب اسکا** یہ ہے کہ یہ وہی اثر
 ہی کہ شراب قہر آئی اس خناس نے پی پی اور ہڈیاں کرتا ہے جیسی کہ دفع
 و سادس اس خناس میں معلوم ہوگا ان اللہ تعالیٰ **قول موسوسکا** کچھ
 باتیں ان بد مذہبوں کے لی ہیں کچھ اپنا خط لایا ہی عقاید کے چاروں بابوں میں یعنی
 اہلیات و نبوت و امامت و معاد میں مولوی اسماعیل کو مخالفت بھی مذہب اہل
 سنت و جماعت سے **جواب اسکا** یہ ہے کہ فہم کلام کے لی حالت صحیحہ اور
 ہوش کے چاہی یہ خناس تو شراب قہر آئی سے بدست اور خراب ہے یہ کہہ کر
 کلام عالم ربانی کا سمجھ گیا چاروں باب میں اور سب جگہ کلام ادس عالم ربانی کا موافق
 ہی اہل سنت و جماعت کی سبکی یا سواد اعلم اور محقق کے جیسا کہ دسوں
 و سوسوں کی دفع میں معلوم ہوگا ان اللہ تعالیٰ **قول موسوسکا** وہ جو آیت
 حدیث بی محل لی آتی ہیں اور صرف اس قدر سے او کی بد مذہبی نہیں جاتی کیونکہ
 بیان معنی میں غلطی کرتی ہیں اور مخالفت تفسیر صحیح کے کہ انتہت تملی اللہ علیہ
 وسلم اور صحابہ اور تابعین سے اور برخلاف ستر حدیث کے کہ یہ ہوا زمرہ مسلمین سے
 مروی ہوا اپنی رای فاسد سے نئی معنی بتاتی ہیں اور ظلم و معنی ہی کہ اس میں اور

او کی ترتیب احکام وغیرہ امور ضروریہ سی کہ احکام شرع کے معرفت اور
 معرفت ہی نادانقہین یاد دہانہ دانستہ اغوائ نفس و شیطان سے او کی
 نہیں کرتے یہی او کی گراہی ہے **جواب اسکا یہ ہے** کہ یہ ہوسوسا دل
 سطحی اور دوسرے بیدین اسکو محل اور غیر محل کے پہچان کہان عالم ربانی
 رحمہ اللہ علیہ جامع علوم عقلی اور نقلی نے جو معنی قرآن کے بیان کئی ہیں وہ صحیح
 ہیں موافق تفسیر صحیح کے جو منقول سلف اور خلف سی ہی اور اسی طرح سی
 احادیث جو اپنی محل پر ذکر فرمائی ہیں موافق شرح حدیث کی جو محققین آئمہ سلین
 سی مروی ہیں اور جہان تفسیر منقول اور شرح حدیث مروی ہیں نہیں دہان موا
 قواعد عربیہ اور اصول حدیث اور اصول فقہ کے اور جو مجموعہ سلسلہ سے
 ہی مفسرین اور محدثین سی اسکو غلط اور مخالفت تفسیر اور شرح حدیث مذکور
 اور خلاف اصول عربیہ اور اصول فقہ اور حدیث کی اور فی معنی اپنی طرف سے
 سمجھنا وہی اثر مستی اور خرابی شراب قہر الہی کا ہی اگر بدست اس شراب سے
 نہ تھا تو کیوں نہیں دوچار شالین ذکر کیں پیر اسکا اگر کوئی عالم خواب دی سکتا تو اسکا
 بعد یہ نہ بیان کیا ہوتا **قول موسوی** کا مذہب حق وہ ہے کہ سواد اعظم امت نے بہتجا
 و مراعات جملہ شرائط فہم کتاب و سنت و تحقیق ماسخ و منسوخ دراجع و مرجوع دفع
 تعارض اور تطبیق مختلفات وغیرہ ہر ایک امر ضروری کے ایک امر منقح اور مدلل بدل
 شرعیہ پیر ادا **جواب اسکا یہ ہے** کہ اقوال عالم ربانی رحمہ اللہ علیہ کے ایسی
 ہیں جو امور مذہب حق کو درکار ہیں وہ مرغی گئی ہیں اور اعمال اور اطلاق اور عقاید
 موسوی کے اکثر مخالف ہیں ان امور کے محقق کے لئی ضرور ہیں چنانچہ بعضی تو مذکور
 مقدمہ میں ہو چکی اور بعضی دفع و سادس میں او کی مذکور ہو چکی اور کچھ اور سس

پہلی ابتدا اللہ تعالیٰ اور دوسرے اس میں یہ کلام ہے کہ جو معنی اس میں مذہب ہی کے لئے
 میں اکثر اور بیشتر تو ایسی ہی ہیں مگر بعض وقت میں تباہی و مصلحت شرعی اور دینی کے لئے
 برعکاس اس کی مذہب میں اور مصلحت ہو جائے یہی جیسی تحلیف مشہود ہے کہ چاروں مذہبوں کے
 مجتہدوں نے اپنی تقدیر و نسخ اور مقدور کے مراعات شرعیہ حقیقت کے کر کے اس
 تحلیف کو رد اور اہل بیت پر کیا ہے کہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر امیرانی قضات
 کو مشہور کے تحلیف کا حکم کرے تو وہ قضات امیر سے کہیں کہ تو ہم کو ایسی بات کا
 حکم کر کہ اگر ہم تیری بات مانیں تو حضرت رب العزت کا خود ہل عصیان لازم آوے اور
 اگر نہ مانیں تو میرا عصیان اور اتباع چاروں مذہبوں کے وہی سوا و اعظم الیٰ اللہ
 کا ہے ان اتباع کے سوا اور اہل سنت بہت کم ہیں باوجود اسکی تحلیف مشہود کے
 ایک مدت سے جسے اعمار اور اصحاب میں مروج اور جاری ہے بحر الرائق اور بہت
 مشہور کتابوں میں فقہ حنفی کے اس مسئلہ کو مہول بجا اور مدلل لکھا ہے اور کہا ہے
 کہ جو ترک مشہور واجب ہے اور اس زمانہ میں جسے ہر جگہ معتبر ہو گیا کیونکہ مکر کی کالہ
 ہونا تو ضرور ہے اور عدالت میں اس زمانہ میں حکم کبریت احمد اور اکثر اعظم
 کا پیرا کیا ہے زانی میں حضرت امام اعظم کے جہان وہ تہہ و مان سات ادوی لایا
 مشہدات کے لئے ہے تو اب اس تحلیف مشہور کو قائم مقام ترک کے نہیں لایا اور
 یہ مذہب ابن ابی علی کا ہے تو دیکھو یہاں مخالفت مباد اعظم کے ہی اور ہی حق
 اور مروج سے نہیں تو لازم آتی ہے فقہ میں مذہب علما و اصحاب اور ابن اعظم کے اگر
 خوف قتل ہو تو سب عبارات میں کہوں کے قتل کے جائز اگر کسی بات سے مکر ہو تو
 ہم اسکو اس وقت قتل کر دینا **قول موسوس** کا اور اس طریق سے ایک
 خلیفہ میں ہے جو مخالفت مباد وہ خارج کو اہل سنت سے کسی معتبر نہ ہو اور اسے

کوئی خارجی کوئی بندی جواب اسکا یہ ہے کہ یہ ہوسوس تو فنی ہی یہ سب
 اقوال اسکی طوطی کے طرح سے اسکی زبان پر ہیں اور کئی معنی وہ ہرگز نہیں
 سمجھتا ہیں جو خود بعضی عقاید اسکی مخالف سواد اعظم اہل سنت کی ہیں اور
 بعضی نفس قطعی کے کہ جس سے ارتداد لازم آتا ہے جیسی دفع و ساوس میں معلوم ہو گا
 انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ یہ کس طرح اس کلام کو اپنی زبان پر لانا نہیں سمجھتا اسی لئے
 یہ کہتا ہے آخر یہ اون کا لٹا ہی اس سی کیا تعجب ہے اب سنو کہ اس کلام میں کیا
 عجیب ہو گیا رکب متن عمیا و خبطا عشواء یہ وبال ہی عداوت اہل اللہ کا بیان
 اسکا یہ ہے کہ فرض کیا ہئی ایک شخص کہ ایک مسئلے میں مخالف اور سوسلون نہیں
 موافق ہے ایک فرقی سے اور دوسرے فرقے سی سوسلون میں مخالف اور
 ایک مسئلہ میں موافق اس شخص کو دوسرے فرقے سے شمار کرنا اور اول
 سی نہ گنا مخالف ہے عقل اور نقل کی اسلی کہ اقل کو اکثر کے تابع کر کے اکثر پر کل
 کا حکم کرتے ہیں عقلیات میں اور نقلیات میں اور یہ نہیں کہ اکثر کو اقل کے تابع
 کر کے اقل کو کل کا حکم دیا جاوے اسکو تو عقل اور نقل دونو پسکار دیتی ہیں اور
 یہ خناس اکثر کو اقل کے تابع کرتا ہی اور ایسا علماؤں میں بہادر اور رستم وقت
 ہی کہ ایسا عقل اور نقل دونو ہی لڑتا ہی کیونکہ شخص مذکور کو پہلی فرقے سے
 کہ تئو میں موافق اور ایک میں مخالف نکالتا ہی اور دوسرے فرقے میں کہ تئو میں
 مخالف اور ایک میں موافق داخل کرتا ہی تو دیکھو یہاں اقل کی اکثر تو تابع کیا اب حکم
 عقل کا سنو استغفر ابو مفید ظن ہی اوسمیں تتبع اکثر کا کر کے اقل کو اکثر کے تابع
 ہیر اگر کلی کے سب افراد پر ظنی حکم کرتے ہیں تو دیکھو یہاں اقل کو اکثر کے تابع کیا نہ
 عکس اور ایسی ہے نجوم میں وقایق اور ثنائی اور ثالث و اہم حراکی حساب میں جو کور

نصف سے کم ہوں تو اذکو چھوڑ دیتی ہیں اور جو اکثر ہوں نصف سے زیادہ کو پورا نہیں
 یا تاہم یا تاہم دہم حرا اعتبار کرتے ہیں اور یہی مثالیں ہیں پر وہ شاہد عقلی کے حکم کے
 ہی پس میں اور نقل میں تو مشہور ہے نہایت میں پر دو ہر ایک عبادات اور ایک
 معاملات سے گفتا کرتے ہیں باب القرآن میں لکھتی ہیں فان وقف القارن
 بعرفہ قبل اکثر طواف العمرة بطلت عمرتہ فلو اتى باربعۃ
 اشواط لم یجزل اور بیچ صرف کا سلسلہ ہی جو فضہ میں مس ملا ہو اگر فضہ اکثر
 ہی تو سب کا حکم لغت کا ہی فضہ مخلص جدید ہے جو اس کی بیچ کرین تو فضل رہا اور حرام
 ہوگا بیسی ہم مخلص کے مخلص ہے اور مس غالب ہو تو سب کا حکم سکا ہی جہین فضل جائز ہے جیسی ہم سکا
 لغت مخلص ہی مخلص ہیں یہ کہ اکثر کو اقل کی تابع کرتی ہیں ترجیح مروج ہے اور ترجیح با ترجیح جائز نہیں تو
 ترجیح مروج ہے کیونکہ نماز ہو سکے اور اسکوڑ کے ہی جو سکند نہ نامہ پرستی ہوں غائی ہو
 سہ کی برصدا آید نہ صدر کی دوسرے خط اسکا یہ ہے کہ حدیث مستغرق امتی کی تو
 ترمذی میں ہی اس سے تو بہتر فرق اس امت کی ہونی ہے جو چکی پہلی ان لوگوں سے
 جنکو یہ نسخہ سجدا سے بخیہ کہنا ہی جیسے کہ کلامیہ میں مفصل مذکور ہیں اگر یہ لوگ
 ایک نیاز ہو جو جگانام اسنی بخیہ رکھا تو الیاذ باحد حدیث مذکور کے کذب لازم آیا
 اب حکم اس شخص کا عقل اور نقل کے طرف ہی یہ ہے کہ اذکو اسی فرق میں شمار
 کیا جاوے جسکی ساتھ ہو مسکون میں موافق ہی کافی مسئلہ تکلیف ہو اور اس
 ایک مسئلہ میں جو مخالف ہی اگر مصیب یا مجتہد فحظی دلو علی تجزی الاجتہاد ہو الحق تو
 مدوح اور مشابہ نہیں تو مذموم اور ایک کلام اس میں یہ ہے کہ دو پہلی حد کی آخر سے
 لیکر فقہ ائمہ ال کا شروع ہو اور عقائد معتزلہ کے مدون اور مستمسک ہو یہ بیان ملک کہ
 الحسن اشعری سے ترجمہ علیہ نے اپنی اوستاد حیائی پر قین پھانوں کا اغراض کے

اور سکو مزم کیا کہ دو باغ مرے ایک مطلع ایک عاصی اور ایک ضعیف تو انکا کیا حال
 ہوگا اور سنی جواب دیا آخر کو مزم ہوا تو ابو الحسن اشعری نے مختلفات میں تطبیق
 اور تعارض کا دفع اور راجح اور مرجوح اور مانع اور منوع کی تحقیق کر کے اذکی
 شہیون کا اور دیلون کا جواب دی دیا اور ایک امر منقہ اور مرال مرال بل شہیر
 شہیر او دیا پھر ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسب امر منقہ اور مرال بل میں غور
 کی تو اکثر کو بحال رکھا مگر بعض جگہ خلاف اشعری کا کیا جیسی تحقیق معنی کتب میں اور
 اثبات ایک صفت مگر ان آہوں اور اسیر اتفاق کر کے کہ صد در قباچ کا حق تعالیٰ
 سی محتسب ہے لیکن تصور یہی یا نہیں اشعری کا ثانی قول ہے اور ماتریدی
 کا پہلا اور حسن اور قبح کا عقلی ہونا ماتریدی اور صوفیہ کے نزدیک جیسی معتزلہ کہتی
 ہیں اور اشعری شری کہتی ہیں اور صفات کا زاید ہونا ذات پاک پر لایعین و لا غیر
 یہ قول دونوں کا ہی رحمۃ اللہ علیہا اس میں صوفیہ کرام مخالف دونوں ہی عینہ صفات
 کی قائل ہیں جیسی معتزلہ اور حکما اور بعض مسایل میں جہنم خلاف ہے ماتریدی کا اشعری
 سی تو ہم اس موسوس کو کہتی ہیں کہ صوفیہ کرام اور حضرت ماتریدی نے عقلی ہونے
 میں حسن اور قبح کے حضرت اشعری سی اور حضرت صوفیہ کرام قدس اسرار ہم
 دونوں عینہ صفات میں خلاف کیا بعد شہیر غایہ ایک امر منقہ اور مرال بل کے اور
 موافقت کی معتزلہ ہے تو حضرت ماتریدی اور صوفیہ کرام کو معتزلی کہو گے البتہ
 باللہ تعالیٰ یا نہیں اگر کہتی ہو تو تمسی بڑا بہادر اور بی باک کوئی نہیں اور اگر نہیں
 کہتی ہو تو تمہارا ایہ قاعدہ خارج ہونی کا اہل سنت سی اور داخل ہونا معتزلہ عین تو
 کیا تو عالم ربانی پر کیوں اعتراض کرتے ہو **قول موسوس کا اب** اور عقاید صحیحہ
 کی برخلاف پر بعد مقرر ہو چکی اس بات کے کہ یہ مذہب اہل سنت کا ہی اور یہ مذہب

مستتر کہ اگر جواب دہ یعنی اہل سنت کے آیات اور احادیث صحیحہ دستاویز مؤثر ہیں
 کتب مبسوطہ میں تجدید جو کوی آیت حدیث غلط فہمی معنی مراد کلام اور عدم مراعات غلط
 معرفت احکام کے سبب اپنے مذہب نامی مخالفت میں غریب اہل سنت اور اہل
 مذہب اعتزالی پر ذکر کریں اس حرکت ہی لزوم و خروج غریب اہل سنت ہی اور دخول
 مسلک معتزلہ میں جاتا نہیں رہتا جواب اسکا ایہ ہے کہ باوجود تلافی اس قول
 کی پہلی قول سے اسلی کہ پہلی قول میں کہا تھا کہ اگر ایک بتحدید میں ہی اہل سنت سے
 مخالفت ہو تو وہ خارج جو اہل سنت ہی کو معتزلی کوئی رافضی کوئی غابری کوئی نجدی
 تو دیکھو یہاں چاروں فرقوں کو اقسام پھر لیا اور جو خارج ہوا اہل سنت ہی اور جو
 مقسم اور اقسام انہیں قسم اور متباین ہوتی ہیں اور یہاں تجدید اور معتزلی کو ایک
 کر دیا فرق ہی رکھا کہ ایک جگہ مذہب اور دوسرے جگہ مسلک کہا اور یہ دونوں نقطہ
 مطلب اور مراد میں ایک ہی ہیں موجب تلافی کے دفع کے نہیں ہو سکتی لیکن ہر
 کچھ مطلب نہیں اور نہ اس میں اور کلام کریں کلام اسمیں کہ اگر خاندان ہے
 کبار اعرن کبار اور اقلیہ اور ادلیہ کا سب علم حقیقہ و عقلیہ سمجھتے ہیں
 ہر دافان اور متفق حقیقہ سمجھتے ہیں و حسن کی علی الخصوص علم تفسیر اور حدیث
 و درجہ علمائے تفسیر اور حدیث کی اہلی و بان جاتی تہی پھر ایسی خاندان میں ایک
 شخص نہایت ذکی ہر تنہا کہ دینا کہ اس پر خطیہ کے ہی حلقہ قرآن مجید عالم متبحر جامع علوم
 عقلی اور نقلی حاجی زائر حرمین شریفین پھر مجاہد فاضل پھر مشہور لکین کے ہاتھ سے حرکت
 میں اصرار کیا کہ راہ میں مشہور آخر کلام اوکا کلام سادہ شہادت میں کی اور صحیح حدیث
 میں ہی من کان اخر کلامہ لا اللہ الا اللہ دخل الجنة ہزاروں آدمی اور مسکین
 سے تہی کلام کامل ہو گئی اور ایک دوسرا شخص سے خدا و مسکین خاندانی جیسی ہوتا تھا

بہر غنی سطحی طالب دنیا حدیث تفسیر کسی شیخ سے موافق شریعہ سند کے نہیں برہن
 اور اوصاف جو پہلی شخص کے تھی سواخر میں کی جاتی کی اون سب اوصاف سے
 معراج غریب الشہ سے خرمیسی اگر بکرو والیج اور سکر خصوص قطعی قرآن کا اور انی حق
 میں مدعی علم غیب کا عاق والد مرموم اپنی کاموزی حیران پیر اور پری راقضی نو او سنی ہوا
 دستور فتنہ کے کہ واسطی اغوا یعوام سینوں کی بہت کیودانگی میں حبسی تحفہ اشا
 عشرہ میں مذکور میں اپنی میں ایک مدت سی قیہ کر کی سنی بنایا اور مثل عبد اللہ بن سبا
 اپنی مرشد کے ایک وقت میں قابو پا کی اوس خاندان میں کوی زہا پہلی شخص
 مدد و حکمران اور معتزلی پھیرایا اور رسالہ میں لکھا تو ایسی شخص دوسرے کا آیا قول
 نزدیک علما دین دار کے سند ہی یا نہیں یقین ہی کہ جو کوئی اوسکی حال سی و آ
 ہوگا اس میں کچھ تردد نہ کرے گا اور کہیں کہ نہیں **قول موسوس کا** دی آیت و حدیث یا
 مثل اوسکی معتزلہ دلیل لائی اور اہل سنت کی جواب دیا معارضہ بالاقوی یا تقریر منقہ
 و مباقری یا تاویل یا متروک الظاہ پر نیکر اب وہی حدیثیں صحاح یا مثل اوس مضمون
 کی غیر صحاح سی یا سب کا قول مشتبہ نقل کر کی مضیبت دشمنان استغابیہ کیوں
 سنی ہونی لگی تھی دیکھو انکار غفوی کیا یہ اور انکار شفاعت مرکب کیا یہ اور خلو و نا
 مرکب کیا یہ پر معتزلہ کیا کیا آیتیں و حدیثیں صحیح سند لائی بلکہ ہر مذہب کا یہی حال
 ہی مجسمہ کسی کسی آیتیں دلیل لائی ید اللہ فوق ایلا یھم لھ و ید اللہ یکشف
 عن ساق اور احادیث صحاح ستہ کی جو اس مطلب پر لائی ہیں بی شمار میں رافضی
 بدر آپر ایہ کریمہ بحیو اللہ ما ایشاء و یدلث اور حنیف تجاری کا حدیث ابعی اور ابرص کے
 فتنہ میں کہ لفظ بدر اوسین موجود ہی اوزن بد مذہبوں کی کتابوں کو جانی و ذاعل سنت
 کی کتابوں میں جو منقول میں واسطی جواب کی اوسیکو دیکھو کیا حال ہی ظول کے

بخانی تفصیل نہیں کی جواب اسکا یہ ہے کہ جو تخیل اس امور کا اسنی کیا اس
 سی جملہ کیا کام چشم مار و سن کر یہ قول اسکا نصیب و شتمان آسمانی کیون سننی ہوئے
 لگی یہ وہی ہن بیان اور خود پہنکا اور پہنکانی ہوام اور اثر مستی شراب قہر آلی کا ہی اور
 خناسی نہیں تو ایسی معتدائی دین کی حقیق جیسا ایک ذرہ کمالات کا ہمیں پہلی اسکی مقابلہ
 میں بیان کیا ہی یہ کلمات سو ادب کیے کہوں کہتا پر اس سی تعجب کیا ہی دفعہ امر
 سی زیادہ بڑھتی ہیں اور یہ بھی پر دین سابق تیرا کا طین کے متعین کر کیا قول ہو
 سو سکا صرف الفاظ عربیہ کا ہندی ترجمہ کرنا کافی نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ
 کہ اللہ تعالیٰ فرمائی یا کھا البنی بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم
 تفعل فضا بلغت رسالتی صلی اللہ علیہ وسلم فی تبلیغ کر کی فسر یا فیلیبلغ
 الشاهد الغایب اور فرمایا بلغوا عنی تو واسطی امتثال امر کے بعض کا طین امت
 فی تو الفاظ کی تبلیغ کی اور بعضوں فی ادب تبلیغ کی ساتھ تفسیر اور شرح حدیث
 ہی کردی کہ یہ ہے تبلیغ ہی اور استنباط ہی جو مجتہد کرتے ہیں اس میں الیہا
 اور بعضوں فی تراجم قرآن اور حدیث اور عقاید اور فقیہ اور اخلاق کی ہر زبان میں
 جو زبان رائج ہتی کردی یہ سب تبلیغ ہی اور یہ سب اقسام تبلیغ کی مدت ہی اس
 امت مرحومہ کی علما میں چلی آتی ہی ہندوستان میں ہندی زبان بہت مفید ہی کیونکہ
 سب لوگ عربی فارسی نہیں سمجھتے اور اس تراجم ہندی سی ہزاروں دن و مرد عالم
 دین کی ہو گئی منصف مسلمان کو اس میں غور چاہی تو یہ بات اسکو نہایت شاق ہوئے
 اور ہر چہ بیان اسکی دل پر لگیں کہ تو کیا یہ تو خناس ہے اور شرک و بدعت اور معاصی کا
 درپردہ خوان ہی تو اسلی تراجم ہندی کیوں اعتبار کرتا ہی اور لوگوں کی دلون سی ادنیٰ فر
 اور کرتا ہی تو اب مسلمان لوگ اسکی بابت کی طرف کان نہ پھرن اپنا نقصان نہ کریں

کیونکہ یہ تو خاص ہی اور تقویٰ کا مخصوص اہل سنت کا دسترس اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہندو
 ترجمہ کافی نہیں جو مخصوص کے منسوخ اور مخصوص اور مآول ہوں وہ ان کیوں نہیں
 ترجمہ کافی ہی عالم ربانی نے تو ایسا کیا ہی اور جو کہیں کچھ خفا موافق بشریت کی
 یا بسبب تفاوت اذنان کی باقی رہ گئی تو اسکو اور علماء دین دار و درکردنی میں
 ملا لیں کہ کلاہ کلاہ کہ قیضہ عقیدہ اتفاقیہ ہی یہ تو ہمیشہ ہی جہلا آتے ہیں کہ
 اوپر کے لوگوں کا بیان جو بہت لوگ نہیں سمجھتی کیا قرآن و حدیث میں کیا اسکو
 کامیاب کے اقوال میں تو نیچی کے لوگ اسکو بیان کر دیتی ہیں اور ادسین ہی جو
 کچھ خفا رہ گیا تو اور دوسرے اس خفا کو دور کر دیتی ہیں دہم چرا تو یہ خناس
 صحابہ پر رفا اعتراض کرے کہ تمہارے تو بیان میں اس قدر خفا رہ گیا تھا کہ تابعین
 اسکو بیان کر دیا تو تمہاری کیوں اسکو بیان کیا تھا اور ایسی ہی جو تابعین کے بیان میں کچھ خفا رہا تو تبع تابعین بیان
 کر دیا یہ عمر بن الخطاب ہی کی تمہارا بیان کافی نہیں رہا نہ ہی کو بیان کیا تھا نہیں سمجھا کہ اوپر والی اگر علیہ السلام اپنا کلام
 اس میں کچھ خفا رہا تو پوچھی وہ اسکو دین کیونکر پہنچتا اب جان رہا جا ہی کہ نبوت میرا اور وزن
 اعمال اور ثبوت صراط اور ادسپر مرد میں اور ثبوت عذاب القبر وغیرہ میں جو مخصوص
 وارد ہیں اور ظاہر معنی مخصوص کا جو ترجمہ ہندی فارسی اس ظاہر معنی میں کافی ہے
 وہی مراد ہی معتزلہ فی اسکا انکار کیا اور حاصل اولی کلام کا بھی یہی ہے کہ صرف ترجمہ
 ہندی فارسی کر دینا مخصوص کے مراد میں کافی نہیں بہت کچھ جا ہی تو اوہوں نے
 عقل جزوی اور اصول فلسفہ کو دخل دیکر احکام مذکور کا انکار اور مخصوص کے مآول
 کر گئی تو اہل سنت اسکی رد میں کہتی ہیں انصوص محمولۃ علی ظواہر
 یعنی اسکی جو ترجمہ ہندی فارسی معنی سمجھی جاتی ہیں وہی مراد ہیں اور وہ تراجم کا
 میں تو ہم کہتی ہیں کہ وہ تراجم اگر کافی ہوں تو معتزلہ پر رد اہل سنت کا عام ہوا البتہ جو

اور قسم کتاب و سنت ہوا ہی لغویوں کے ہوا اور مخالفت ان میں سے تو ادا کرنا و ایل
 کر دین کی تو اب معلوم ہوا کہ یہ کلام موسوسکا تا نید مقرر کی گئی ہے **قول موسوسکا**
 بہت کچھ درکار ہے **جواب اسکا یہ ہے** کہ اول تو لغویوں کی معنی ظاہر ہوتی ہیں و
 ترجمہ کرنا کافی ہے اور اگر بہت کچھ درکار ہے تو وہ بہت کچھ عالم ربانی علیہ الرحمۃ کے پاس
 موجود تھا اسی نے بعد ترجمہ کی شرح اور بیان کر دیا ہے یہی وہی بہت کچھ کے زمانہ
 ہی لیکن شعور عامی یہاں ایک بڑے غرض کی بات ہی سنا جا ہی لغویوں معنی ظاہر
 کہ شامل اتمام غنی المعنی گو نہوں یعنی غنی اور مشکل اور نحل اور متشابہ کے مقابل
 کردہ قطعی ہیں اور تین اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ لغویوں محتمل علی
 ظواہر صحت ترجمہ و ان کا کافی ہو گا کیونکہ کافی تو متنبہ ہو کہ او کی ظاہر معنی مراد
 نہوں اور وہ اپنی ظواہر پر محمول نہوں اور یہ معنی انکار کرتا ہے اور سلب کلی کہتا
 ہے تو اس مسئلہ میں اہل سنت سے خارج ہوا موافق اپنی قرار داد کی اور مسلم کے تو
 یہاں نکتہ او کا جانا دانا اور چوٹا دھوا او کی سنی ہو سکا دور ہوا مثل مشہور
 ہی در و علو را حافظہ نباشد **قول موسوسکا** حضور صاب الہیات اور نبوت
 میں تو اسپر قناعت کرنے میں سارا دین برہم ہو جاتا ہے **جواب اسکا یہ ہے** کہ
 کہ ان دو تو بابون میں قرآن اور سنت اگر محکم اور مختصر ہو بلکہ نفس اور ظاہر ہی تو
 ترجمہ پر قناعت کرنی سے سارا دین کیوں برہم ہو جا سکتا ہے لہذا ہم کو نہ تہوڑا پہلا
 لا الہ الا اللہ کا معنی ترجمہ کیا نہیں کوئی لائق پوجتے کے موالدہ تعالیٰ کی اور میرے رسول اللہ
 ترجمہ کیا اور محمد صم موالدہ تعالیٰ کی اور احکام کے ہمارے طرف پہنچی ہو ہی او کی میں پہلا دیکھو مسلمانوں
 مسلمانوں کیوں نہیں کافی ہزاروں لاکھوں بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگ جو اس قدر کلمہ
 کی معنی سمجھنے کے مسلمان ہو رہے ہیں اور انکا اسلام ایمان ثابت ہو پہلا دیکھو تو یہ

کیسی بات ہی تو سلب کلی اسکا دعویٰ غلط ہوا پھر ہم کہتی ہیں کہ ترجمہ جو کا ہے
 نہیں تو اسکی سوا اور بہت کچھ چاہی وہ بہت یا اسکی تفصیل کافی ہے
 یا اسکی مباحث اگر تفصیل کافی ہے تو یہ مجمل ہے کافی ہوا ایمان مجمل توحید
 اور رسالت پر کافی ہی اگر مباحث ہی تو پھر لغو صوابی غلط اور پر محمول ہو
 وہو خلف قول صوفیوں کا اور یہ بات ایسی ظاہری کہ مجالس الابرار و
 پیو پیو کا ہم مشرب ہی اور انکا بڑا مقصد یہ لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور
 اسکی رسول کی معرفت میں مجرد ظواہر کتاب و سنت کو تسک کرنا اصول کفر
 سی ہی جواب اسکا یہ ہے کہ یہ سب غبی تو کیا کلام نہیں سمجھتا مراد
 صاحب مجالس الابرار و سالک الانبیاء و مقام اہل البدع و الاشترار کی دھوکہ
 ہی رفع ایجاب کلی کا نہ سلب کلی یعنی کتاب اور سنت متشابہات ہی میں جیسے
 بدوہ ساق حقوہ یدین و غیرہ تو یہاں یہی جوارح الدہاک کو ثابت کری اور رسول
 اللہ کے حق میں بشر شکم دار ہی تو اس جناب پاک کو اپنی مثل ہی سمجھنا ہر وجہ سے
 اور کمالات کہ وہ موجب امتیاز کی ہیں سب مخلوق سے اس جناب مقدس کے
 اس سے انکہہ چہانا با جو آیات کریمہ میں صورت عتاب ہی جیسی و کو نقول
 عَلَيْنَا نَبْضُ الْأَقَادِيلِ كَأَمْعَاضِ الْبَاهِ بِالْإِيمَانِ ثُمَّ لَقَطْعَانَا مِنْهُ
 الْوَتِينَ ياد لو اشکات الصطن عملاک اور مثال اسکی اسکی حقیقت کو پہنچا
 اور ایسا سمجھنا کہ جیسی ایک آدمی زبردست دوسرے کو کہتا ہے تحقیق کے راہ سے
 حالت غضب میں تو یہ اصل کفر ہی بیان حقیقت مراد ایسی کلام کے مواہب لدنیہ
 اور مدارج النبوة وغیرہ میں ہی اور یہ مراد نہیں کہ کوئی آیت کتاب کے اور کو سے
 حدیث سنت کی اگر یہ مفسر اور محکم ہے چون جیسی ان اللہ بکل شیء علیم

ان الله بما تعملون بصير يا محمد رسول الله مثلنا وادسکی مجرد ظاہر کو جو تمہیک
 پر کری تو کا فر ہو جاتا ہی یہ کہ کوئی مائل نہ کہ کچا چہ جای محقق مذکور اور دیکھو اسی فی ظہر
 کتاب فرمایا۔ لغو من اور معسر اور محکم اور یہ جو پورا ام کتاب مذکور کا مذکور کیا
 اور ادسکی مصنف کو ہم مشرب بخدیہ اور اد کتاب استعمر کہا سب اسکا یہ ہی کہ دوسرا
 بز نام کا کہ قانع اہل البدع والاشترار ہی اسنی اپنی حق من موجب فتح کا سمجھہ کیے
 کہ یہ سہرہ اہل بدع اور اشترار کا ہی چہرہ دیا اور یہ جو ہم مشرب بخدیہ اور یہ ہند
 انکا کہا جواب اسکا یہ ہی کہ بہ تو قایل ہی کہ سمار حق افوی سی معارض اصنف
 ساقط ہو جاتا ہی تو اس غبی کیے مقابل من ہم ایسی عالم کی طرف سی او سکی مصنف
 کی کمال طرح ثابت کر دین گی کہ اسکو ادس عالم کیے ساتھ یہ ہی نسبت ہنوحی وطرہ
 کو دریا ہی اور یہ نسبت ہر کیسکہ معلوم ہو سو یہ ہی سنو کتاب جمالس اکابر
 وصالک الاخیار و مقام اہل البدع والاشترار فی علم
 الوعقا والنصیحة یتضمن فی ذلک کثیرہ من ابواب اسرار الشیخ
 ومن ابواب الفقه ومن ابواب السلوۃ ومن ابواب رد البدع
 والاعادات الشیعۃ لاعلم لنا من کان مصنفہ الا ما یکشف
 عنہ ہذا التصفیۃ من تدینہ وتودعہ وتفقیہہ فی العلوم الشرعیۃ
 ولنعم ما قیل لا تنظر الی من قال واسمع ما قال فانما یعرف الوجاہ
 بالحق لا الحق بالرجال واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ حسن
 الداب ہذا من فوائد خاتمة المحدثین والمفسرین مولانا مولی
 الکل الشیخ عبد الغنی الدہلوی قدس سرہ الخیر رفعلہ
 بقریطاً علی ذلک الکن المستطاب اب حکا ہی جای حضرت لک العلما

قدس سرہ العزیز کی بات پر عمل کریے اور سیکھا جی چاہی بہ اون کی لٹا کی کہنی پر
 اعتماد کری جو طالب آخرت ہو اور اس کتاب مستطاب کو دیکھی اور علم تفسیر اور
 حدیث اور عقاید اور فقہ اور اخلاق وغیرہ سی واقف ہو وہ جان لیکا کہ یہ کتاب
 نبوی میں بی نظیر ہے **قول موسوسکا** بعض متردین فی یہ حال شکر استعا
 کی کہ چند باتیں مولوی اسماعیل کے اس طرح کے نقل کر دیجی کہ موافق مخالفت
 سی تحقیق کی جاوین ہر چند دانشمندان پر مولوی اسماعیل کے کلام سے ظاہر ہے
 کہ اولیٰ اسلام فقید مذہب دلت کی نہیں ہی اور سیف الجبار وغیرہ رسائل میں
 محقق ہو چکا **جواب اسکا** یہ ہے حال رسائل مذکور کا تو دیکھنی سے معلوم ہو گا
 پر اتنا کہا جاتا ہی کہ ملت سی اگر مراد یہ ہے کہ مولوی اسماعیل کو قید ذین اسلام
 کی نہیں ہتی کہی مسلمان کہی ہو وہ کہی نصرانے کہی مشرک کہی ہتی تہی تو یہ بات قابل
 جواب کی نہیں جواب اسکا ہر کوئی جانتا ہی کہ یہ جھوٹ ہے اور اگر مراد ملت سی دی
 مذہب ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ قید ایک مذہب کی اکثر لوگوں کی تحقیق اکثر احوال میں
 اولیٰ اور مستحسن ملکہ ضرور ہوتی ہی کیونکہ دین پر چلنا سہل ہو جاتا ہی لیکن ہر شخص
 کی واسطی ضرور نہیں جسکو امد قالی مرتبہ تحقیق کا دی وہ کیوں تقلید کری پھر
 تقلید ایک شخص مبین کی اسپر اگر کوئی ادلہ شرعیہ اربعہ میں ہو تو لاو ذکر کردہ تقلید
 تو واسطی بی علم کے ہی فاسد ملواہل الذکر ان کلام کا تعلیل سید شریف
 فی شرح حکمہ العین کے حاشیہ میں فرمایا ہی کہ اولاد رسول امد کے علی المد علیہ
 دالہ وسلم ایک جسمی میں وہ سادات کرام اور پیر صدقہ زکوٰۃ کا حرام ہے دوسرے
 اولاد وحی وہ علماء عظام میں او نیز تقلید جو دوسرے عالم کا صدقہ ہی حرام ہے
 اور جو تحقیق اصل ہوئی اور تقلید ضروری یعنی وقت ہوتی مرتبہ تحقیق کی ضرورت

بڑی نوپولی تو اسی نئی مجتہد مجتہدی کو پہلی ایک اجڑی اور اگر معیت ہو تو دو اجڑی خلافت
عامی مقلد کے کہ اس کو خطا میں نہ دونا چر نہ ایک شخص کی حق میں کلام بر سبیل تنزل کیا
گیا والا عامی اور مقلد کو پہلی موافق تحقیق متاخرین اور مستدین کے تقلید ایک
شخص کے لازم اور واجب نہیں اگرچہ اولیٰ اور بہتر اور موجب سہل ہونی عمل کے
ہی اس ہماری دعویٰ پر صحابہ رحمہ کا اجماع حجت اور دلیل ہی تو بحث خاص کہ تقلید ایک
شخص کے لازم اور واجب کہتا ہی وہ غلط کہتا ہی جو عدم وجوب پر اجماع صحابہ کے
ہی انہ اس پر اس کو علم نہیں اب سزا کا بیان مسلم کتاب علم النہول الفقہ کی جس خوبی
سی ہے اور اخیر اور پچھلی کتابوں میں حاجت بیان کی ہیں اور سین ہزار مطلب ہے اور
تحریر محقق ابن ہمام کی اور اس کی شرح میں ہی ایسی ہے اب پہلی کتاب اور اس کی
شرح کی عبارت نقل کی جاتی ہی مسلم اور اس کی شرح میں یوں ہی مسئلہ قال

الامام اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابة
رضوان اللہ تعالیٰ عنہم فان اقلہم قد یحتاج فی استقناع الحكم
منہا الی تنقیر کما فی السنۃ ولا یقدر العوام علیہ بل یمحی علیہم اتباع
الذین سیروا ای تعصقوا و یولوا ای اوردوا ابوابا لکل مسئلۃ
علی حادۃ فہذا یو ا مسئلۃ کل باب و نفقوا لکل مسئلۃ عن غیرہا
وجملوا بینہما بجماع و فرقوا بفارق و علوا ای اوردوا لکل مسئلۃ
مسئلۃ علۃ و فصلوا تفصیلا یعنی یمحی علی العوام تقلید
من نقدی بعباد الفقہ لالاعیان الصحابة المجلدان القول
وعلیہ ابنتی ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمة الاربعۃ
الامام الصمام امام الائمة امامنا ابو حنیفۃ الکوفی والامام

ما لك والامام الشافعي والامام احمد رحمهم الله تعالى
 ونفعنا احسن الجزاء لان ذلك المذكور لم يدر
 في غيرهم وفيه ما فيه في الحاشية قال القرافي ان فقد
 الاجماع على من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء
 من غير حرج واجمع الصحابة على من استفتى ابا بكر و
 عمر اميري المؤمنين فله ان يستفتي ابا هريرة ومعاذ
 بن جبل وغيرهما ويعمل بقولهم من غير تكبر ومن
 ادعى برفع هذين الاجماعين فعليه البيان انه قد
 بطل بهذين الاجماعين قول الامام وقوله اجمع المحققون
 لا يفهم منه الاجماع الذي هو الجملة حتى يقال يلزم تعارض
 الاجماعين بل الذي يكون مختاراً عند احد ويكون الجملة
 متفقين عليه يقال اجمع المحققون على كذا ثم في كلامه
 خلل اخر وهو ان التوسيع لا دخل له في التقليد وكذا التقييد
 فان المقدار ان فهم مراد الصحابي حمل واسأل عن
 مجتهدها اختلفا فهم وبطل لهذا قول في الصلاح ايضا ثم
 فيه خلل اخر اذ المجتهدون الآخرون ايضا بذلوا جهدهم
 مثل الائمة الاربعة وانكار هذا مكابرة وسوء ادب بل الحى
 انه انما منع من منع تقليد غيرهم لانه لم يبق رواية منهم
 محفوظة حتى لو وجد رواية صحيحة من مجتهدها اخر يجوز
 العمل بها الا ترى ان المتأخرين افتوا بتخليف السلف في اقامة

له موقع التذکة علی ملاہب این ابی لیلی فافصحہ انتہی اس بحث
 سی معلوم ہوا کہ طعنہ زنی خصوصاً ایسی علماؤں پر عدم تقدیر مذہب اور ملت کی اور
 دوسرے معائنہ متناہی شدہ شراب پھر الہی کا بی جیسی مکرر معلوم ہوا قول
 موسوس کا حسب استدعا ی سائل اس متولی مولوی اسماعیل کے بطور نمونہ اور
 کلام جماعت اور پیر ہدایت بجلت اور قلت فرصت میں لکھدی گئی اس شخص نے
 سوال جواب مرتب کر کے علماء موافق اور مخالف کی الگ پیش کیا علماء حقانی اہل
 سنت جماعت نے مہر و دستخط سی مزین کر دیا اور مخالفین سی بعضوں نے باوجود
 اقرار حقیقت جواب کے مہر کرنے میں عذر کیا مصلحت دینا دیکھا حافظ احمد علی صاحب
 فی اول اقرار کیا کہ پہلا مسئلہ تو بالیقین موافق معتزلہ کی ہی باقی کو مینی نہیں
 دیکھا پھر جب کہا گیا کہ دیکھو اگر صحیح ہو تو مہر کبھی اور شبہ ہو بیان کیجی جواب دیا
 کہ کسی عیب چینی نجی نہیں ہونی جواب کہا گیا کہ اظہار حق اور تصحیح عقائد فاسدہ علوم
 اور ہدایت انام ہی اس میں کچھ قباحت نہیں بلکہ ضروری انبیا علیہم السلام کے عیب
 چینیان اچھو گوار نہیں اور اظہار حق ناگوار ہر چند اس باب میں طول و پالیس ہو اگر
 حافظ صاحب فی فتویٰ پر مہر کر سکتا تو جواب نہ یا اگر انی موہنہ بر ایسی مہر خموشی کی لگا
 کہ اس امر میں کچھ نوبی جواب اسکا یہ نہی کہ حافظ صاحب تو مخالفین کی ہی
 واسطی اسنی اس کلام میں اونکی موہنہ پر مہر لگانے پھر ای پیر پہ موسوس کہ اسکی
 دلیر اور کانوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے کہ حق بات اسکی دلیمن نہیں ہوتی
 اور کانوں میں نہیں پہنچی تو جو حافظ صاحب نے ایسا احمق اور ابلہ دیکھا تو اسکو
 جواب ابلہ فری کا دیگی اور اپنا مطلب بچا گئی پراسکی کانوں اور دلیر مہر آہی ہے کہ ہم کو
 اس جواب کو سننا اور سمجھنا وہ جواب یہ دیا کہ پہلا مسئلہ تو بالیقین موافق معتزلہ

کی ہی جواب نہ ہوتا تو پھر پوچھا کہ یہ کہہ کہ پہلا مسئلہ مخالفت اہل سنت کی ہی ہی یا نہیں
 اسلیٰ کہ بعضی مسئلہ اہل سنت کی تو موافق معتزلہ کی ہی ہیں اس میں قباحت نہیں جیسی
 حسن اور قبح عقلی کا ہونا مثلاً نزدیک ماریدی اور صوفیہ کرام کے اور قباحت ہو تو
 مخالفت میں ہو اہل سنت کی نہ صرف موافقت میں معتزلہ کی مگر یہ ایک سمجھ کیا کہ
 میریہ مطلب کے موافق تو جواب دیدیا پر بہر کی **قول** موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ حضرت
 شاہ احمد سعید صاحب زادیرکاتہ کی سامنی علی روس الاستشہاد پیش آیا مسجد جامع
 بین جو لوگوں نے مولوی نصیر الدین صاحب وغیرہ ہی پوچھا مولوی نصیر الدین صاحب
 نے کہا کہ ہمارا کہنا کوئی نہیں مانتا پھر ہم کہیں دفع کریں لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اگر
 معقول بات کہیں گی تو ہم کیوں نہ مانگی جواب دیا کہ ہمارے کہنی سی الوکا گوشت
 پہلی کہا لو تب اسکا جواب ہم دین علی بن القیاس جس نے دیکھا ایسی ہی پریشان باتیں
 کہیں واسطی اطلاع خاص و عام کے یہہ باجماع استقفا تحریر کیا گیا عبارات اویسی
 یہہ ہی انہی حکام الموسوس **جواب** اسکا یہہ ہی کہ مولوی نصیر الدین صاحب نے
 جو جواب دینا اپنا الوکی گوشت کہا فی پر کہا تو معلوم ہوا کہ مولوی صاحب نے اویسی کو
 دوسوں کو شاید نہیں دیکھا یا سرسری دیکھا اور غور اور تامل کیا نہیں تو باعث اویسی
 کلام کا اس وقت دماغ موجود تھا اس موسوس نے اگر الوکا گوشت نہیں کہا یا تو الوکی
 بن کیا بیان اسکا یہہ ہی کہ عداوت اہل اندر کے وبال میں اسکو شراب قہر الہی پہا
 گئی تو یہ اس شراب سی بدست ہوا پر انہی نقل اور کز کی الی موافق و نہ تو شرابوں
 کی الوکی گوشت کی کہاب بنای اور اس شراب کی گزک کری ایک تو بدست ہوا پھر
 سی الوکی گوشت کی کہاب کہا کہ او لو بھتا تو مولوی صاحب کو چاہی تھا کہ جواب دیدیا ہوتا پر
 نہ یا شاید دوسوں کو نہ دیکھا یا دیکھا پر غور نظر مای و اندر تالی اعلم بالصواب موسیٰ

ہا چہ معقولی ایک شخص کے اور ایک جماعت کا کلام اوپر علماء دین دار کے حضور میں پیش
 کی جاتی ہیں امید ہے کہ بلحاظ تائید اکتید خدا اور رسول کی کہ نظر خارج حق میں اور مدید شدید کے
 کہ انفرادی کے حق میں دار وہی بعد ملاحظہ مقولات قابل اور رجاعت کی سوال سائل
 کا جواب صاف صاف کہہ دیں انتہی جو سوال سائل کے صاف صاف جواب کہہ دیں کے
 وجہ معقول ہی تو اہل سنت اور جماعت کی سلف اور خلف سی مریخا اور موافقی تو اہل
 مقررہ انکی کے جو علوم شرع میں ہیں معقول ہی لکھنا ضرور ہا پر اگر اتفاق ہو تو بہتر
 بہتین تو وہ موافق سواد اعظم اور تحقیق کے ہوگا قایدہ جانا چاہی کہ جماعت جسنی
 قابل یعنی عالم ربانی علیہ الرحمہ کی اقوال رد کی اس معترض نے کنا یہ اپنی نفس سے کیا
 ہی پر بطور توریہ اور ابہام اور تفتہ کی کہ نہ کہ معترض تو شیعہ ہی تہی مقدمہ میں اور
 ادسکی کلام سی ہی سابق معلوم ہو چکا ہی اور رد اس شیعہ کے حقیقت میں دساوس
 خناس میں چنانچہ ان ردوں کی دفع ہی ثابت ہوکا تو ہم ان ردوں کی بغیر ساتھ
 دساوس کے کریں گی اور ادسکی جو انوں کی بغیر میں دفع دساوس کا کہیں گے مقصد
 دساوس یہ قول ادسکا پہلا مقولہ قابل کا شرک بخاندہ جاو گیا جو ادسکی سزا
 ہی مقرر ملی گی پھر اگر پہلی درجہ کا شرک ہی کہ آدمی جس سے کافر ہو جاتا ہی تو ادسکی سزا
 یہ ہی کہ ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہ گیا اور جو ادس سے ذری درجہ کے شرک میں ادسکی سزا
 ہو اور تالی کے مان مقرر ہی ہو پاو گیا اور باقی جو گناہ میں ادسکی جو جو کچھ سزا میں
 کی مان مقرر میں ہو اور کے مرضی پر عین چاہی دلیوی چاہی معاف کریں انتہی جماعت نے
 کہا کہ یہ جو اس میں گناہ کو تین قسم ہے یا ایک شرک کفر ادسکی سزا ہمیشہ دوزخ دوسرے
 غیر کفر ادسکی سزا مقرر ہی اور دونوں غیر مشہور تیسری کی سزا اللہ کے مرضی پر سو یہ بات
 مخالف ہی اہل سنت کی تہی بی کہ سوای کفر کی ساری گناہ قابل بخشش کے ہیں انتہی

وضع اس و سوئی کا یہی کہ اس پر یہ کہہ دینا ان اہل کفر کا یہی
 تشریح ہے و یقیناً مادون ذلک من لشاء فقط ان شرک بہ میں تین احتمال
 ایک یہ کہ مراد اس لفظ سی بطریق مجاز کی مطلق کفری شرک اگر ہو یا اور قسم کا کفری
 کفر انکار کرنے سے حضرت یہاں کی غرض یہ تھا تو سب کہ سو افر کی کہیے یا صغریٰ
 یہاں تک کہ شرک اصغر بھی سبھی یقیناً مادون ذلک کی داخل ہی دوسرے احتمال یہ کہ شرک
 اگر مراد ہی بالخصوص یعنی شرک اصغر اس لفظ سی نکال دیا جائے بطریق تخصیص عام کے تو
 بھی شرک اصغر اور دوسرے کہیے اور صغریٰ داخل ہی سبھی مغفرت کی پہلے
 جو بمعنی سبھی اور کمتر کی ہو گا تو کفر جو سو شرک اگر کہیے ہو اس آیت میں اس سے تخریج
 ہوا نہ عدم مغفرت کر کی نہ مغفرت کر کی اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں اس کفر کا حکم
 اور خصوص سے معلوم ہی اور جو مادون یعنی غیر اور سو کی ہو تو کفر ہی داخل ہی
 یقیناً کے رہا تو تخصیص کفر کے لفظ عام مادون سے کرنے ضرور ہوگی تو مخصوصاً اس
 اور خصوص میں یہ دو نو احتمال متشاء اعتراض کا عالم ربانی پر ہی تیسرا احتمال کہیے
 مراد اس سے مطلق شرک یہ اگر ہو یا اصغر اور فقط مادون بمعنی تحت ضد فوق کے
 یعنی کمتر تو معنی یہ ہیں کہ اہل نہیں بخشا کسی شرک کو اگر ہو یا اصغر اور خشایہ
 او سکو جو سبھی اور کمتر ہو شرک سے تو اس احتمال میں ہی اور قسم کفر کا جو سو شرک
 اگر کہیے ہو تخریج ہوا اور ہی خصوص سے اس کا حکم معلوم ہو گا پر احتیاج تخصیص کے ہی ہو
 تو سب مضامیر اور کیا ہو یا شرک اصغر کے سبھی مادون ذلک کے داخل ہی اور
 کفر جو شرک اگر ہو اور شرک اصغر ان شرک بہ میں داخل ہی اور ہی مراد عالم ربانی کی ہے
 اور ظاہر یہ نظر قواعد پر اور اصول فقہ کی با احتمال ثابت ہو ماسی حد تک اعلم تو اول دو احتمال
 پہلوں کو دلیل سے نکال دیتی ہیں اور احتمال ثالث کو ثابت کرتے ہیں

اور کہتی ہیں کہ پہلا احتمال مجاز ہی کیونکہ لفظ شرک کا تو مطلق کفر کی ہی مومنوع ہے
 اور شرع مجاز سے پہلے ہی کہ قرینہ صارفہ حقیقت ہی پایا جاوے اور یہاں قرینہ صارفہ
 موجود نہیں کیونکہ شرک کی تو یہاں معنی مراد ہو سکتی ہیں جیسی کہ الگ معلوم ہوگا ان
 اسد نقالی تو معلوم ہوا کہ جو خیالی یا اور کسی کتاب میں معنی ان لشرک کی ان کی قرینہ
 کلی میں سو تحقیق کی خلاف ہیں اور درجہ اعتبار سے ساقط اسلی کہ قرینہ صارفہ اور
 معنی مومنوع ہی اس میں نہیں ہے اور وہ جو خیالی میں دلیل کی ہی کہ بقیر کفر کی ساتھ
 شرک کی کری اسلی کہ کفر عرب کا شرک ہوا تو اول تو مجاز ثابت کر لو چچی تخصیص
 کی وجہ بیان کرو اور یہی کہتی ہیں کہ اگر مراد یہ ہے کہ کفر عرب کا مختصر شہاشم میں قرینہ
 سنو ہی بعضی انکار صانع کی کرتی ہیں و ما ملکنا الا اللہ صریح ہی میں ہی یہ انکار صانع کا ہی
 اور بعضی نہیں ہی انکار کرتی ہی شاعر ساجد مجتہد کہتے ہی بعضے معنی ہی انکار کرتی ہی اس میں ہی انکار
 ہیں اور اگر مراد یہ ہے کہ کفر او نکا شرک ہی ہوا تو یہ موجب خامس بقیر کا نہیں ہو سکتا
 قرآن مجید تو فصاحت بلاغت میں اعجاز ہی اور عربی میں پہلا ان کی قرینہ کہتی ہے
 کیا مانع ہوا کہ کمال واضح ہوتا اپنی مراد میں اور شامل ہوتا سب افراد کفر کو تو معلوم
 ہوا جہاں کفر فرمایا ہی وہاں کفر اور جہاں شرک فرمایا وہاں شرک مراد ہے
 اور اس بطور احتمال ثانی کہ تخصیص عام کی ہی صحیح نہیں کہ یہ تخصیص بلا تخصیص ہے
 رنگیا احتمال ثالث وہی صحیح ہی بنظر قواعد مذکورہ کی اب بیان اسکا سنو ضربا
 ضرباً زائد ضرباً عین شلانا کہی ہی اس حدت کی توبہ اول فعل کا ہی اور
 مکرہ اگر حدت اول فعل مکرہ ہو تو تاکید او سکی ضربا ہی کہ مکرہ ہی ہونگی اسلی کہ جہاں
 الرجل الرجل قاری الرجل نقتہ وعینہ کہتی ہیں اور جاء الرجل الرجل والرجل نفس منین
 بدو تک تاکید کی نہیں کہتی کیونکہ تاکید تو افادہ مفاد کا ہی میں غیر زیادہ صریح منی الکلیہ

اور افادہ غیر مفاد کا تائیس ہے تاکید اور جو معرفہ مکڑہ ہو کہ مفاد ہونانی غیر اولی
 کی ہوتا ہی اور مخایرۃ متناقضی تاکید کی ہی اور حسن جگہ جو معرفہ مکڑہ ہو کہ مفاد اور
 مکڑہ سی وہی معرفہ مراد ہو تو وہ جگہ تاکید سی غیر ہوتی ہی جیسی اس قول میں حق تھا
 کی انما الحكم الله واحد اور جیسی اس بیت خاص میں صفحہ ثامن بنی دھل
 وَ قُلْنَا الْقَوْمِ اخوان حسبی اکیامہ ان یرجعن قوا کا لفظی کا نفا اور غیر
 ان دو مثالوں کی دیکھو مکڑہ اول مثال میں خبری اور دوسری مثال میں مفعول بہ
 تو مقام تاکید کا نہیں اور یہی دولت فعل کی حدت کلی پر ہی کہ وہ مدلول مکڑہ کا ہی نہ حد
 خبری اسلی کہ سچ مثال جاری زید و عمرو کی صدر الشریعہ فی جانی دوسرا مطلق
 کی نئی مقدر کر کی کہای کہ ضروری ہی یہ کہ محی زید کی غیر محی عمرو کی ہی علامہ تقدیر
 فی ادس پر رد کیا اور کہا کہ تقدیر جارونی دوسرے حاجت نہیں اسلی کہ محی جو مستفاد
 جارونی سی ہی وہ معنی کلی ہی کہ تعلق اسکا مقدر سی ممکن ہی لہذا علما عربیت طاع
 رکھتی ہیں اس پر کہ یہ باب عطفت مفرد سی ہی مفرد پر نہ قبیل عطفت جملہ سی ہی جملہ پر
 بالجمہ حدت جو مدلول فعل کا ہی سچ معنی مکرر کی ہی اور کلی اور ہی فعل صفت
 مکرر کی واقع ہوتا ہی نہ صفت معرفتی کی رایت رجلا یرمی کہتی ہیں اور روایت
 زید یرمی نہیں کہتی توصیف سی بلکہ کہتی ہیں یرمی حال ہی زید سی نہ لغت فعل
 مکڑہ ہو گا نہ معرفہ اسلی کہ لغت اور مشورت میں اتحاد تقریف اور تنگی میں شرط ہے
 اور ہی مقررات ایک عربیہ سی کہ ان مصدر کی ساتھ فعل بمعنی مصدر کہ ہوتا
 ہی جیسی اعجی ان یقتل زید بمعنی قتل من زید لہذا القیم معمول کے مصدر پر جائز
 نہیں رکھتی جیسی تقیم معمول ان یقتل کے ان یقتل پر اور اسی لئی کہ فعل
 بسبب دخول ان مصدر کی معنی میں ہوتا ہی اس ان کو مصدر کہتی ہیں اور

عمل مصدر منون کا شایع اور کثرتی بجا ان مصدر معروف باللام کے کہ او سکاعل لیل
 ہی سبب اسکی کہ مشابہت دو نوعین میں ہو گئی کیونکہ فعل تو مذکور ہی اور یہ معروف
 باللام حرف اور قرآن مجید لغت عرب فیض اور بلخ پر اور موافق مجاہدہ فصحا
 اور بلخ کی مارل ہو ہی تو بنا بر قواعد مقررہ اور موسسہ کی کہا جاتا ہی کہ لغت ان لیسر
 بہ کریمہ ان اللہ لا یغفان لیشک بلہ من معنی اشترکاکہ کی ہو گا۔ الا شرک
 کی اور اگر کسی تفاسیر میں بجای اشترکاک منون کی الا شرک کہ معروف باللام مذکور
 ہو تو لام زائد ہو کا یا لام استراق کا مرادی اور تسلیط نفی ہی اس پر عموم نفی نہ نفی
 عموم مراد ہوگی بنظر ان قواعد مذکورہ یکے اور کلام ہی محتمل ہی اسلی کہ لیسر کل جیکہ
 سورفع ایجاب کلی کا ہی واسلی سلب کلی کی ہی مشتمل ہی صراح بہ سید الشیخ
 فی حواشیر علی شرح الشمسیہ حیث قال فیہا فعلى هذا الیسر کل
 یحتمل سلبا کلیا اور اشترک اور شرک دو نوع ہیں شرک اکبر اسکو شرک علی
 ہی کہتی ہیں اور شرک اصغر اسکو شرک خفی ہی کہتی ہیں شرک جودو نوع ہی ہر دو
 نوعون شرک ہی بقیر ماہتہ مطلق شرک کی بدون تفسید کی ماہتہ اکبر اور اصغر
 قرآن مجید اور حدیث تریف میں واقع ہی کریمہ ان اللہ لا یغفان لیشک
 بلہ شرک اکبر میں اور کریمہ ولا یشک بعبادۃ ربہما جدا شرک اصغر میں کہ عمل عبادت
 میں ریائی نازل ہو ہی کما اتفق علیہ المقاسیر اور جو ان لیشک بہر معنی
 اشترکاک بہ کہ مفعول بلا یغفر کا واقع ہی تو مذکورہ سیاق نفی میں واقع ہو جیسکہ ما
 ضرب زید احد امین اور جیسکہ اس کریمہ میں ان اللہ لا یستحی ان یضرب
 مثلا اسی لا یستحی ضرب مثل ای مثل کان اور جیسکے اس آیت کریمہ میں و
 ما کان للبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب الا یہ یعنی

کسی آدمی کی حد نہیں کہ اس سے کلام کریں اور اشاری سے یا برویکی پہنچی الخ
 اور جیسی اس آیت میں اولئك ما کان لهم ایدیا خلوها کا اختلاف
 جیسے افراد دخول کیے مراد میں دلیل استثنا اور جیسی اس کریمہ میں کاجناح علیکم
 ان یقتضوا فضلا من ربکم سبب افراد ابتعا کی ظاہر مراد میں وادعنا
 اعلمہ اور قواعد مقررہ عربیہ اور اصول فقہی ہی کہ مکڑہ سیاق نفی میں مفید استثنا
 کا ہی خواہ اسم مکڑہ ہو جیسی باجائی احد خواہ فعل جیسی لا اکل اول میں فرد مشترک
 کی نفی ہی کہ بدل اول اسم مکڑہ کا ہی دوسرے میں نفی ہائے سی کہ بدل اول فعل کا ہی نفی
 جمیع افراد کی ہو جاتی ہی ہی استغراق ہی تو بدل اول صریح اور ظاہر نص مذکور کا
 یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نہیں بخشا کسی نوع شرک اور کسی فرد شرک کو جلی ہو یا خفی او
 بخشا ہی وہ جو نجی اور کثر شرک ہی ہو اور دون بمضی تحت ضد فوق کیے اور
 بمعنی غیر کیے ہی اور دون معنوں ہی تفسیر صحیح ہی برادر تقدیر معنی غیر کیے
 احتیاج پر مکی طرف تخصیص کر دینی اور نکال دینی اس کفر کے جو سوا شرک کی ہی
 مادون سے یعنی وہ مضمون جنہی کا فرد کا متحد فی اندر ہونا ثابت ہی اذن لفظوں
 لی اس کفر کو مادون ہی نکال دیا بخلات معنی تحت کی کہ اس تقدیر پر کفر مادون میں
 داخل ہی نہیں تو حاجت شخص کی نہیں تو اسلمی یہ تفسیر اولی ہی اور عدم مغفرت
 شرک خفی کی کہ نص کتاب ہی بنظر قواعد مذکورہ کی استفاد ہوتی ہی احادیث صحیحہ
 میں اسکی تصریح واقع ہی جیسیکہ الکی اوکا انشاء اللہ تعالیٰ تو تخصیص اور اخراج کر دے
 میں شرک خفی اور اصغر کی اور ارادہ کر نہیں شرک اکبر اور جلی کے یا بخصوص کہ خلاف
 قواعد مذکورہ کی ہی نص ان اللہ کا یغفر ان یشاء یہ ہی نص مخصوص قطعی الذات
 اور ثبوت جیسیکہ نص کتاب اللہ ہے صاحب شرع علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی بروایت

صحیحہ درکار ہی اور بدون نفس مخصوص مذکورہ کی مومن بالحد و بالیوم الاخر کو جرات
 اس پر مشہور نہیں اور مورد نفس ان الله لا یغفر ان یشک بہ کا جو شرک اکبر
 ہی اور مورد نفس ولا یشک بعبادۃ ربہ احد اکا جو شرک اصغر ہی یہ
 موجب ارادہ شرک اکبر کا یا مخصوص کریمہ ان الله لا یغفر ان یشک بہ میں اور
 موجب ارادہ کرنے شرک اصغر کا آیت ولا یشک بعبادۃ ربہ بعد اس میں ہو
 سکتا اسلیٰ کہ اجماع امت کی اس قاعدہ پر ہی کہ العبادة لعموم اللفظ لا لخصوص
 الملوحہ اگر یہ قاعدہ ہو تو انقرضت زانی صحابہ رضی اللہ عنہم سنی انقرضت شریعت
 اسلام کا لازم آتی اور وہ جو بعضی تفاسیر میں پہلی آیت کی بیان میں شرک اکبر اور
 دوسرے آیت کی بیان میں شرک اصغر بیان کر ل ہیں بدون نفی دوسرے قسم کے
 تو یہ قبیل اکتفا ہی ہے ساتھ ذکر مورد کی نہ جنس ہے شرک اصغر سے آیت اولیٰ
 میں اور نفی شرک اکبر سے آیت ثانیہ میں نہیں تو قواعد موسرہ اتفاقیہ عربیہ اور
 شرعیہ کا ہم لازم آوے گا وہو باطل لا اجماع تفسیر قرآن القرآن میں موافق قواعد
 مذکورہ کی ایسا مذکور ہی ولا یشک بعبادۃ ربہ احد اکا جو شرک اکبر
 میں موافق قواعد مذکورہ کی دو قسم شرک نیکی جلی اور خفی مراد ہیں تو موافق آیت
 قواعد مسطورہ کی اس آیت کریمہ میں ان الله لا یغفر ان یشک بہ دو قسم شرک
 کی چاہی کہ مراد ہوں اور بدون بیان فارق اور خلاف اصول مقرر مذکورہ کی ارادہ شرک
 جلی کا یا مخصوص اور اخراج شرک خفی کا یا مخصوص اور اخراج بلا مخصوص اور بغیر مخرج کے
 ہی تو مقبول ہو گا اور دعویٰ اجماع اہل سنت کا اس تخصیص پر مجمل خفایں ہی بلکہ خبر
 اہل علم میں اسلیٰ کہ فرق درمیان مخصوص اور ناسخ کی یہی ہے کہ مخصوص میں اتصال
 زانی کا چاہی حقیقتہ یا ظاہری صورت عدم معرفت کا رنج میں اور ناسخ میں نہ اتصال

کہا تو جو اجماع زمانی نزول وحی میں حجت نہیں ہی حجت اور کسی جدا افتراض زمانی وحی کے
 ہی بلکہ زمانی میں نزول وحی کی اجماع متفقہ ہی نہیں اسلیٰ کہ بغیر شمول حضرت کی صلی اللہ
 علیہ وسلم اجماع نہ ہوگی اور جب شمول حضرت کا ہوگا علیٰ المد علیہ والہ وسلم تو صرف
 قول حضرت کا کافی ہی صلی اللہ علیہ وسلم دوسری قول کے احتیاج نہیں تو یہ اجماع
 جو اوپر جو از غفور بر صغیرہ اور بکرہ کی سواری شرک جلی کے ہوگی تو یہ اجماع ناخ
 عموم نص کے ہوگی نہ مفصل اور یہ جہور کے نزدیک جائز نہیں ہی بلوچ میں ہی
 قالہ صغیرہ علیٰ انہ لا یثبتہ ولا یثبتہ بلہ صغیرہ کی راجح ہی طرف
 اجماع کے اور ہدایہ میں مسطور ہوئی مستحکم کہا ہی قد ثبتت السنۃ باجماع الصحابۃ
 رضی اللہ عنہم فتح القدر میں کہا ہی لیسبت الباء للسنۃ فان المتبادر
 ان الکلام لیکون ناسخاً پر ناسخ اور حدیث ذکر کردی یا کہی میں ہم کہ دعویٰ
 اجماع اہل سنت کا اس تخصیص پر صحیح نہیں اسلیٰ کہ اگر لوین اجماع ہی کہ شرک اصغر
 بدون توبہ کی جائز العفو ہی یعنی یہ اجماع شرک اصغر کی عفو پر بالخصوص متفقہ
 بتولا ثابت کریم دیکھیں کیونکہ ثابت کرتی ہو اور اگر لوین کہو کہ اجماع اہل سنت کے
 ہی کہ سو اکثر کی اور گنہ صغیرہ اور بکرہ کے جائز العفو میں تو اس عموم میں شرک
 اصغر ہے ایسا تو ہم کہتے ہیں کہ جائز ہی کہ یہ عام بنظر شرک اصغر کے مخصوص بعض
 ہو جیسی اس ہی حقوق کنار اور حقوق دو اب اہل سنت کی یہاں مخصوص ہیں کیونکہ
 طریقہ عفو کا انکی اہل سنت کو موافق اصول شرع کے معلوم نہیں ہوتا کیونکہ طریق
 فیصلہ کا درمیان مومنین کے تو یوں مقرر ہی کہ حسنات ظالم کے مظلوم کو دیے
 بادین گی اور نہیں تو سیئات مظلوم کے ظالم پر رکھی جادین کی اور لوین ہی ہوگا کہ
 اللہ تعالیٰ اپنی فضل سے مظلوم کو بخشے اور اسکی دلیلیں رحمہ اللہ کی کہ میں تو

بسن گیا میرا پائی مسلمان میری سبب سے معذب ہوتا ہی میں نے اسکو بخش دیا اور ہم
 یتیموں صورتیں کفار اور دواب میں محصور نہیں کیونکہ حسانت ظالم کی اولاد دونوں
 کو مفید نہیں اور سیات دواب کی میں نہیں اور کفار کی تو میں پر مظلوم کو دین اور تقویٰ
 عذاب کا قوی کرین تو یہ ہو نہیں سکتا کہ بخف صہم العذاب کفار کی نشانیں سے
 تو سوا تہذیب کے دوسرے صورت ہو نہیں سکتی تو عام مذکور سے بہرہ دونوں مظلوم
 ہو گئی اور عام بظہان دونوں مخصوص البقیہ ہوا تو اسی صورت میں شرک اصغر یہ
 مخصوص ہو بالحد اجماع صورت عموم میں مقرر ہو کہ مفید ہو تو جب تک کہ اجماع
 خاص عفو شرک اصغر نہ ثابت نہ کرے اعتراض ادا سکا جیسا ہی اور یہ اجماع خاص ثابت
 کر لی مشکل ہی اس کے بغیر میں وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَدًّا فَعَنْهُ
 جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا
 بلا لیں میں تین وجہوں مذکور میں وہاں ماولیٰ میں لستقلہ او بان ہذا
 جزاء ہ ان پچھڑی حکایہ فی خلیفۃ الوعد بقولہ فیض ص
 دون ذلك لمن يشاء وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال
 ظاهرهما والها نامة لغوها من ايات المتعصية یعنی حضرت ابن عباس
 سی یون مروی ہی کہ یہ آیت اپنی ظاہر مابقی ہی اور جو کوئی مومن کا بعد اقبال ہو تو او
 آتوں ہی جو اس قائل کا احتمال مغفرت کا سمجھا جاتا ہی کہ احتمال ہی کہ اللہ تعالیٰ اسکو
 بخش دی تو اور آیتیں کہ قائل مذکور کے حق میں مغفرت کی ہیں اس آیت ہی منسوخ ہو
 گئیں میں تو دیکھو قتل مومن کا بغیر احتمال کے نہ کفر ہی نہ شرک اگر باوجود اسکی حضرت
 عبد الصمد بن عباس رضی اللہ عنہ کی پاس اور کے بخشش اور عفو نہیں اور مادون ذلک سے
 مخصوص ہی اور خارج تو موافق معتزلہ کی ہوا معہذا کوئی عالم حضرت ابن عباس کی

مسیحی خاندان
 مذکورہ بالا
 کا تعلق
 حضرت ابن عباس
 سے ہے
 ان دونوں میں
 سے ایک
 ہے
 اور دوسرے
 ہے

رضی اللہ عنہما نہیں کہتا کہ اہل سنت سی خارج ہو یا یوں کہی کہ معتزلہ کے برابر ہو
 تو عالم ربانی جو بنظر قواعد مقررہ اہل سنت کی فرماتی ہیں کہ ظاہر اور صریح اس آیت
 سی ان اللہ کا یقین ان لیسٹک بد الایہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں قسم شرک
 کی مغفرت نہیں تو کیونکر نسبت خروج کی اہل سنت سی اور نسبت دخول کی معتزلہ
 میں اور انکی طرف صحیح ہوگی تو یہ دونوں نسبتیں تو صریح جمہالت اور ضلالت ہے
 جو نفس کتاب اللہ سی بنظر اور بحکم قواعد معتبرہ عربیہ اور شرعیہ کے جو موافق
 اہل سنت کی ہیں عدم مغفرت دونوں قسم شرک کی دریافت ہوئی اب عدم مغفرت
 شرک اصغر کی سنت سی سنا چاہی تو پہلی ذکر کرنی احادیث کی یہی ہے جان لیا
 چاہی کہ عدم عفو اور عدم مغفرت کو مواخذہ لازم سی لیکن مواخذہ اور سزا آخر
 اس میں نہیں کہ دخول ناریہ ہو بلکہ مصیبت جو پہنچتی سی وہ سزائی عمل پر ہے
 جیسی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا صَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ
 وَيَعْرِضُ عَنْ كَثِيرٍ تَوَكُّبْتُمْ مِنْ شَرِكٍ اصغر ہی داخل سی البتہ سزائی کفر باوجود
 اور انواع سزا کی حلو و تار ہی ہوگا ایک مرتبہ چراغ بی بی عایشہ صدیقہ کا گل ہو
 گیا حضرت فی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان مبارک سی کہا انا لله وانا
 الیہ راجعون بی بی صاحبہ نے اسکو مصیبت بھانکی تعجب کیا اپنی صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم فرمایا کہ جو امر مومن کو پہنچی اور وہ موجب فتنہ و فساد کا اسکو ہو تو وہ اسکی
 مصیبت سی تو دیکھو جو شرک اصغر یعنی ریا جو موجب خطہ عمل یا نقصان ثواب کا ہوگا
 جیسی اکی آتی تو وہ موجب فتنہ و فساد مومن کا ہوگا بی شک تو یہ اسکی مصیبت ہوئے
 اور مصیبت اللہ تعالیٰ فی سزائی عمل فرمایا ہی تو ریا پر جو شرک اصغر سی مواخذہ ثابت
 ہوا تو عدم مغفرت ہی اسکی ثابت ہوئی اب سنو تفسیر مظہر ہے عین سخی اس آیت

کریم کی دلالت شرک بعبادہ و ربہ احد از کوری **ع** محمد بن بسیدان
 النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اخوف ما اخاف
 علیکم الشک الا صغیر قالوا یا رسول اللہ وما الشک الا صغیر
 قال الربا و ماہ احمد و **ع** ابی ہریرۃ رضی قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا الشک الا صغیر قالوا وما
 الشک الا صغیر قال الربا ان دونہ شیون شی ثابت ہوا کہ شرک اصبرای
 و **ع** ابی ہریرۃ رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم قال اللہ تعالیٰ انا اغنی الشکاء عن الشک من عمل
 عملاً واشک فیہ معی غیری ترکۃ و شرکہ و فی روایۃ قافا
 بری متہ هو لیدی عملہ رواہ مسلم و **ع** متداد بن اوس رضی
 قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من صلی علی
 فقد اشک و من صام یومی فقد اشک و من تصدق بربایہ
 فقد اشک رواہ احمد و کچھ وہاں تین جگہ مرئی کو اشک مرئی کہتے ہیں
 کی تو پہلا اس لیے کہ میں شرک اسے کیوں نہیں داخل ہوا اس حدیث سے معلوم
 ہوا کہ نماز اور روزہ اور صدقہ و یا ربایہ شرک ہوتا ہے و **ع** الشیخ رضی
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یونی یوم
 الغنیم بصفی منعمۃ فتصیب بای ہدی اللہ فیقول القوا ہذا
 و اقبلوا ہذا فنقول الملئکۃ و غنات ما کتبنا الا ما عمل فیقول
 ہذا کان لغیر وجہی وانی لا اقبل الیوم الا ما ابغی بہ و **ع**
ع شہر بن عطیہ قال یونی یا الرجل یوم القیمہ للحساب

وفي صحيفة امثال السجالات من الحسنات فيقول رب العرش
 تبارك وتعالى صليت يوم كذا اليقال صلى فلان انا الله لا اله
 الا انا الى الدين الخالص وصمت يوم كذا اليقال صام فلان
 انا الله لا اله الا انا الى الدين الخالص فما يزال يحكي شي بعد
 شي فيقول ملكاه لغير الله كنت تعمل وعرفشد ادين
 اوس رضى قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
 ان الله تبارك وتعالى لجميع الاولين والآخرين بقيقم واحد
 ينفذ البصر وليسمعهم الداعي فيقول انا خير شريك لكل
 عمل لي في دار الدنيا كان فيه شريك فاذا اذعه اليوم
 لشريكى ولا اقبل اليوم الا خالصا واه الا ضيقا حتى انتمى
 مع الاخصار طريقه محمد بن يدينا عن جبلة العيصي رضى عن
 النبي صلى الله عليه واله وسلم انه قال ان المرأى ينادي يوم
 القيمة يا فاجرا يا غادرا يا كافرا يا خاسرا ضل عمالك وحبط
 اجرلك اذهب فخذ اجرلك بمن كنت تعمل له غور جاسي كزناك جثوت
 به نذامتن راى كوهنگي خصوصاً جويا كافرا و سكرها جادگيا تو كيا دلت اور رسوا
 او سكر حاصل ہوگا اور كيا خون اوسكى دل پر مستولى ہوگا ايا به مشغرت ي يا عقوبت
 ان حديثوں سے معلوم ہوا کہ شرک اصغر یعنی بد یا موجب حبط عمل کا ہی جیسی شرک اکبر
 اور كفر فرق اس قدر ہے کہ كفر اور شرک اکبر موجب حبط سب حسنات کا ہے اور شرک
 اصغر سبب حبط اوس عمل کا ہے جیسا کہ شرک اصغر واقع ہوا تو یہ حبط عمل کا ہی موجب
 ہوا اور سزا تو صفت سے ہی ثابت ہوا کہ شرک اصغر معفو اور مغفور ہوگا عالم برآ

لی تو نہیں فرمایا کہ شرک اصغر میں مواخذہ دخول ماری ہی ہوگا بلکہ فرمایا ہی کہ شرک
 اصغر میں تو سزا ہوگی ہر وجہ سے جو ہو البتہ شرک الکر کے سزا قتل و ماری اور سوا کی
 اور یہی اگر کوئی کہی کہ دعویٰ سب واقع ہو نیوالی میں اور وعید بعضی واقع ہوگی
 حال انکہ خبر دونوں کی ایک ہی طرح ہے تو علمانی اسکی کئی جواب دیے ایک یہ کہ خلف
 وعد کیا عیب ہے اور وعید کا نہیں بلکہ کرم اور فضل گنا جانی اور حدیث مستمر فرم
 انس بن مالک ہی اس مضمون میں مروی ہے عقاید جلالی میں ہی انس بن مالک سے کہ ان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال من وعده الله تعالى
 على عمله فابا فحقه مجتله ومن اوعده على عمله عقابا فحقه
 بالخير انتہی مع الامتناع اور یہ ہی اس میں ہے کہ بھی بن معاویہ کہتا ہے
 کہ وعدہ حق العید ہے ومن اوفى بالوفاة من الله تعالى اور وعید حق حق ہے
 کما ہی جایی بخشی جایی عذاب کری لیکن توقع مغفرت کی بہت ہی اسلی کہ وہ عفو فرمایا ہم
 ہی کریم ہی عذر و جل لیکن محققین کے نزدیک یہ وہ دو وجہیں پسند نہیں کیونکہ اس میں تبدل
 قول کی ہی اور اللہ تعالیٰ فرمائی ما یبدل القول لاری پر کہا کہ یہ مضمون وعید کے
 یا انتہا ہد میں تو تبدل قول کی ہوگی کیونکہ تبدل قول کی اوپر تقدیر اخبار کے ہوتے
 ہی یا یہ کہ مضمون وعید سے مراد استحقاق ہی مضمون وعید کا نہ وقوع جیسی اس
 نص میں اشارہ ہی نکلتا ہی فخر ام صمد جملہ کلام یہ یعنی خزا و سکی بہت ہی واقع ہو
 یا اپنی کرم ہی عفو فرما دین یا یہ کہ مراد تو اذن مضمون سے وقوع ہے نہ استحقاق فقط
 پر یہ وعیدات مقید ہیں ساتھ ان جوڑی کی یا ان لم یغفر کے مثلاً تو جائز ہی کہ احادیث
 وعید ریا کی ہی ہوتی ہوں تو جواب اس اعتراض کا یہ ہی کہ یہ تینوں وجہیں مضمون
 وعید میں ہیں یعنی مضمون جود تین ریا کی میں کہہ کر اس میں تو قیامت کا احوال ہی نہ

ہی تو انشا کیونکر ہو سکی اور بعضی کلام کو انشا کہیں اور بعضی کو اخبار یا دہود بنوی
 دونوں کلاموں کو ایک ہی شق پر تو یہ افسح عرب اور عجم کے کلام میں نہیں کہا
 جاتا اور ایسی ہے توجہ استحقاق کے کہ واقع ہو یا مقید ہونا ساتھ شرط مذکور کے یعنی
 ان جو ری یا ان لم یغفر کی مثلاً خصوصاً ان حدیثوں میں جنہیں لفظ انا یعنی الشکر
 عن الشکر یا انا خیر شرک ہے اسلی کہ مراد استحقاق و عید کا اگر ہو اور و عید واقع
 ہو یا یہ کہ وقوع تو مراد تھا پر مشروط تھا ساتھ عدم عفو کی توجہ عفو ہوا تو شرط
 نہائی گئی تو و عید یا انکیا تو ہم کہتی ہیں کہ یہ کہنا صحیح نہیں اسلی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی
 ذات پاک کو اغنی اور خیر شرک سی اس عمل میں فرمایا جیسی وہ سب ماسوا سی اغنی
 اور خیری تو اگر یہ و عید واقع ہو تو وہ عمل یا کا قبول ہو تو ذات پاک پر غر و جل
 اوس شرک سی اغنی اور خیر ہوا صادق ہوا العیاذ باللہ تعالیٰ تو معلوم ہوا کہ یہ
 صبط عمل یا اگر توبہ ہو تو ضرور واقع ہو گا و مغفور ہوا اور مراد عالم ربانی کی ثابت
 ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب پھر اگر کوئی کہی کہ احادیث مذکورہ سے تو عدم مغفرت
 ایک شرک اصغر کے جو ریابی ثابت ہوئی شرک اصغر کے تو اور بھی اقسام میں ادنیٰ
 مغفرت کا ہونا ان حدیثوں سے ثابت ہوا تو دعویٰ عالم ربانی کا جو عام تھا ثابت
 ہوا جواب اسکا یہ ہے کہ جب جمیع اقسام اور افراد شرک اصغر کے مغفور ہونا اوسکا
 نص کتاب اللہ سے ثابت ہو چکا جیسی غرور و اہیران حدیثوں سے اور اقسام کا حکم
 عدم مغفرت کا اگر ثابت ہوا تو عالم ربانی کی مطلب کو متضرر نہیں کیونکہ دلیل اقویٰ سے
 تو ثابت ہو چکا ہے اگر ان حدیثوں سے ثابت ہوا تو کچھ مقبایقہ نہیں پھر ہی یہ قول ہو گا
 کہ اہل سنت کی مذہب میں سوائے کفر کے سارے گناہ قابل بخشش کے ہیں یہ کلمہ ان ریا کے
 حدیثوں میں باطل ہو گیا اب سنا چاہیہ جو اسجد ان نے منی آیت کریمہ کے بیان کی

سو موافق قواعد اور اصولی شرح اور عربیہ کے ہیں جس کے معلوم ہو چکا ہے اگر یہ ہے
 مراد حضرت رب العالمین جل و علا کی ہی تو فهو المراد والحمد لله علی ذلک اور اگر اس کی
 خلاف مراد ہو تو آئندہ قیاساً **قول** موسوس کا اور ملتی ہوئی ہی معتبر نہ ہے
 ایک فرقہ گراہ سی تفسیر غریبی میں بیان کیا کہ خارجی اور معتزلہ مرکب کبیرہ کے
 وعید کو قطعی دایمی کہتی ہیں اور کہا کہ بعضی از ایشان وعید قطعی منقطع را بآ
 اثبات می کنند و میگویند کہ ایشان عفو ندارند البتہ معذب خواهد شد اما عذاب او
 منقطع خواهد شد و آخر تا بہ پشت خواهد رفت و چہین است برب بشر مریسی و خالد سے
 دیگر جاملان بی وقوف است و قح اس و سوم
کا ہیہ سے کہ خارجی اور معتزلیہ وعید
 مرکب کبیرہ کو ساتھ دخول تار کے قطعی دایمی کہتی ہیں اور عالم ربانی نہ ہر ترک کبیرہ
 کو کہتی ہیں بلکہ صرف شرک اصغر کو اور نہ ضرور دخول تار کے قائل ہیں بلکہ ہر طرحی
 کہ شر او تو بات عالم ربانی کے انسی ملتی ہوئی نہوی اور مریسی اور خالد سے جو قطع
 منقطع کہتی ہیں تو اسی دخول تار کو کہتی ہیں کہ منقطع ہو جائیگا اور عالم ربانی متحقق
 وعید شرک اصغر کا ساتھ دخول تار کے قطعی نہیں کہتی بلکہ ہیہ کہتی ہیں کہ اس
 آیت سی ان الله لا یغفر ان یشک بالہ الا یہ عدم مغفرت شرک اصغر کے ساتھ
 ہوتی ہے پر جو شرک اہل کے ائمہ مقرر ہے سو یا دیکھا یعنی یہ ضرور نہیں کہ دوزخ
 ہی اسکی سزا ہو جہ جانی کہ مخلد ہو یا منقطع بلکہ ہوسکتا ہی کہ دنیا یا برزخ میں اسکی
 سزا ہو اور آخرت میں پاک ہو جاوے یا آخرت میں ہو تو سوا ہمارے اور طرح سے ہو
 یا تار سے ہو بغیر مخلد لیکن یہ تار سے قطعی اور ضرور نہیں ہر دیکھو جو آخرت میں پڑنا
 سی سزا ضرور کہتی ہیں انسی ہیہ بات ملتی ہوئی نہوی اور اصل بات تو یہی ہے کہ جو بات

دلیل صحیح سی ثابت ہوا میں اگر اور کوئی فرقہ گمراہ تھا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ
 وہ فرقہ تو اس بات میں گمراہ نہیں اور باتوین گمراہ ہی جیسی حسن اور قبح عقلی میں
 مستزاد ترید یہ اور صوفیہ سے ملتی ہوئی ہیں اور جیسی یہ موسوس اور اسکی شیعہ جہتہ
 ترید یہ سی ملتی ہوئی ہیں ثبوت حرمت مصاہرہ میں بسبب ناکافی خلا لا مشورہ بلکہ اگر
 بتیح کر دو تو کوئی فرقہ اہل قبلہ سے ایسا نہیں کہ کسی بات میں اہل حق سے ملتا ہو انہو
دوسرا دوسوہ قول اوسکا دوسرا مقولہ اوسکی مثال
 یہ ہے کہ بادشاہ کی نقصیر اوسکی رعیت جتنی کریں جیسی جوہری وغیرہ چاہی تو
 بیکڑی چاہی مخان کرے اور ایک نقصیر اس ڈپ کے میں جس میں بغاوت نکلتی
 ہی یہ نقصیر سب نقصیروں سی بڑی ہیں اوسکی مزا ہی مقرر اسکو پہنچتی ہے
 اور جو بادشاہ اوس سے غفلت کرے اور امیوں کو سزا دے اوسکی بادشاہت
 میں مقصور ہے چنانچہ عقلمند لوگ ایسی بادشاہوں کو بغیرت کہتی ہیں سوا دس سال
 الملک شہنشاہ غیر سے ڈرا چاہی کہ بری سرکار در کہتا ہی اور دسی ہے
 غیرت سودہ مشرکوں سے کیونکہ غفلت کر کیا اور کس طرح اوکو سزا دے انکا انتہی ملخصہ
 جماعت کی کہا کہ یہ جو اللہ تعالیٰ کی مثال دے بادشاہ سے اور سزا دینی میں
 بادشاہت کا تصور اور عقلمند لوگوں کا بغیرت کہنا پھر ایا اگر اللہ تعالیٰ کو کہا کہ
 مشرکوں سی کیونکہ غفلت کر کیا اور کس طرح اوکو سزا دے انکا سو یہ بات حیا لقیہ ہے
 غریب اہل سنت کی کہ اللہ تعالیٰ سے مکوئی فعل قبیح نہ اوسپر کچھ واجب یفعل
 ما یشاء و میحکم ما یراہ لا یسال عما یفعل وہم لیسئلون دفع ال
دوسوہ کا یہ ہے کہ یہ موسوس تو اسکی دہندی موانہ گرا یہ تو مسائل
 دین سی کچھ واقف نہیں دوسوہ مسلمانوں سی دلوین اگر کچھ لوگوں کو اپنی بدینے

میں شریک کر لیا سو اب اس دوسری کا دفع کرنا واجب ہوا یہ جو لکھنا ہے کہ یہ بات
 مخالف ذہب اہل سنت کے یہ ہے جو ظاہری تہویر اور صواب و اعظم اہل سنت کی مذہب کے
 موافق ہے اگرچہ جماعت قلیل کی مخالف ہے مطلب عالم ربانی کا اس تیشل اور ضرب التیشل
 سی یہ ہے کہ حسن اور قبح موافق مذہب صواب و اعظم اس صحت کی جو صونہ کرام اور تہویر
 میں معلیٰ ہے اور معتزلہ ہے اس کی قابل میں جیسی کہ آئی اور عفو شرک سے باوجود
 قدرت کی انتقام پر قبیح عقلی اور ربی غیرت ہے تو یہ سب سے کاذور اور درغیور ہو
 یعنی اللہ تعالیٰ تو اس سے عفو شرک کا نہایت قبیح ہو گا اور افعال آئنی قبح
 سی منہ میں یعنی باوجود قدرت کی لا یفعل البقیع تو عفو شرک کا قطعاً نہیں واقع
 نہ ہو گا جیسی معرفت صانع کے اور توحید اور صفات کمالی اس کی ان پر شرع ہو تو
 ہی اور یہ عقلی میں شرعی نہیں یعنی ہو تو ان پر شرع علی نہیں تو دور لازم آوے
 کما ذکر فی علم الکلام والاصول طریقہ محمدیہ اور اس کی نہ جہت یہ عبارت ہی واللہ
 تعالیٰ لا یغضبان فی شہرہ لان الاشرار غایق قابل للمعقۃ اصلاً
 لنقض القدان وھل یقبلہ عقلاً او خلان قال الاشرار نعوف
 یدل لہ قول عینی علیہ السلام وان تغضضہم الا یہ و قال
 الماتق یدی کالون ذنبہ بمنع التکفیر عن السیات یعنی ہر گناہگر
 اس مرتبہ میں قبیح اور خبیث اور ناپاک ہے کہ مانع ہی عفو اور سیات کا ہر ایک
 قابلیت عفو کی رکھتا ہو گا کاذور و عقل کے اور اگر ہر تہہ گردنی والا اور حسنات کا ہر
 جیسی گندگی موجب مغفرت کے ہے اور طعام سے جو اوس میں بڑا دوسے تو پر وہ آپ
 گندگی کیونکر موجب مغفرت کی ہوگی یہ بات تو ہر عقل والا سمجھتا ہے سوال
 اگر کریے کہ یہی کہ تشریح طریقہ محمدیہ سے معلوم ہوا کہ مراد شرک کی آیت عن شرک

اکبر ہے اس لئے کہ مانع تکفیر سیئات کا یہی شرک اکبر ہی نہ شرک اصغر ہی ہے
 نہین مانتی ہم کہ مانع تکفیر کا شرک اصغر نہیں بلکہ ایہ بھی مانع ہی تکفیر کا فرق اس
 قدر ہے کہ شرک اکبر سیئات کی تکفیر کا مانع ہے اور شرک اصغر اسی فعل
 کے تکفیر کا مانع ہی جس فعل میں یہ شرک اصغر واقع ہوا فرقاً بین الاکبر والا صغر
 جیسی ریا کہ حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس فعل میں ریا واقع ہو وہ فعل حبط اور اکابر
 ہی اور ریا شرک اصغر ہے موافق حدیث کی اور یہی کہتے ہیں ہم بر تقدیر تسلیم کہ قول
 صاحب طریقہ محمدیہ کا مخصوص عموم نفس کا تو نہیں ہو سکتا غایت مافی الباب یہ کہ
 دلیل مذکور شرک اکبر کے ساتھ خاص ہوگی تو دلیل جو شامل شرک اصغر کو ہے
 کہ مغفرت مطلق شرک کی قبیح عقلی ہے اور قبح عقلی سے تنزیہ واجب تعالیٰ کے
 ضروری ہے اس کو کہ یہ مسئلہ فرع ہے حسن اور قبح کا جو حسن اور قبح شرعی کہتی
 ہیں وہ عقلاً شرک کو قابل عفو کی جائز کہتی ہیں جیسی اشعر یہ اور جو عقلی کہتی ہیں
 و عقلاً ہی عفو شرک جائز نہیں کہتی جیسی ماتریدی اور عسوقیہ کرام اور معتزلی مسلم
 اور اسکی شرح میں ہے عند الاشاعرة التابعین للشيخ ابی الحسن
الاشعری المعدودین من جملة اهل السنة والجماعة ايضا
شرعی ان يجعله متصفاً یا لا یھما فقط لا غیر من غیر حکمت
و صلوح للعقل فما امر به الشارع حسن وما نهى عنه قبیح و
لو انعكس الامر ای امر الشارع انعكس الامر ای امر الحسن والقبیح
فیصدیر ما کان حسناً قبیحاً وبالعکس وعندنا معشائما تریذیہ
والصوفیة الکرام من معظم اهل السنة والجماعة وعند
المعتزلة عقلی ای لا یتوقف علی الشرع لکن عندنا من متأخری

الماتریدیہ کہ لا یتشاور صد الحسن والقیہ حکما من اللہ تعالیٰ
 فی العبد بل یصبر موجبا لا یتحقق المحکم من الحکیم الذی
 لا یرجح المرجح فالحاکم هو اللہ تعالیٰ واکاشف هو الشرح فما
 لم یحکم اللہ تعالیٰ بأرسال الرسل و انزال الخطاب لیس هناك
 حکم اصلا فلا یعاقب بترك الاحکام فی زمان الفترة ومن
 ہما اشتروطا بلوغ الدعوة فی تعلق التكلیف فاکافر الذی
 لم یبلغه الدعوة غیر مکلف بالایمان ولا یواخذ بکفره فی
 الاخرة و هذا الذی یختار فرای المعتزلة والامامية من
 الروافض خذلہم اللہ تعالیٰ والکرامیہ والبراہمہ فانہ
 ای کلام من الحسن والقیہ عندهم لو جب الحکم من اللہ اذہو
 الحاکم لا غیر فلو لا الشرح بما هو شرع بیان فرض عدم ارسال
 الرسل و كانت الافعال باجماع اللہ تعالیٰ لو جبت الاحکام
 علی حسب ما فصل الان فی الشریعة الحقہ الی اخرہ اشاعرہ کے
 حقین محدود اہل سنت صی کہا اور ماتریدیہ اور صفویہ کو معظم اہل سنت کی کہا کہ
 اور سب قوفی اور جہل اسکاہیہ ہے کہ اگر یہ باطن میں تو رافضی اشاعری ہی پر قیہ
 کے رد سے تو اپنی تین معنی قرار دی ہی نماز و روزہ و عقیقہ کے طرح کرتا ہی سو یہ بیوقوف
 اتنا نہ سمجھا کہ ماتریدی کے عقاید کے تو یہ بات مخالف نہیں ہے اصل بات یہ ہے
 کہ اپنی رفقہ کے سنی تو خوب جانتا ہی اور ہمارے یہاں کے سنی اور سے لی پہا کہا
 ہی آدمی بات سمجھتا ہے نہ ساری چنانچہ یہاں بیان ہوا اور الکی یہی کہا جاد کیا اور
 اس مومس نے یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ سے نہ کوئی قتل قبیح نہ او سپر کہہ واجب

یہی اسکی حیالت پر دلیل ہے اول مسئلہ میں تو موہنہ مکالمہ اور دوسرے میں
 کچھ تفصیل ہے یہ عبارت کہ اللہ تعالیٰ سے نہ کوئی فعل قبیح اسکی دو معنی ہیں ایک
 یہ کہ جو فعل واقع ہوا یا ہو گا وہ قبیح سے دور ہے تو یہ معنی حق میں پر ہو سوس
 کو کچھ مفید نہیں کیونکہ مشرک کی مغفرت تو واقع ہونگی تاکہ بعد وقوع کے کہا جاوے
 کہ یہ قبیح نہیں اور اس معنی میں تو نفی قبیح کے افعال واقع ہی سی ہی دوسرے
 معنی یہ کہ جو فعل عبادی ہو تو وہ قبیح ہو اور جو اللہ تعالیٰ سے وہ واقع ہو تو
 قبیح نہ اس لیے کہ فعل قبیح تو اللہ تعالیٰ سے منظور ہے نہیں جسی مغفرت
 شرک کی کہ جو بادشاہ اپنی شریک اور شریک والوں کو معاف کری اور درگزر
 کری تو یہ قبیح ہی اور اگر اللہ تعالیٰ درگزر فرماوے اور مغفرت کری تو قبیح نہیں
 اسلی کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی فعل قبیح منظور نہیں شرح نقایہ جلالی میں یوں ہی *
 اجمع الامۃ علی اللہ تعالیٰ لا یفعل القبیح لکن الاشاعر ذہبوا
 الی انہ لا یتصور منہ القبیح لان الحسن والقبح العقلیین متفیضان
 و الشریعین لا تعلق لهما بافعالہ تعالیٰ تو یہ دوسرے معنی اگر اتفاق
 اجماعی ہوتی یا قول سواد اعظم کا یا تحقیق تو صحیح ہوتی اور عالم ربانی پر اعتراض ہوتا ہے
 یہ معنی نہ اتفاق اجماعی اور نہ تحقیق اور نہ قول سواد اعظم امت مرحومہ کا بلکہ صرف
 قول اشاعرہ کا ہی مقابل تمام امت کی مبنی حسن اور قبیح شرعی پر کہ شرع نے جسکو حسن
 کہا وہ حسن اور جسکو قبیح کہا وہ قبیح ہوا اگر عکس کرنا تو عکس ہوتا اور قول باقی تمام
 امت کا یہ ہے کہ لا یفعل القبیح وان کان یتصور منہ القبیح یعنی مثلاً
 مغفرت کفر کی جو قبیح ہے اس پر قدرت ہی چاہی تو مغفرت کر دی پر جو قبیح ہے نہ مری کا
 کو مستہور اور مفقود ہے تو ہم کہتی ہیں کہ یہ شرعی ہونا باطل ہی اس لیے کہ اس

تقدیر پر لازم آتی ہے کہ کوئی فعل اللہ تعالیٰ کا جیسی قبیح نہیں ہو سکتا جس سے یہ ہو سکے
 اس لئے کہ شرع متعلق ہی افعال عبادی حسن اور قبیح میں افعال عبادی تابع شرع کے
 میں شرع متعلق فعل الہی سے نہیں اور نہ افعال الہی تابع شرع کے کہ جو شرع
 حسن کرے تو حسن ہوں اس لئے کہ شارع تو خود ذات پاک اللہ تعالیٰ کی ہی شرع ادبی
 کی طرف سے ہی اللہ تعالیٰ کا اپنی افعال میں تابع شرعی ہونا متصور نہیں اور حال یہ ہے
 افعال اللہ تعالیٰ کی سبب میں ہمیشہ بالاتفاق جیسی شرع عقاید جلال میں ہی فعل
 اللہ تعالیٰ حسن آباد یا بالاتفاق اسکی جواب میں اشاعرہ کہتے ہیں کہ معنی الحسن
 ما حسنہ المتبع کی یہ ہے کہ نبی شرعی تو خیر یا شرعیہ اور سپرد اور نہیں جیسی فعل اللہ
 تعالیٰ کا اور واجب اور مردوب اور مباح موافق میں ہی القیم مافی عندہ شرع عاد
 الحسن بخلاف قد اس جواب کی دفع میں یہ ہے چنانکہ کہتا ہے کہ ظاہر اتفاق حسن اور قبیح
 میں تقابل تصادفی جیسی مسلم کے عبارت میں معلوم ہوا تو حسن اور قبیح شرعی کی تقدیر
 یہ حسن معنی اور وہ الامر شرعی کا جیسی قبیح معنی ہوتی ہے شرع جیسی مسلم میں مذکور
 ہوا تو اس تقدیر پر افعال الہی میں حسن متصور نہ ہو کہ افعال الہی تو مردوب الامر
 نہیں حال انکہ سب افعال الہی حسن بالاتفاق ہیں اور جو معنی اشاعرہ نے حسن کے جواب
 میں کہی تو اذن معنی پر تقابل ان میں اسباب سلب کا یا عدم ملکی کا ہوگا اول یعنی اسباب سلب
 کا تقابل تو نہیں اس لئے کہ واسطہ یا ایما یا فی فعل یہاں نہ حسن نہ قبیح ہو افعال یہاں کے بہت
 چیزیں نہ حسن قبیح اور اسباب سلب میں واسطہ نہیں ہوتا پس تقابل عدم ملکی کا ہوگا کہ
 اس تقابل میں شرط ہے کہ محل علمی کے شان سے انصاف ساتھ وجودی کے ہو تو جو افعال
 الہی حسن ہیں اس معنی کہ تو اذکی شان ہی قبیح ہونا بھی ہو سکتی لیکن اشاعرہ کے نزدیک قبیح افعال
 الہی میں متصور ہے نہیں جہاں امکان اور صلاحیت اور یہی معنی قبیح کے جب مافیہ

شرعاً ہوئی تو نشان افعال الہی ہے کہ سب سے پہلے ہو کہ مہنی عتہ ہی ہو سکیں حال
 انکہ فی متعلق نہیں ہوتی مگر افعال عبادی اسلی کہ ہنی اور امر شرعی کو مخلصی نہیں
 خطاب الہی کہ متعلق ہو افعال عبادی باعتبار اقتضا اور تخریک جیسی ایتھو الصلا
 ولا تقنوا اولاد کو اس دفع جواب کی دفع میں اشاعرہ کی طرف ہی اگر کوئی ہے کہ
 شان محل مدعی سی موصوف ہونا ساتھ وجودی کی تو شرعاً اس تقابل کی جائزہ ہے
 پر اس محل کا موصوف شخصہ ہونا ضرور نہیں خواہ وہ محل عدی شخصہ اور سکی شان
 سی موصوف ہونا یا اسکی نوع یا جنس قریب یا جنس بعید کے شان سے اقتضا
 ساتھ وجودی ہو اور یہ بات فصل الہی میں پائی جاتی ہے کیونکہ افعال مکلفین کے
 تو بعضی قبیح ہوتی ہیں اور ازہر نبی و ازہر ہی اور یہ افعال عباد افعال الہی کے
 مثال میں یا مجاہد نشان نوع یا جنس فعل الہی کے سی اقتضا ساتھ قبیح کے ہوا اور
 شرعاً اس تقابل کی پائی گئی تو ہم اس دفع جواب کی دفع کے دفع میں کہیں گے ہنی ہر دفع
 جواب اشاعرہ کا راستہ کریں گی اور جواب کو ادنی گکارین گی اور حسن اور قبح شرع کو
 باطل کریں گی اور کہیں گے کہ جیسی اللہ تعالیٰ کی ذات کا نہ کوئی مثال نہ مجاہد اس طرح
 سی اسکی صفت کی کسی صفت نہ مثال نہ مجاہد مثلاً صفت علم الہی اور صفت علم ملک
 مشترک لفظی میں اور معنوی میں باہم صرف بتماہ صفت علم الہی بسیط اور قدیم
 اور صفت علم کمات مرکب جنس اور نفس یہ حادث افعال ہے مقولہ کیف کی علی نہ
 القیاس اور صفات اسبطہ سی افعال الہی کے افعال عباد نہ مثال نہ مجاہد افعال عباد
 مقولہ فعلی میں کہ جنس تدریج مانو ذہنی فعل الہی ہر اندر تدریج سی تدریج تو اس کے
 فعل میں ہو جو زمانی ہو زمانہ او سر بار ہے ہو حضرت باب الوجود محل و علاقہ زمانی اور
 زمانہ او سر بار ہے الا انہ کل شئی محط الحاصل نہ شان فعل الہی سے یا مخصوص

انصاف قبح کا نہ اسکا کوئی عامل نہ جانس کہ اسکی شان سی انصاف قبح سے ہو تو ستر
 اس تقابل کے قوت ہوئی تو یہ تقابل ہے قوت ہوا اذافات السطرات المستروط
 پس نہ مکر تقابل تضاد کا پس اگر حسن اور قبح شرعی ہو تو حسن بمعنی ما امر به الشارع ہو
 جیسی مسلم میں ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی فعل الہی ما امر به الشارع نہیں تو حسن بھی ہو
 تو اب حسن اور قبح شرعی نہوا بلکہ عقلی ہو یعنی غیر موقوف شرع پر جیسی یہ مذہب ہے
 اور صفیہ کرام کا یہ کہ وہ سواد اعظم امت مرحومہ کے ہیں جیسی کہ مذکور ہو چکا ہے
 اور مقتضی بھی اس قدر اس مسئلہ میں شریک ہیں اور کچھ مخالف جیسی شرح مسلم
 معلوم ہوا اور ایک دلیل البطلان حسن اور قبح شرعی پر ذکر کرتی ہیں اگر یہ وہ دونوں
 ہوں تو ارسال اسل حق میں عباد کے بلا اور فتنہ اور زحمت ہو جاوی نہ رحمت اسلی
 کہ عباد قبل ارسال کے رفقاء میں تھی اپنی کسی مسئلہات میں مستحق مواخذہ کے نہ تھے
 تھی پر بعد آتی رسولوں کے بسبب بعضی اپنی فعلوں کے لائق عذاب ابدی کے ہو گئی
 پس ارسال اسل میں تو سنگی عباد پر اور تعذیب اور سنگی ہوئی تو یہ ارسال اسل بلا اور فتنہ
 اور زحمت ہو گئی نہ رحمت و نہ اخلاص اسلی کہ اللہ تعالیٰ ارسال اسل سے اپنی منت عباد
 پر رکھتا ہے قرآن مجید میں اگر مقام غریب نہ ہوتا تو بہت تحقیق کی جاتی اب جان لو کہ شرک
 تو غایت قبح عقلی ہے توحید قابل مغفرت کا شرعاً نہیں ایسی ہے عقلی ہے قابل
 مغفرت کی نہیں اب ظاہر ہو اجمال ظہور کہ دوسرے معنی عبارت موسوس کے جو ادکی
 و اسلی مفید ہو چکا اس میں شبہ تھا اگر یہ فی الحقیقت مفید ہو سکتا نہ تھی کیونکہ اس میں
 تواخلاف تھا نہ اجماع نہ موافق سواد اعظم کے نہ محقق تو یہ دوسرے معنی صحیح نہیں
 محقق ہی مذہب سواد اعظم کا یہی حسن و قبح عقلی موافق قول عالم ربانی کی پس
 اعتراض عالم ربانی یہ وہ دوسرے خناس تھا کہ بڑے آوکر کیا اور ضرب المتل کہاوت

در گذر کرنے شرک کی سہاۃ غفلت کرنے بادشاہ کی اپنی شرک اور شرک والوں سی بجا اور
 موقع سی ہوئی اور یہ جو موسوس نے کہا کہ اندر نہ کچھ واجب ہو یہ تو صحیح ہی پر عالم ربانی
 کی کہا کہ کہ شرک کی اندر تعالیٰ پر واجب ہے کہ یہ نفی اور کسی کر ہی عالم ربانی کا
 مطلب یہی کہ شرک پر لی در جیکا قبیح ہے نہ قابل عفو شرعاً نہ عقلاً جیسی کہ مذہب مائتد سے
 اور سواد اعظم کا ہی تو عفو شرک کے قبیح عقلی ہوئی اور اندر پر لی در جیکا حکیم اور فیور
 وہ کہی فعل قبیح نہیں کرتا جیسی کہ مذکور ہو چکا یعنی فعل قبیح کرنا اندر تعالیٰ کا جیسی شرعاً
 ثابت ہی عقلی ثابت ہی موقوف شرع پر نہیں جیسی معرفت صانع کے عقلی ہے نہ شرعی
 موقوف شرع پر ورنہ لازم آتا ہی چنانچہ کتب اصول اور کلام میں مفصل مذکور ہے
 تو تجویز مغفرت شرک کے تجویز خلاف حکمت اور غیرت کی ہی جیسا عالم ربانی فی کہا
 تعالیٰ اوس سی پاک ہے اور ضرب المثل اور کہاوت در گذر کرنے شرک کی سہاۃ غفلت
 کہ فی بادشاہ کے اپنی شرک اور شرک والوں سی بجا اور موقع سی ہوئی یہ جو عالم ربانی
 کی کہا مشرکوں سی کیونکہ غفلت کر گیا اور کس طرح او کو سزا نہ دیا یہ ملید اس سے و جواب
 اندر تعالیٰ پر سبھا تو مندی کا صحارہ ہی نہیں جانتا ایک فعل کرنے میں جو کس طرح
 قیامت ہو تو کہتی ہیں کیونکہ یہ کر گیا اور ایک فعل کرنے میں جو شنائت ہو تو کہتی ہیں
 کس طرح نہ کر گیا و جواب عقلاً یا شرعاً ہو یا نہ کہتی ہیں زید نے عمر کو بازار میں گالی دیے
 زید کیونکہ اسکو چوڑ دیا اور کس طرح اوس سے بدلہ لائی گالی دیکھو غور کرنے چوڑا او
 بدلہ لینا نہ واجب شرعی نہ عقلی بلکہ چوڑا اور بدلہ لینا شرع میں تو مستحب اور عقل
 کی رد سی تحکم محمود اور یہ جو موسوس نے کہا کہ ملتی ہوئی ہی مقترلہ اور شیعہ کی غریب
 سی تحفہ اشاعہ میں لکھا ہی اگر معنی وجوب عقلی این است کہ آنچه عقل عقلاً اور ادر ہر
 واقعہ بالخصوص تقاضا کند باری تعالیٰ را ازان خلاف کردن جائز نباشد پس این خود سزا

معنی الوہیت است و بخت محمد بن معنی است و شیعہ و معتزلہ و جہن یعنی یاد دین یا دوزخ
 و دنیا جیسا کہ ثابت کی گندہ و جناب یادی تعالیٰ در زمان خود مثل ارسطو و افلاطون یا سکنند
 و اورنگ زیب قراری دہند و پر ظاہر است کہ چون عقلا و عقول ہمہ حادث و مخلوق و
 مقبور و وابستہ اند اور از بر فرمان مخلوقات و حوادث خود کردارین بر بی عقلی است یعنی
 عالم ربانی میں غفلت نہ کرینکو اور سنہ اندین کی کوشش نہ کیو جب عقلی اند تعالیٰ پر کیا اور
 یہ نہ بہ معتزلی اور شیعہ کا ہی تو ہم کہتی ہیں کہ یہ تو ہلادت اور عبادات اور ناتمامی
 اسکی ہی جیسی ابھی معلوم ہو چکا اور اگر یہ غرض ہی کہ غفلت اور سنہ اندین کی کوشش
 عقلی کہنا معتزلی اور شیعہ کا مذہب ہی مخالف اہل سنت کی تو ہم کہتی ہیں کہ یہ
 جہل اور بیوقوفی اس موسوس کی ہی اصلی کہ مذہب سواد اعظم اہل سنت کا ہی
 مسن اور قبیح عقلی ہے اور معتزلہ اور شیعہ بے اسلمت موافق اہل سنت کی ہیں
 البتہ مذہب اشاعرہ کہ اسکی خلاف ہی چنانچہ مذکور ہو چکا اور یہ موسوس کا تو کہ
 ہی دیکھو وہ جو شخصہ اشاعرہ میں لکھا ہی کہ شیعہ اور معتزلہ فی اللہ تعالیٰ کو اپنے
 و ہنوت میں مثل بادشاہ کی تہیر ایسی اسن قابل نے اسکی تصریح کردی آی عقل
 دیکھو اس موسوس کے تو اسلمت کی خطائیں ہیں ایک دو تین پہلی خطا یہ کہ کہہ
 تو جو کہنا ہی قابل نے کہا نہ تصریح کیا کہ اللہ تعالیٰ مثل بادشاہ کی ہی بلکہ اللہ
 ہند کہا کہ اللہ تعالیٰ شہنشاہ ہے بادشاہ کی معنی اور شہنشاہ کی معنی اور ملک
 الاملاک اسم احسن مبارک اللہ تعالیٰ کا ہی شہنشاہ اور سکا ترجمہ ہی اسمی کتب شیعہ
 میں لکھا ہی موافق حدیث کی کہ ملک الاملاک اور شہنشاہ کہنا کسی غیر کو سوائے
 اللہ تعالیٰ کی جائز نہیں طریقہ صحیح میں اور اسکی شرح میں بخاری اور مسلم کے
 حدیث قبول نقل کے ہر دو سکا ایک جملہ نقل کیا جاتا ہی ان اختم اقصیٰ

عند الله تعالى يوم القيمة ای اقلوا لصاحبه ملك الاملا واد
 فی معناه کشتن شا کا مالک لجميع الخلائق کا الله تعالى فالمر
 بها ذکرنا ذاع الله تعالى فی رداع کبریاؤه واستکف ان یکن
 عبدا لله وهذا الحدیث اتفق علیه الشیخان ورواه ابو داؤد
 والترمذی من حدیث ابی هريرة مرغفا واد فی الباب غیره انتهى دیکھو
 مسلمانو عاقلو کہ عالم ربانی تو اسد تعالی کا اسم مبارک کس عظمت سی ذکر کیا سی اور یہ
 شناس کیا بہتان لگائے خود آپ شہنشاہ کا لفظ نقل بیان کیا اور یہ کیا کہتا سی
 مثل شہور کہ دروغ گویم بر روی تو دوسرے خطایہ کہ قابل نے کہا کہ شرک
 حبیبی قابل عفو کی شرعاً نہیں عقلاً ہے قابل عفو کی نہیں پر اس مطلب کو بر سبیل
 ضرب المثل اور کہادت کی ادا کیا کہ بغاوت یعنی اشترک سے تو دنیا کی بادشاہ
 جو قوت اور غیرت رکھتی ہیں در گذر نہیں کرتی تو وہ شہنشاہ ہی اور دنیا سر کیا
 روز اور اور غیرت والا وہ کیونکر در گذر شرک سی کر کیا مراد اس سے یہ کہ شرک
 حبیبی قابل عفو کی شرعاً نہیں عقلاً ہے حبیبیکہ نمیب امام ابو منصور مابریک
 کا ہی رحمۃ اللہ علیہ چنانچہ مذکور ہو چکا اب اس سے یہ نہیں لازم آیا کہ قابل نے
 اسد تعالیٰ کو مثل بادشاہ کی کہہ دیا یہ صریحاً کہہ دیا حبیبیکہ شیعہ اور معتزلہ نے
 اسد تعالیٰ کو اپنی ذہنون میں مثل بادشاہ کی ٹھہرا تھا اسلیٰ کہ غرض مثل سی تو یہ
 ہی کہ معنی غیر محسوس بسبب منازعت و ہم کے عقل کے تین کہیں خوب بن تین نہیں
 ہوتی اور حبیب اس معنی غیر محسوس کو صورت محسوس میں لا کر بیان کرتی تو منازعت
 و ہم سی عقل نجات پاؤ اور وہ معنی خوب بن تین ہو جاوے تو یہاں عفو شرک بالہ
 تعالیٰ کو صورت میں عفو شرک اور بغاوت بادشاہ دنیا کی لا کر فرمایا کہ حبیب شرک

اور بغاوت کرنا قبیح عقلی ہی بادشاہ غنور دنیا کا صفو بہین کرنا ایسی ہیہ ہر شرک
 باللہ تعالیٰ عقو او سکا آخرت میں قبیح عقلی ہی اسکو اللہ تعالیٰ نکر گیا نظیر او سکی ہیہ
 کہ اللہ تعالیٰ مثل میں شرک اور موحد کے فرمایا ہی ضرب باللہ مثلاً۔ رجلاً فیہ
 شہاکاء متشاکسون۔ و رجلاً سلماً الرجل هل لیسوقیان مثلاً۔
 الحمد للہ بل اکثر صہک لا یعلون یعنی یہ دو نور جعل غلام صفت میں برابر نہیں الی
 ہی شرک اور موحد صفت میں برابر نہیں کی تو اس کہاوت میں جو مطلب تھا وہ اللہ
 تعالیٰ نے آپ ہی بیان فرما دیا جلد استقامت انکاری میں اور یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ
 شرک کی صورت میں جو شرک شرک کرتی ہیں مثل شرک متشاکسون کے ہی اور توحید
 کی صورت میں مثل اس رجل کے ہی جو اکیلا مالک ہو اس لئے کہ اس حالت کی بیان
 کی گئی ضرب بالمثل نہیں کی ایسی ہے مغفرت شرک باللہ کے ضرب بالمثل اور کہاوت قایل
 فی مغفرت اور رد کرنا بادشاہ کا باغیوں سے فرمایا تو اس سی اللہ تعالیٰ کا مثل
 ہونا بادشاہ کا قایل کے کلام سے ثابت نہیں ہونا کیونکہ علامہ تقی ازانی نے رحمۃ
 اللہ علیہ کہ امام علوم عربیہ کے ہیں متشاکسات قرانی کے بیان میں فرمایا ہی او میجعل
 الکلام المذكور فیہ الید والوجہ و منحنی صہما عتیلاً لا یعتبر فی صفا
 تشبیہ انتہائی تو دیکھو اس سے معلوم ہوا کہ مثلثات کی مفردات میں تشبیہ ضرور
 نہیں ماقبلو مسلمانوں بیان ایک لطیفہ ہے سنو اللہ تعالیٰ کو اپنی علم ازلی میں یہ وہ
 جناس معلوم تھا تو اسکا جواب اپنی اس کلام قدیم کے جملہ استغناء میں فرمایا اپنے
 ضرب بالمثل میں وہ حالت ذکر کرتی مراد ہوتی ہی جو مثل کہ اور مثل میں ہی نہ اور یہ
 اپنی اس جہدہ عاجز کو اس جواب پر اپنی فضل سے آگاہ فرمادیا کہ اوسے ابکو
 یہاں کہہ دیا تیرے یہ خطا کہ اگر کلام قایل ہے بر تقدیر تسلیم اللہ تعالیٰ کا مثل

بادشاہ کی ہونا ہی کہتا ہو اگرچہ صریحاً نہیں کہا تو مغفرت کرنے میں مثل ہونا نہ
 تابع ہونی میں عقل عقلا کے اور اور تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہی کہ شیعہ اور معتزلہ
 فی اللہ تعالیٰ کو اپنی ذہنوں میں مثل بادشاہ کی پھیرایا تو یہ ہے تو تحفہ اثنا عشریہ
 میں تصریح ہے کہ تابع ہوئے میں عقل عقلا کے اللہ تعالیٰ کو اپنی ذہنوں میں
 مثل بادشاہ کے پھیرایا ہی تو پھر کہنا اوسکا کہ جو تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے الخ
 یہ جھوٹ ہوا یہاں تک تینو خطاؤں کا بیان ہو چکا اور یہ بھی سنو مسلمانوں کہ
 ہمیں جو عقلی ہونا حسن اور قبح کا اور قابل مغفرت کے ہونا شرک کا عقل کے
 روسی دلیل سے ثابت کیا تو یہ ہمارے طرف سے شرع ہے نہیں تو جو موسیٰ
 کا عالم ربانی پر اعتراض ہے تھا کہ یہ قول اوسکا مخالف ہی اہل سنت کی تو اوسکی
 جواب میں اسقدر کافی تھا کہ ہمیں نقل صحیح معتبر کتاب سے کر دیے کہ عقلی ہونا
 حسن اور قبح کا اور مغفرت کی قابل ہونا شرک کا عقل کے روسی ہے نوافی
 ہی اہل سنت اور جماعت کی مذہب سی یعنی جمہور اور سواد اعظم کے مذہب سے
 کو مخالف جماعت قلیلہ کے تیسرا دوسرا قول اوسکا تیسرا مقولہ
 جو اس کلام میں ہے کہ یہ یقیناً سب یقیناً دونوں ہی بڑے ہیں اسکی سزا
 مقرر اوسکو پہنچی ہے اور جو بادشاہ اوس سی عقلت کرے الخ جماعت نے کہا
 کہ یہ بھی معتزلہ کے طور پر ہی اہل سنت کی مذہب میں کفر نہ بتا جانا بدلیل سمجھی
 معلوم ہوا اور عقلا جائز معتزلہ عقلا مستحکم ہیں انتہی وقوع اس تیسری
 دوسرے کا یہ ہے کہ اسی دوسری دوسرے کی دفع میں معلوم ہو چکا ہی کہ یہ
 تفسیر کرنا اپنی مذہب کی خوب واقف ہی اور ہمارے مذہب میں ہی کچھ نہ کہا گیا
 ہی مذہب ماتریدیہ میں کہ سواد اعظم اہل سنت کا ہی کفر کا نہ بخشتا شرعاً اور عقلاً دونوں

ثابت ہی چنانچہ طریقہ محمدیہ اور اوسکی شرح سے یہ دلیل مذکور ہو چکا مستزاد ہے
 اس میں موافقی میں تو یہ تیسرا مقولہ موافقی سوا افضل اہل سنت کی ہی مخالفت اہل سنت
 کی جانا جہالت بعضی علم کلام کے کتابوں میں جو اسکو مستزاد کا قول مقابل میں لائے
 کی لکھا ہی تو اوس ہی منفی قول یا تردید کا نہیں ہوتا قول موسو کا شرح عقاید
 منفی میں ایک دلیل انکی یہ ہے نقل کی ہے واللکن ضایہ فی الجناۃ لا
 یجتمعا الا باحدہ و دفع الحرمة فلا یجتمعا العفو و دفع العزائم
 خیالی میں اوسکا جواب لکھا ہی تھان ضایۃ الکفر تقضی العفو عن حقائ
 الجناۃ یہ جو مذہب یا تردید کا ہے یہ تو یہ چھپان خیالی کی جواب میں کہتا ہی کہ اللہ
 تعالیٰ کی صفات جمالی اور جلالی دونوں ہیں کہ آثار اوسکی انہیں ستھارا و درستی میں
 رحیم کریم عفو غفور متعالی و مستحق تہار اور ذو عقاب الیم ذو فیض الشہداء و مثلاً اور یہ
 در دو قسم صفات کہی بیکار اور اسطیل نہیں تو مقتضی ہونا نہایت کرم کا نہایت جناب
 سی اور تقدیر ملاحظہ کرے دو قسم صفات کی غیر مسلم ہے البتہ اگر صرف صفات جمالی
 ہوتی تو مسلم تھا اور یہی کہتی ہیں کہ دو قسم صفات جلالی اور جمالی ساتھ حکمت کیے
 ہیں حکیم ہے اوسکی صفت ہی تو عقل ان سب صفات کو ملاحظہ کرے امید رکھتی ہیں
 اور اس بات کی طرف راہ پائی ہے کہ حکیم نہایت کرم نہایت مطیع کیے تحقیق ظاہر فرما
 یعنی سید المرسلین کے حق میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم فتم اور نہایت قداب اور مقام
 نہایت جانی اور عامی کے حق میں اظہار فرمادی جیسے شیطان اور لوگ معنی الوہیت کہ
 تم فتم اور اسی عقل کیے اور اکیس موافقی شرح دار و دی اور چاہتا تو عکس کر دیتا و
 اپنی فعل میں مجبور نہیں اور پھر کچھ واجب نہیں پر یہ خلاف حکمت کیے ہی اور قبح آدھے
 و ذات باک مستزاد ہی اور یہی سلم منافقہ کا مسئلہ ہے کہ نفی دلیل سے نفی دلیل

کی نہیں ہوتی بازی کی اور اسی مدلول کی اور ایک دو دلیل ہوں کہ وہ مسلم ہو
 سی پنجہ بیان کلام موسوس کا ہی شعری اسی بات کو کیونکہ اوسنی کہا ایک دلیل
 او کی یہ بھی ہوتی دوسرے قول او کا چوتھا مقولہ شفاعت
 بالادین کی تباہی میں چور پر چوری تو ثابت ہوگی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں
 در چوری کو اوسنی اپنا پیشہ نہیں پھر ایسا کہ نفس کے شامت سی قصور ہو گیا پھر
 وہ دوسرے شہزادہ ہی اور رات دن ڈرنا اور بادشاہ کی اسین کو سزا اور انہوں
 پر کہہ کر اپنی تین لفظہ وار سچتائی اور لائق سزا کی الی اخرہ جماعت شیعہ
 کہا کہ یہ تخصیص مخالف ہی عرب اہل سنت کی کہ مرتب کبیرہ ہے تو یہ کہ
 شفاعت ثابت ہی معتزہ خاص کرتی ہیں مطیعین اور تابین کے واسطی سبج
 معاصد و غیرہ کتب عقاید میں یہ قصہ بغضیل سو خود ہی اتنی یہ دوسرے ہوتا
 ساتواں اعتراض مولوی فضل حق خیر آبادیے کا ہے ہوا کو بھون آہی تو یہ
 چار خرمین بغضیل عام فارسی عبارت میں رد کیا اور استیصال کمال عمل میں آیا
 اب بقدر ضرورت یہ اسکو ہندی زبان میں اس چوتھی دوسرے کے دغ کر نیکو
 ذکر کرتی ہیں کہ اس جماعت موسوسہ فی تیسرے صورت والوں کو کہا تھی تابین
 سیمہ یا پھر او کی شفاعت کی ذکر کر نیکو تخصیص شفاعت کی ساتھ تابین کی پھر
 کہ مخالف اہل سنت کی اور موافق معتزہ کے کس طرح کہدیا تو یہ کی تو دور کی بالانفا
 ہیتی ایک مذمت فعلی ماضی پر دوسرے عزم خود مکر نے پر استقبال میں اور تیسرے
 صورت میں مذمت کا تو ذکر ہی پر دوسرا دکن جو عزم ہے خود مکر نے پر مذکور نہیں
 تو یہ کی معنی طریقہ مجریہ میں یوں ہیں التبتہ ہی الوجع عن قصد المعصیۃ
 والعزم علی ان لا یعود علیہا تعظیما للہ تعالیٰ وحقی فاصح عقابہ و

صی واجبة علی الفاحش اور قیسر مطہر سے من یون ہی قال الحسن صی عقیق
 المویة ان یکنی ابن العبدنا وما علی ما مقی معصیا علی ان لا یعود
 وقال الکلبی ہی ان لیستغص باللسان ویندم بالقلب ویمسک
 بالبدن ویکمال العرطی نجیم اربعۃ اشیاء الا استغفار باللسان
 والاقلاع بالایدان وامنار ترک العود بالجنان ومهاجرة صی
 الاخوان وقال البیضاوی سئل عن علی عند التوبة فقال تجتمع
 ستة نواشیء علی الماضي من الدنوب الندم والضايق الاعاد
 ورد المطالم واستعمال الحسوم وان تعزم علی ان لا تعود
 وان تری نفسك علی طاعته الله تعالی کما یتقانی المعصية انہی
 تو دیکھو غم مذکور کو سب سے معتبر رکھا اور دوسرے ارکان زیادہ کیے تو توبہ
 کی ساتھ اگر غم عدم طود کا یہ یا یا جاوے تو تائبین یعنی نہیں تو غیر تائبین
 تو یہ در قسم حاس ہوئی دوسرے صورت والی عام اگر کوئی کہی کہ خوف اور
 مراست کو غم ترک لازم ہے تو توبہ ہوگی تو ہم کہیں گے کہ لازم نہیں جیسا کہ
 شخص مسلمان کہ جب کو عادت کناہ کی ہو جاوے کہ عادت کو تو طبیعت قاسم کہنی
 میں یا الفت ورجعت اور کناہ عادت نہ تو یہ شخص سبب ایمان کے خوف اور مراست
 کرتا ہی اور سبب عادت یا الفت کناہ کے شیطان اسکی دلیلیں خطرہ ڈالتا ہے
 کہ کناہ بچہ سے چہرہ لکھی فاقو اس لٹی بہ غم ترک پر نہیں کرتا تو دیکھو خوف اور
 مراست پائی گئی اور توبہ نہیں اور دیکھو قرطبی نے ہمارے سی الاخوان کے اور حضرت
 علی صاحب فی اعادہ فرایض کا اور دماغ اور استحلال تحسوم سے ہے ارکان
 توبہ کے معتبر کہ ہیں اور ان سب کا ذکر تیرے صورت شفاعت عن نہیں ہے تو

کیونکہ وہ تابعین ہو گئی البتہ اگر سو سو یوں دس سو نہ کرے کہ عالم ربانی نے شفاعت
 کو خاص کیا یہی سادہ تالیفین نامہ میں ہے اور حال یہ ہے کہ شفاعت شرع میں سوا
 خالص نامہ میں کی اور دن کی حق میں ہے ثابت ہی تو ہم اس دس سو کا جواب دیتی
 ہیں پر جواب دینی ہی پہلی تو چند مسائل جن پر دفع اس دس سو کا موقوف ہے اور
 وہ مسائل مفہومات اس دفع دس سو کی ہیں ذکر کرتی ہیں پہلا مسئلہ یہ ہے
 کہ توبہ بعد گناہ کے واجب علی الفور ہے طریقہ محمدیہ میں ہی التوبہ ہی الرجوع
 عن قصد المعصية والغم على ان لا يعود اليها تعظيما لله
 تعالى وحق فامان عقابہ وہی واجب علی الفور الخ وروا
 مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہایت فرحت ہوتی ہے جو اس کا بندہ توبہ کرے
 اور اس کمال فرحت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستم کہا کر فرمایا ہے
 اللہ اشد فرحاً بتوبة عبده من رجل كان في سفر في ليلة
 من الارض فاوى الى ظل شجرة فنام تحتها واستيقظ فكم
 يجد راحلة فاقى شرفا فضعده عليه فاشرف فلم ير شيئا ثم
 الى اخى فاشرف فلم ير شيئا فقال ارجع الى مكانى الذي كنت
 فيه فاكون فيه حتى اموت فاذ به راحلة ابراحمة تجر خطاهما
 فالله اشد فرحاً بتوبة عبده من هذا راحلة حم عن
 النعمان بن بشير جمع البحار مع اور روايت مسلم بن عبد جملہ تجر خطا ہما کی
 ہی ثم قال لشدة الفرح اللهم انت عبدی وانا ذك احطاء
 من شدة الفرح رواه مسلم تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جو اللہ
 تعالیٰ سے دینا میں ڈر کا وہ آخرت میں امن ہی ہوگا اور جو دنیا میں ڈر ہوگا اللہ

تعالیٰ سے خواہ اسکو آخرت میں دہری جیسی اللہ تعالیٰ سے فرمایا ہی قسم اپنی عزت
 کی کہا کہ جب عن ابی ہریرۃ رضی عنہ عن النبی علیہ السلام یہاں پر
 عن ریدہ عنہ وعلی قال وعنتی لا اجمع علی عبدی خوفیات
 وامنین اذا تخافنی فی الدنیا امتہ یوم القیمۃ واذا اامننی
 فی الدنیا اخفہ یوم القیمۃ چوتھا مسئلہ یہ کہ شفاعت کی قسم
 ہرگی ایک شفاعت بڑے واسطی حساب کے کہ خداوند روز قیامت سے سب کو نجات
 ہو اس میں سب مخلوق شامل ہی دوسرے شفاعت واسطی منع دخول مار کر تیسرے
 شفاعت واسطی اخراج کی دوزخ سے چوتھی شفاعت واسطی کثرت ثواب اور رفع
 درجات کے اور بچے سوا اسکی شفاعت ہی اور جو کوئی صفت مار چہم سے جسکا
 حدیثوں میں بیان ہی واقف ہو گا وہ جانتا ہی کہ کوئی مصیبت دنیا اور عقبی میں
 زیادہ دوزخ میں پڑنے سے نہیں تو اسی طرح بچ کر دوزخ سے جنت میں جانا اس سے
 بڑے نعمت اور عمدہ مراد دوسرے نہیں تو وہ شفاعت کہ واسطی بچانی دوزخ
 اور لیجانی جنت کی ہی وہ فرد کامل شفاعت کا ہوا اور وہ لوگ کہ مستحق اس شفاعت
 کی ہیں وہ اکمل افراد مستحقین شفاعت کی ہیں یا چھوٹا ان مسئلہ یہ کہ مقام
 ترعیب اور ترعیب شرعی میں بصورت مطلق اور عام میں کلام مذکور ہوتا ہی اور اگر اس
 مقید اور خاص مراد ہوتا ہی جیسی کہ مقام ترعیب میں ایذا اسلم سے فرمائی ہیں علیہ
 اللہ علیہ والہ وسلم المسلم من سلم المسلمین من یدہ ولسانہ
 نفی مطلق اسلام کے ایذا دہنی والی مسلمانوں کے سے ذکر فرمایا ہے پر نفی مطلق اسلام
 کی مراد نہیں رہی نفی کرنا اسلام کامل کا ارادہ فرمایا جیسے ترعیب اہل سنت اور حجت
 کا نفی قیقا باین الا دلہ یعنی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی سلب مطلق اسلام کا

مؤذی مسلم سے برابر و خصوص سے دریافت ہو جائی کہ صرف ایذا مسلم سے
 کافر نہیں ہو جاتا تو توفیق یوں ہے کہ نفی سے توفیق کہاں کے مرادی اور
 باقی رہنے سے بقا نفس ذات کی کو صفت نقصان کے ساتھ ہوا بل زین مثل
 اس حدیث کو دیکھ کر جیسی خواجہ کہتی ہیں کہ مرکب کیا رکاز کافری اسائی کہ
 جمیع طاعات کو جزا ایمان کا کہتی ہیں اور معتزہ جو واسطہ اور مترکہ بین المنزلیتین
 ثابت کرتے تو وہ کہتی ہیں کہ مرکب کبیرے کا نہ مومن نہ کافر اور ایسی ہے
 اور حدیثیں ہیں جنہ کہ لا یومن احدکم حتی یحب لاجتہ
 صا یحب لنفسه لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ
 من نفسه لا یومن احدکم حتی یا من جادہ شاہ لا یومن
 باللہ من لا یکرہ جادہ علی ہذا القیاس اور یہی حدیثیں ہیں کہ
 سب میں معیار ان غایات کا نفی مطلق ایمان کی ہی لیکن بقاعدہ تربیب معیانی کمال
 کی ہے اور سچ مقام ترغیب پر مبنی سورہ فاتحہ کے ہر نام میں یوں فرمایا لا صلوة الا
 بقائتہ الکتاب ظاہر اس نص سے نفی ہر فرد صلوة کے ہی بدون فاتحہ کے تو کہتے
 فاتحہ کے ثابت ہوتی ہے جیسی تربیب فاتحہ کا ہی ہم لیکن مراد اس سے نفی صلوة
 کاملہ کی ہے بریل اس قول حق تعالیٰ کے فاتحہ و اما یتسیر من القرآن
 اسلی کہ بنا امر قرات کی تیسیر بری اور صورت عموم نفی اور کثرت میں تیسیر
 منقلب ہو جائیگا بعد اور یہ قلب موضوع ہے اور عکس مشروع تو قرات فاتحہ
 کی واجب ہوئے نہ فرض بدون فاتحہ کے نفس لازم ہو جائیگی پر ناقص لیکن مقام
 ترغیب میں نفی عام صلوة کے بدون فاتحہ کہہ کر دیے اور مراد اس نفی صلوة کاملہ
 کی ہے اور اسی باب ترغیب سے یہ حدیث من تولد مستقی لہ منل شفا

بعد ان پانچ مقدموں کے واسطی دفع اس و سوسے کے کہتی ہیں کہ شفاعت کے ذکر کرنے سے اس مقام پر عالم ربانی کی مراد ترغیب تعجیل توبہ کی ہے بعد کہ وہ کہے کہ واجب علی الفور ہے بحکم پہلی مقدمہ کے تاکہ جلد اور شباب الید تھا اپنی بندگی سے تائب ہو خوش اور راضی ہو جاوے بحکم دوسرے مقدمہ کے اور ہر بندہ مامون العافیت ہو جاوے بحکم تیسرے مقدمہ کے اور سچی شفاعت ان کا بن جاوے بحکم چوتھی مقدمہ کے کہ وہ شفاعت ہے دوزخ سے بچا کر جنت میں لیجانے کی لیکن اس شفاعت کا مطلق کو صہرت میں مطلق شفاعت کی ذکر کیا اور اس سے یہ شفاعت کا مطلق انفع ہر اسے بحکم مقدمے پانچویں کے کہ ترغیب اور ترہیب کے مقام میں مطلق اور عام کو ذکر کرتے ہیں اور اس سے معید اور خاص مراد یعنی میں جیسی اس کی مثال میں حدیثوں کا ذکر ہو چکا تو اس مقام میں فہ مطلق شفاعت کی غیر خائنین کے حق میں کلام عالم ربانی سے سمجھنا اور اوپر طعن کرنا غفلت ہے یہ مقتضایہ مقام ترغیب اور ترہیب ہے اور نہ ہو کر رحمت سے دوزخ کی چلباشی اس ملک خوارج اور معتزلہ میں کہ جو ترغیب اور ترہیب کے حدیثوں میں کہ مذکور ہو چکے ہیں وہ دونوں فرقی علی ہیں تو مدقین فطریہ ثابت ہوا کہ یہ طعن کرنا عالم ربانی پر خارج ہے اور معتزلہ نے چنانچہ طاعن کا یہ عالم ربانی بربت اعتراف فرمایا ہو تا غیر ثابتین کے حق میں شفاعت واسطی اخراج ہار کے ہی ہو کہ اپنی کوئی قسم شفاعت کی سوا شفاعت کرے کی کہ ہر کسی حق میں حساب و کتاب کے واسطی یہ ہو کی تو انہی کی خلوت دینار کا غیر کافر کے لئی یہ ہے ثابت ہو جانا اب سنو اب ہر جو مرہ کے کہ ہر کار کو کہ دو قسم میں اولی ہر قسم کہ جبکہ عالم ربانی نے شفاعت کی تیسرے صورت میں ذکر کیا ہے کہ سرمدہ میں اور دن رات درستی میں ہر ساد

ان میں کو سہ گناہوں پر گناہ ہے اور اپنی تین لقیہم وارسمچہ میں دوسرے
 قسم وہ گناہ گناہوں سے شرمندہ ہوتی ہیں نہ درگزر گناہوں سے باز رہتے ہیں
 تو وہ جرات کرتے ہیں گناہوں پر اور مخالفت کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کی طاعت سے
 ان دو قسموں کی لئی شفاعت ہے برسم اول کے لئی امید ہے کہ برسمیل عموم
 اور شمول وہ شفاعت ہوگی جو واسطی بچانیک کی دوزخ سے ہی جیسے کہ حدیث قدسہ
 سی معلوم ہو اجنبکو ابن حبان فی ابوہریرہ رضیہ اخراج کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
 عزت کی قسم کہا کہ فرمایا ہے کہ دوزخ اپنی بندے پر جمع کردن کا تو اس سے معلوم
 ہوا کہ اس قسم کو اس شفاعت کی جو واسطی اخراج کیے بار سے ہوگی حاجت پیرکی
 نہیں تو خلاف قسمہ فرمودے اللہ تعالیٰ کے وعدہ میں ہوگا بلکہ اس قسم کو وہ شفاعت
 ہوگی جو واسطی بچانیک کی دوزخ سے ہی دوسرے قسم کے لئی برسمیل عموم اور کثرت
 شفاعت ہوگی واسطی اخراج کیے بار سے جیسے کہ حدیث جمع الجوامع میں یہ دخل
 من اهل هذه القبلة النار من لا يحضره الله صمد لا الله
 بما عصوا الله واجتروا على معصية وخالفوا طاعته فيقول
 لي في الشفاعة فاشي على الله ساجدا كما اتى عليه قايما فيقال
 ارفع راسك سل تعطه واشفع تشفع طبع عن ابی عمر اسلمی
 کہ اس قسم نے برخلاف قسم اول کے جرات کی ہے گناہوں پر اور مخالفت کی ہے اللہ
 کی طاعت سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسی جرات اور مخالفت والی دوزخ میں
 بریں گی اور شفاعت سے نکلنے کی اور پہلی شفاعت جو خائفین کے لئی ہے یہ قسم
 برسمیل عموم اس کی مستحق نہیں ہے اسلمی کہ یہ تو دنیا میں مرنے والے اگر آخرت میں
 نہ آوے اور اس میں ایمان اور دوزخ میں نہ آوے تو وہ اس میں ایمان جمع ہو جائیں گے

یہ ہر شے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہی الایسبیلی حرق عادت اور نذرت تو اس میں کلام نہیں
 یوں تو اللہ تعالیٰ بدوین شفاعت کے ہی جسکو چاہیگا وہی دوزخ کی جائیگی بخیر و بیکار
 پر یہ یہ طور خلاف عادت کی ہوگا یہ برسیبیلی عادت اور غموم نہیں تو دوزخ میں امن قدر
 اہل اس قبل کیے کہ جسکی حد کا احصا سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہ کرے گا کیون جاتے
 اور حضرت رقتہ للعالمین اپنی شفاعت سے انکو دوزخ میں نہ جائیگی دینی اسلی کہ انکی
 شان میں تو فرمایا ہی ولسنت یعطیک دینک فادعی تو اس سے معلوم ہوا کہ
 شفاعت مطابق عادت الہیہ کے ہوگی خائضین کے حق میں تو فرمادیا کہ اوکو آخرت
 میں ڈر نہ ہوگا تو اسکی شفاعت واسطی سچائی دوزخ کے ہوگی اور اہل جرات اور
 مخالفت کی حق میں اپنی رسول کو علم دیا کہ یہ تو اس قدر دوزخ میں جاوین گی کہ جسکی حد
 سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہ جانتا تو انکی شفاعت واسطی اخراج مارے ہوگی اور ہر
 شفاعت میں اللہ تعالیٰ کے طرف سے تحدید ہوگی کہ حضرت اوس سے زیادہ شفاعت
 نہ کریں گی یہ حدیث میں آیا ہی یہ جو مذکور ہوا عین غریب اہل سنت اور جماعت کا یہی
 اب نفع اور خیر خواہی عالم ربانی کی مسلمان بہائمون کی حق میں دیکھو کہ اللہ
 البقیۃ اور عذات اور بدخواہی اور غرور اور غریب ہو چو اس موسوس کا عالم رہا
 فی تو بہای مسلمان کہ نہ کارون کو موافق امر تو بوالہ الامد اکثیر اور مطابق وعدہ حق
 حق تعالیٰ کے جو حدیث قدسی میں مذکور ہو چکا طرف توبہ اور استحقاق شفاعت کے جو
 مانع ہی دتول مارے کہ نہ چنتی ہیں کہ مصداق اذا خافنی فی الدنیا کی ہو کر آخرت میں
 امن ہو جاوین اور موسوس برعکس اسکی شفاعت اور غلو کہ یہاں توبہ سے غرور اور غرور
 دیکر توبہ سے باز نہ کہتا ہی اور منہیت اور مخالفت طاعت پر جری کر تا ہی کہ مصداق اذا
 امنی فی الدنیا کے ہو کر خوف الاخرت ہو جاوین مصحح سے یہ میں تفاوت ۱۸ از کجا

است کہ کیا اب یہ قول موسوس کا جواز دے گا کہ یہ ہر شخص سے مخالفت ہی مذہب
 اہل سنت کی انتہی نہیں ہوسکتی مگر اسکی ناہمی پر اسکی کہ مراد اس شفاعت
 ہی شفاعت کاملہ ہے کہ مانع ہو دخولِ نار سے اور یہ شفاعت بر سبیل عموم و اسلی
 مخالفین کے خاص ہے نہ ہر اہل سنت میں اور غیر مخالفین کے واسطی یہ شفاعت
 ہوگی تو بر سبیل قدرت اور عظامِ عادت الہی کے ہوگی نہیں تو لا نقد ولا شخص
 اہل اس قبلہ کی جو غیر مخالفین ہیں درجہ میں بنائی جیسے کہ بیان ہو چکا عالم ربانی نے
 اس شفاعت کاملہ انفع کو مطلق شفاعت کر کے بغیر کے دو جہت سے ایک علامہ
 مقامِ ترغیب و ترہیب دوسرے جہت یہ کہ عوام الناس مطلق شفاعت کو ایسے
 شفاعت میں تصور جانتی ہیں اور اعتقاد کرتے ہیں کہ یہ شفاعت: جہت کی حق
 میں ہوگی اور سب اس شفاعت کی سبب سے درجہ میں بنادین کے تو اس لئے
 اس شفاعت خاص کے بغیر مطلق شفاعت ہی کی یعنی جب کو عواموں مطلق شفاعت
 سمجھتی ہو سو وہ ڈرو والوں کے حق میں ہی نڈروں کی لٹی اکثر شفاعت واسطی
 اخراج کے نار سے ہوگی تو یہ موسوس اس مقام پر تین وجوہ سے غافل ہوا اور
 تو مذکور ہو چکے ہیں تیسرے یہ قول اجماعی جملہ عقلا کا ہما امكن موجب حصول
 کلام العاقل علی الصیحة ہر کسی عاقل عالم متبحر مطلق قرآن مجید سمجھتا ہے کہ
 حکم ہے ان الله علی کل شیء قدير x اسکی کلام کو باوجود قرینہ صافہ
 کی حل کرنا اور نفی قدرت کی تو یہ یہ وہی ہو پوٹی شراب قہر الہی کی نہیں تو کیا
 موسن صادق کو جو اعراض نفس سے اس باب میں پاک سے کہا جاتا ہے اور یہ
 قول موسوس کا کہ مرکب کبریٰ تو یہ کی شفاعت ثابت ہی انتہی کبریٰ تو یہ کے
 شفاعت بطریق کثرت اور لغوم کے تو یہ شفاعت ہی کہ واسطی اخراج کے

ماریسے ہوگی اور سبیل طاعت الہی شفاعت مانعہ دخول ماریسے ہی ہوگا اور
 تعالیٰ مالک اور مختار ہے لیکن قولہ شرح ہے تو ایسا ثابت ہوتا ہے کہ غفلت
 کی شفاعت بر سبیل عادت الہی وہ شفاعت مانعہ ہے دخول ماریسے اور دراصل
 رفع درجات اور کثرت ثواب کے لیے ہوگی اور انکی نیزدن کے لیے شفاعت بطریق
 عادت الہی وہ شفاعت مخربہ ماریسے ہوگی اور کسیکو واسطی جنسیات کی یعنی شفاعت
 مانعہ دخول ماریسے اور کسیکو واسطی رفع درجات اور کثرت ثواب کی لیکن یہ دونوں
 بطریق قلت جیسی کہ عقاید سے مذکور ہوگا حدیث طبرانی کے ابن عمر دسی مذکور
 ہو چکی ہے جمع الجوامع میں اب محققین نے جو عقاید اہل سنت میں لکھا ہے سو یہ ہے
 الکفارات والعفو عن الذنوب جان غیر ان افعال اللہ تعالیٰ
 فی الدنیا والاخرۃ علی وجہان جو انفقہ لسنة اللہ تعالیٰ وکائنات
 علی سبیل خرق العوائد وعفو الذنوب عن مات بالانقیاب
 من باب خرق العوائد کذلک العفو عن حقوق الناس جائز بطریق
 خرق العوائد وهذا وجه التوفیق باین المقصود المتعارض بآداب
 الراہی اور یہ قول موسوس کا مترادف خاص کرنے میں مطیعین اور تابیین کے واسطی
 الحج مترادف و توفیق شفاعت کی ایک نواع دخول ماریسے دوسرے مخرب ماریسے
 قابل نہیں ہیں مطیعین اور تابیین کے ساتھ جو خاص کرتی ہیں وہ شفاعت ہی واسطی
 رفع درجات اور زیادہ ثواب کے جیسی شرح مقاصد سے مذکور ہو چکا تو یہ قول
 موسوس کا صریح خطا ہے اور عالم ربانی نے قسم اول کو خاص کیا ہے فالغنی کے
 واسطی سو ہی بطریق علوم اور شمول خیانت مفصل مذکور ہوایز موسوس آجہل ہے
 باجارتہ یا شیخوان موسوس قول اسکا یا شیخوان مقولہ موسوس

اور کجا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دلیمن اوپر ترس اٹا ہر گز ان میں بادشاہت
 کا خیال کر کے بی سبب در کذر نہیں کر سکتا کہ کہیں لوگوں کی دلیمن اس آئین
 کی قدر نہ گھٹ جاوے الی اخرہ جماعت نے کہا کہ یہ صریح خلاف ہی مذہب اہل
 سنت کی اور مخالف کتاب اور سنت کی اور عموم قدرت کا انکار اور اللہ تعالیٰ
 کو عاجز اور محتاج پھیرانا ہی اہل سنت کی مذہب میں ثواب دینا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے
 اور عذاب کرنا عدل کیچہ واجب اوپر نہیں ہے نہ طاعت پر ثواب نہ معصیت پر عذاب
 اپنی فضل و کرم سے عاصی کو عذاب دے تو سکتا ہے اور غفوکبار سے بی ثواب
 جائز ہے معتزلہ جو قایل ہیں وجوب کی ان باتوں میں مخالف ہیں اہل سنت کی ایک دلیل
 یہ ہے نبی لائی ہیں کہ اگر در کذر سے اور ستر اندھے تو وعید میں خلف اور خبروں میں
 یہ ہوش لازم آوے وہی طریقہ اختیار کیا کہ کبیرہ کی عفو سے بعد توبہ کی یہ ہے
 انکار کیا اور اس جرات سے کہ در کذر نہیں کر سکتا انہیں معتزلہ سے بھی ترسے
 کی بشرح مقاصد وغیرہ میں سب موجود ہی انتہی آسو سو سے میں موسوس نے
 چند باتوں کا محض اوجا کیا بڑا کو واضح نکرو دیا سو انکو ہم پہلی واضح کر دیں گے
 پھر منشا اس وسوسیکہ جو کلام عالم ربانی جیسے کہ اسکی غلط فہمی سے یہ وسوسہ
 پیدا ہوا ہی او سکوبیان کریں گی پھر مطلب عالم ربانی کی کلام کا کہ اس وسوسہ کے
 جڑ ٹھاڑے موسوس نے یہ جو کہا کہ یہ صریح خلاف ہی مذہب اہل سنت کی اسلی
 کہ در کذر کر نیکو اللہ تعالیٰ کی ہے سبب ڈھونڈا اور موسوس چھٹی وسوسہ میں کہگا
 کہ اہل سنت کی مذہب میں اللہ تعالیٰ کے افعال کے واسطی سبب در کار نہیں اور
 یہ جو کہا کہ مخالف ہی کتاب اور سنت کی تو اسلی کہ مذہب اہل سنت کا موافق ہے
 کتاب اور سنت کی جو بات اس مذہب کی مخالف ہوگی وہ خلاف کتاب اور سنت

کے ہو گئے اور یہ جو عالم ربانی ہے کہا کہ در کذر نہیں کر سکتا یعنی در کذر کرنا مقدور
 نہیں تو اس میں عموم قدرت کا انکار ہے تو عاجز اور محتاج سمجھتا ہی لازم آگیا اور
 کتاب اور سنت میں اللہ تعالیٰ کا صاحب قدرت کاملہ ہونا ثابت ہی اور جب در کذر
 کرنا یعنی مغفرت کتب کا یہ کہے مقدور نہ ہو تو تعذیب عامی کے واجب ہوئے تو تو
 ہی مطیع کو واجب ہوگا لعدم القول بالفرق اور اہل سنت کی یہاں کچھ اور پیر واجب
 نہیں تو اب دینا فضل ہے اور عذاب کرنا عدل اپنی فضل و کرم سے یعنی باری سبب
 عامی کو عذاب دے ہو سکتا ہے تو بہ در کذر کرنا ہی سبب ہوا اور عالم ربانی نے
 کہا باری سبب نہیں ہو سکتا اور جو یہ قابل نے کہا کہ وہ شرمندہ ہی اور رات دن
 ڈرتا ہی اور آئین کو اپنی سہرا کتب پر کہہ کر اپنی نیتیں تقصیر وار اور لائق سزا کے
 سمجھتا ہی الخ یہی معنی تائب کے ہیں اور کسی حق میں کہا کہ در کذر نہیں کر سکتا
 تو یہ مغفرت کبیرہ کی توبہ کے بعد ہے نہویں اور معتزلہ اس غلو کی قابل ہیں
 تو اس میں معتزلہ سے ہی ترقی ہوئے اور اس جرات ہی کہ در کذر نہیں کر سکتا
 یہاں تک تو ضیح خرافات موسوس کے ہوئے اب جوابات خرافات موسوس کے
 سنو یہ جو موسوس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے افعال کے واسطی سبب درکار نہیں
 اس سے اگر یہ مراد ہے کہ سبب درکار نہیں نہ باعتبار جری عادت الہی کے نہ واسطی
 مراعات حکمت اور مصلحت کے نہ موثر نہ یعنی موقوف علیہ کے پھر موقوف علیہ نہ یعنی
 لواہ لا مستحق کے نہ یعنی وجد فوجد یعنی مصحح دخول فاک تو یہ مراد باطل ہے اسلی
 کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی افعال کے اسباب آپ مقرر کی ہیں باعتبار جری اپنی عادت
 مبارک کے واسطی رعایت حکمت اور مصلحت کے اور باعتبار موقوف علیہ کے نہ یعنی
 اولاد لا متبع کی بلکہ یعنی مصحح دخول فاک یعنی وجد فوجد بلکہ اوجد فوجد خاتم خود

آپ ذات مقدس انہی کلام میں فرمائی ہیں و انزل من السماء ماء فاخبر به من
 الشجرات رزقا لکم ونبھاوی من عطفک جعل وخرج اثمار بقرة لعلکم تشکون و مشقة
 ولكن جعل الماء المثلج یخرج بالتراب سبیا فی اخیارھا و بمادة لها کما
 لنطفة للیحیوان بان اجبہ عادتہ بافاضة صودھا وکیفیاتها
 علی المادة المتزجة منھما و ابداع فی الماء قوة فاعلہ و فی الارض
 قوة قابله یقو لد من اجتماعھما انواع الثمار وھو قادر علی
 ان یوجد الاشیاء کلھا بالاسباب و مواد کما ابداع نفوس
 الاسباب و المواد و لکن لہ فی انشاءھا تدرجا من حال الی
 حال صنایع و حکم یجری فیھا کالولی الالبصار علی اوسکوننا
 الی عظیمہ قدرتہ لیس فی ایجادھا دفعة انتھی اور ہی بصر و
 میں ہی اے انت العیلم الذی لا یتخفی علیہ خافیة الحکیم الحکیم
 لمبدعاتہ الذی لا یفعل الا ما فیہ حکمة بالغہ انتھی عقابہ عقبة من
 ہی لہ اعی الحکمة فیما خلق و امر طریقہ تدریجی للعبادات اختیارات
 جنسیة و ازاد انت قیللة للتلحق بکل من الضدین الطاقہ و المد
 و قد جعلھا اللہ تعالیٰ شرطاً عادیاً للخلق افعال العباد انتھی مختصہ
 ایک مثال تو ہو چکی اور امی سورہ میں اور سورہ انفال میں فاخذھم اللہ بذنوب
 سورہ آل عمران میں ہی سنلتی فی قلوب الذین کفر و الرعب بما اشرکوا
 باللہ الا یتہ سورہ تدریس ہی و اللہ ادرکھم بما کبیلوا سورہ انعام اور
 انفال میں ہی فاصدکھم بذنوبھم سورہ انفال میں ہی فاخذھم جنابہ
 نبانت کل شیء سورہ اعراف میں یہے فاسزلنا

بسم الله الرحمن الرحيم
 کل التیارات نام قرآن میں خدا تعالیٰ پائی جاتے ہیں ان سب تبارک و تعالیٰ میں ہے
 سب سے شرح یہ عالم پر ہے والی ہے اسکو جانتی ہیں اور موقوف علیہ نہ
 یعنی لولاد لاشع کی بلکہ یعنی وجد فوجد کہ مصحح ہی دخول کا با پاکیا یعنی اللہ تعالیٰ
 فی موافق جری عادت کی اور مرعات حکمت اور مصلحت کے لئی اپنے افعال عباد
 کی لئے اسباب مقرر کئی ہیں اور خالی سببیات اور اسباب کا خود وہ آپ ہے
 اور اگر مراد یہ ہے کہ سبب موثر سوا اللہ تعالیٰ کے اور موقوف علیہ یعنی لولاد لاشع
 کی افعال الہی کے واسطی درکار نہیں تو یہ حق ہے پر اس سے نفی مطلق سبب کے
 لازم نہیں آتی نفی الخاص لا یشتمل نفی العام اور عالم ربانی میں فعل الہی کے واسطی
 سبب موثر سوا اللہ تعالیٰ کے اور موقوف علیہ یعنی لولاد لاشع کی ثابت نہیں
 کیا تاکہ اعتراض اور متوجہ ہو اگر موسوس کہی کہ قول قائل کا کہ نہیں سکتا دلالت
 کرتا ہی سبب قدرت پر اس فعل پر دلہا سبب کے تو سبب موقوف علیہ یعنی لولاد
 لاشع کی یا موثر سوا ذات اللہ تعالیٰ کے افعال الہی کے واسطی اس قائل نے
 ثابت کیا جواب اسکا یہ ہے کہ یہ اعتراض جو کرتا ہی اور سکو شعور نہیں وہ بی شعور
 ہی اس لفظ کے استعمال سے یہ لفظ دو معنوں میں آتا ہی ایک معنی اور کافی
 قدرت فاعل کے اور فعل پر جیسی کہتی ہیں آدمی نہ آتا ہی نہ اثر سکتا ہی اور کبوتر
 مثلا اثر سکتا ہے اور آتا ہے دوسرے معنی نفی اور اس فعل کے کہ جسکی کرنے میں
 مصلحت فوت ہو جیسی کہتے ہیں زبردست جو کم روز کو ایک کالی سے دی لی تو وہ
 کم زبردست کر اسکو لی جانتی کے کالی نہیں دی سکتا کہ کہیں اور سکو امر لی نہ لگی اور یہ
 معنی اور سکی نہیں کہ کم زبردست زبان اس وقت گوئی ہو جاتی ہے کہ قدرت اور سکو

کمالی پر نہیں رہتی انتہا اور اندر خان کہتی ہیں **ب** ہمیشہ تو جو یہ کہتا ہے کہ قدرت
 ہی بہت ہے اب بھی آواز دہ کب تک سنا سکتی ہیں وہی نہ اور سنا دین بھی درک
 اگر اپنی باتوں کی گردن کو تو سجا سکتی ہیں دوسرے غل میں کہتی ہیں **ب**
 غیر سرگرم سخن ہستی یہ کیا کیجی بھلا ہم نہ رہ سکتی ہیں اس وقت نہ مل سکتی ہیں
 تیسرے غل میں ہی یہی اور خواجہ میر درد صاحب اور میر تقی کے کلام میں
 یہ بہت ہی پردہ آدین اور مکی ہمارے پاس نہیں کہ ادنیٰ لکھا جاتا بعد اس تحقیق
 کے پر ہے جو کوئے عالم رہنے پر اعتراض کرے تو وہ مصداق ہوگا اس
 طعنے کی مصلحت کا **ب** بر خرنی تو ان زخیرت قباب کرد عالم رہانے کے کلام میں ہی
 دوسرے معنی مراد ہے اور اس دوسرے معنی کے یقین پر قریبہ بنے قائم کیا ہے
 وہ یہ قول ہے اوسکا کہ کہیں لوگوں کی دلیں اس آئیں کی قدر نہ گھٹ جاوے
 تو اس قرینہ لفظی سے معلوم ہوا کہ اوسکی معنی یہ ہے کہ در گذر کرنا مقدور تو ہے پر
 رعایت اس مصلحت کی کہ فوت ہو جاوے در گذر نہیں کر سکتا تو حسی پہلی مثال
 میں کو نکا ہو جانازبان کا نہیں سمجھا جاتا ایسا ہی یہاں ہے لی مقدور ہونا سمجھنا
 لی شعور ہے ہی تحقیق اس محاورہ کی یہ ہے کہ سکتا ہے یا نہیں سکتا ہے اصل
 معنی اوسکی قدرت کہتا ہے یا نہیں کہتا لیکن ثبوت اور عدم ثبوت قدرت کا کہے
 باعتبار نفس ذات قدرت کی معتبر ہوتا ہے اور کبھی باعتبار مقارنت مصلحت کے تو اس قدر
 پر کر سکتا ہے اوسکی معنی یہ ہے کہ قدرت ساتھ مصلحت کے کہتا ہے اور نہیں کر سکتا اوسکی معنی یہ ہے کہ قدرت ساتھ مصلحت کے کہتا ہے
 مصلحت اوس فعل کے کرنے میں فوت ہو تو وہاں یہ کہنا صحیح ہے کہ نہیں کر سکتا اوسکی
 معنی یہ ہے کہ قدرت ساتھ مصلحت کے نہیں ہی یعنی نفی اس مقید کی باعتبار نفی قید مصلحت
 کی ہے اگر یہ مطلب کہ وہ اصل قدرت ہی ثابت ہو اور چھ مضمون مقید دوسرے کی کہ وہ قدرت

ساتھ ہی ہم مصلحت کے لیے پانی باویں اور یہ محاورہ صرف ہندی ہی کا نہیں بلکہ
 عربی کا ہے محاورہ ہی جیسی کہ میرا ذوال الحجار یونان یا عیسیٰ ابن مریم
 صل لیستقیم دیات ان یازل علینا ما نلذہ من السیاء بیضادی میں بل
 یستطیع کے تین تو ہیں میں ایک یہ کہ و قیل صدہ الاستطاعت علی ما یقتضیہ
 الحکمتہ فالادارۃ کا علی ما یقتضیہ القدرۃ اختیاری آیت میں غور کرنے سے
 یہی تو یہہ غیب معلوم ہوتا ہے پر ختم یہ کہ سبب بہ نظر قدرت کی درکار نہیں اور
 حکمت کی درکار ہے اور یہی مراد عالم ربانی کے یہی یہ جو سورس کے کہا اپنی فضل
 و کرم سے عاصی کو عذاب دے ہو سکتا ہے اور عفو کیا یہ سے بی تو بہ جائز ہے ہم کہتی ہیں
 کہ اسکا انکار عالم ربانی سے کب کیا ہے جو یہ خرافات ذکر کر رہا ہے بظن حکم ہونی یاد
 کی عالم ربانی سے تو یوں کہا ہی کہ بی سبب در گذر نہیں کر سکتا بلحاظ مراتب اپنی حکمت کے
 کہ کوئی فعل اس حکم کا حکمت سے خالی نہیں تو عاصی کو جو اپنی فضل و کرم سے عذاب
 نہ دے اور کیا رہے تو یہ کو عفو کر دے تو وہ ان سے کچھ حکمت ہوگی پردہ حکمت غاصہ
 بتی کہ کیسے کی علم میں نہیں آئے اگر اور سبب نہیں تو وہی حکمت سبب سے پرانا جانا چاہیے
 کہ عفو کیا رہا تو یہ سے بی عذاب کے ہو گیا ہو گا اور عذاب کی بھی شفاعت سے کہ
 سبب عفو بہت ہو گا تو یہ معتزلہ سے کہ عفو ہوا کہ وہ مرکب کبیرہ بی تو بہ کو مختل
 انرا کہتی ہیں اور وہ معتزلہ جو کہتی ہیں عذاب منقطع ہو جاوے گا اور نہ ہی فرق ہے
 کہ ہم بر شخص کے جہنم احتمال مغفرت کا بلا در حوالہ امر کی کہتی ہیں کہ جسکو چاہی مغفرت
 کر دی بخلاف ادنیٰ اور بعد ثولی ناری کے ہم سبب خروج کا شفاعت کہتی ہیں بخلاف
 ادنیٰ کہ وہ اس شفاعت کی قایل نہیں اور یہ قول سورس کا اور منصف یہ کہ اگر
 کبیرہ کے عفو سے بعد تو نہ کے سے انکار کیا یہ قول شخص و سورس اور عذاب

فہمی مٹا دیا کہ اس میں انکار ہو عفو کا بلکہ صریح عفو کا اثبات اور اقرار ہے پر عفو کی
 کیفیت بیان کی ساتھ وہ یہ کہ غریب خائف کی عفو کی ساتھ مراعات حکمت اور
 مصلحت کی بھی چاہیے جو لائق ہی شان حکیم کے کہ کوئی فعل اور مکار خالی حکمت سے
 نہیں ہوتا جب تک مقرر ہے اور مصلحت دے میں مذکور ہو چکا اور مراعات حکمت کے
 یوں ہی کہ ایک مصلحت اور حکمت کو سبب بنا کر عفو کیجی اور وہ حکمت کہ جس کو سبب
 بنایا وہ شفاعت ہی اور اگر کوئی بھیجی تو آئین بادشاہ کی قدر لوگوں کے دلوں سے
 کہتے جاوے اور محض مطیع فرمان بردار اور یہ ہجر خائف برابر ہو جا دین اسلی
 سجات تو دو نوع فریق کو دی پر اول کو بلا شفاعت کہ حاجت او کو اس شفاعت کے
 انتہی اور دوسرے فریق کو شفاعت کی ساتھ اس میں آئین ہے باقی رہے اس
 شفیقوں کی عزت اور درجات زیادہ بڑی اور دو نوع فریق برابر ہے ہوئے
 فرق رہا تو یہ بڑے حکمت اور مصلحت ہوئے اور یہ دوسرے ہو سکا کہ اس
 جرات سی در گذر نہیں کر سکتا انتہی یہ تو مذکور ہو چکا ہے کہ اسکی معنی یہ ہیں
 کہ بی سبب عفو کرنے میں قدرت تو ہے پر مصلحت اسکی ساتھ نہیں تو نفی لغز
 قدرت کی اس لفظ سے سمجھنا حصو صا جو ساتھ قرنی کے ہو کہ یہاں نفی ہوئی
 مصلحت کے ساتھ قدرت کی مراد ہے نہ نفی قدرت کی تو یہ سبب محض حق
 اور بی شعور ہے جیسے کہ بیان ہو چکا اور یہ قول ہو سوس کا کہ اس میں معتزلہ
 سی ہے ترقی کے الخ یہ حق در حق ہی اور بے شعور ہے پر بی شعور ہے ہی ایسے
 مکر معلوم ہوا کہ اسکی معنی تو یہ ہیں کہ بی سبب در گذر کرنے میں مصلحت نہیں
 ہی اور حکیم کا کوئی فعل خالی مصلحت میں نہیں ہوتا اور یہ معنی نہیں ہیں کہ بی سبب
 عفو کرے تو اسیر قدرت نہیں اسلی کہ قرینہ مانع اس ارادے عالم رہا ہے خود

اسی کلام میں اپنی ذکر کر دیا ہے جیسے کہ مذکور ہو چکا اور باقی کلام متعلق اس مقام کا
 چہنی دوسرے کے دفع میں مذکور ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ چہنا دوسرے قول
 جو سوس کا چہنا موقوفہ بی سبب در کدر نہیں کر سکتا جماعت کی کہ
 یہی ہی مخالف ہے اہل سنت جماعت کی مذہب ہے اللہ تعالیٰ کے افعال کے واسطی
 سبب درکار نہیں معتزلہ جو قائل ہوئی وجوب تعلیل کے واسطی افعال الہی کے
 اہل سنت نے اور نیز درکی شرح موافق وغیرہ میں مفصل لکھا ہے قول اس موصوف
 کا چہنا موقوفہ بی سبب در کدر نہیں کر سکتا الی تو سبب درکار نہیں اسکا دفع تو اس سے
 پہلی باتوں میں دوسرے کے دفع میں معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ اپنے کلام
 قدیم میں اپنی افعال کے سبب مادی میں اور عام عالم میں اس خالق حکیم نے سب
 مسیات کو ادنیٰ اسباب سے موقوف اور منوط کر کے اور نہ کہ پیدا کیا ہے تو اوسمیں
 اس حکیم علیم قادر کامل العزیز کی حکمت اور حکمت معلوم کر کے عباد کہتی ہیں دنیا کا
 خلقت خدا یا طلاق تو پر اس یہود کی کہنی ہے اللہ تعالیٰ کے افعال کو سبب
 درکار نہیں یہ لازم آیا کہ جو چیز اس خالق تعالیٰ کو اپنی افعال کے لئے کسی وجہ
 کی ضرورت نہ تھی گو بنا بر مصلحت درکار ہوتی وہ اوسنی اپنی کار میں لایا وہو کما تری
 ودر سے اس جہالت کو دیکھو کہ دعویٰ توفیقی سبب کا اور نفی تعلیل کے جو اہل سنت نے
 کی یہی نفی اوسکی تائید ہی تو اس سے ثابت ہوا کہ سبب اور علت اسکی نزدیک ایک ہے
 جیسی اصطلاح فلسفی کے یہی پر یہ موصوف اتنا نہیں جانتا کہ اصطلاح شریعی میں سبب
 اور علت دونوں الہامین مباحین ہیں جیسی انسان اور فرس علت کی مفہوم میں تاثیر
 یا باعث ہونا معتبر ہے سبب کی مفہوم میں نفی تاثیر کے یا باعث ہونے کے ایک مباحین
 نفی سے دوسرے مباحین کی نفی لازم نہیں آتی بلکہ کبھی جمع ہوتے ہیں جسے زیر انا

ہی اور لافرس کلام بیان فلسفیات میں نہیں کہ اسکی اصطلاح پر کلام کے بنا ہو بلکہ
شہ عیات میں یہ ہے تو اسکی اصطلاح چاہئے پر معتزلہ جو تعلیل کے قایل ہیں اور
اہل سنت نے ادبہ رو کیا یعنی تعلیل باطل کیے تو وہ تعلیل سے ساتھ علت غائی
کی وہ علت غائیہ کہ موثر ہوتی ہے فاعلیت میں فاعل کیے یا تعلیل سے ساتھ
غرض کیے وہ غرض کہ فاعل اور غرض سے اپنی تکمیل کرتا ہے اور اہل تہا
اور دونوں یہ شہ یہ ہے تو وہ متعلق ہے کسی علت غائی سے نہ وہ متعلق
کسی غرض سے جیسی کہ عقاید میں مذکور ہے نہ مطلق تعلیل کہ وہ جائز ہے اسکی
کہ تاثر یہ کی بیان افعال الہی محفل میں ساتھ مصالح عباد کے لیکن اصلاح
اور کی نزدیک اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں بخلاف معتزلہ کیے کہ وہ واجب کہتی
میں تو دونوں میں فرق ہو گیا بلکہ بعضی تاثر یہ فرمایا ہے کہ جو کوئی
تعلیل سے انکار کرتا ہے تو وہ ثبوت کا منکر ہے تو دعویٰ اور دلیل
موسوس کیے دونوں غلط ہوئے اب وہ باتیں جو ہمیں اس موسوس کے عقیدہ کے
لنی ذکر کے ہیں اسکی سند سے صدر الشریعہ رحمہ فی جو تاثر یہ فرمایا ہے
اما القسم الثاني من الحكم وهو الذي يكون حكما يتعلق بشئ
لشئ اخر فالشي المتعلق ان كان داخل في الاثر فهو دكر والا
فان كان موثرا فيه على ما ذكرنا في القياس فعلة والا فان
كان موثرا اليه في الجملة فليس الا فان توقف عليه وجوده
فشرطه والا فلا اقل من ان يدل على وجوده فعلة ما اعطى
و دیگر علت میں تاثر اور سبب میں عدم تاثر مجتہد کی تو اس میں متباین ہو گئی اور
دوسرے حکم فرمایا ہے العلة قبل المعنى والشكل بالاعتبار المتعلق

في تعريف العلة فقال البعض هي المعرفة أي ما يكون والآخر
 وجود الحكم وقالوا العلة الشرعية كلها معرفة فالتعريف لا يفي
 في الحقيقة بموتة بل الموت هو الله تعالى فلنا يدخل العلامة
 في تعريف العلة ولا يبقى الفرق بينهما لكن الفرق ثابت لأن
 الأحكام بالنسبة إليها مضافة إلى العلة كما ملكت إلى الشارع
 القصاص إلى القتل وليست الأحكام مضافة إلى العلامات
 كما لو جعل إلى الأحكام فلا يرد من الفرق بين العلة والعلامة
 وقبل الموت وهي في الحقيقة ليست بموتة أعلم أن البعض عرف
 العلة بالموتة والمراد بالموت ما به وجود الشيء كالشمس للنور
 والنار للحرق والبعض أبطل تعريف العلة بالموتة بأنها في الحقيقة
 ليست بموتة بل العلة الشرعية كلها معرفة لأن الحكم قديم فلا
 يورث فيه المحادث وأجواب عن هذا أنا قد ذكرنا أن الحكم المصطلح
 موثر حكم الله تعالى فإن إيجاب الله تعالى قديم والوجوب حادث
 فالمراد من الموت في الحكم ليس أنه موثر في الإيجاب القديم
 بل في الوجوب الحادث بمعنى أن الله تعالى رتب بالإيجاب
 القديم الوجوب على أمر حادث كالملك قتل والمراد بكونه
 موثر أن الله تعالى حكم بوجوب ذلك أكثر من ذلك الأمر كما
 القصاص بالقتل والحرق بالنار ولا فرق في هذا بين العلة
 العقلية والشرعية فكل من جعل العلة العقلية موثرية بذاتها
 يجعل الشرعية كذلك وهو المعزلة فكما أن النار علة لأحراق

عنده حسب الذات بل خلق الله تعالى الاحراق كان القتل
العمد بغیر حق صلة لوجوب القصاص ايضا عقلا وكل
من جعل العلة العقلية ماثرة بمعنى انه جر في العادة الا
لهة بخلق الا فر عقيب ذلك الشيء كخلق الاحراق عقيب
مماسسة النار لا انها ماثرة بذواتها فيجعل العلة الشيء
كذلك بانه حكم انه كلما وجد ذلك الشيء يوجد عقيب
الوجوب حسب وجود الاحراق عقيب مماسسة النار فان
المتولدات بخلق الله تعالى عند اهل السنة والجماعة
على ما عرفت في علم الكلام الا ان يقال بالنسبة المتناقضة
الاحكام يضاف الى الاسباب في حقنا فانا مبتلون بنسبة
الاحكام الى الاسباب الظاهرة فيجب القصاص بالقتل و
ان كان في الحقيقة المقتول ميت باجله ففي ظاهر الشرع
الاحكام مضافه الى الاسباب فهذا معنى كونها ماثرة
وقيل الباعث لا على سبيل الايجاب بمعنى الناس
عرفوا العلة بالباعث يعني يكون باعنا للشارع على شرع
الحكم كما في قولك جئتكم لا كرامكم الا كرام باعث على
المجيئي والقتل العمد باعث للشارع على شرع القصاص ضمانه
للفنوس وقوله لا على سبيل الايجاب احتراز عن مذهب
المعتزلة فان العلة يجب على الله تعالى شرع الحكم عند
على ما عرفت ان الاصل للعباد واجب على الله تعالى عندهم

ابي المستعمل على حكمة مقصودة للشارع في تنزيه الحكمة
 وعند التقدير الباعث على سبيل الايجاب فالمراد من
 الحكمة المصلحة والمراد من كونه مشتقاً على الحكمة ان
 ترتيب الحكم على هذا العلة يحصل للحكمة فان العلة لوجوب
 القصاص القتل الحمد العذر وان تركه يتصور اشتغالاً على
 الحكمة الا بهذا المعنى من جلب نفع اى الى العباد او دفع ضرر
 اى عن العباد فهذا مبني على ان افعال الله تعالى معللة
 بمصالح العباد عندنا مع ان الاصل لا يكون واجبا عليه
 تعالى فلا للمعزلة وما ابعد عن الحق من قال انها غير
 معللة لهما فان بعثة الانبياء عليهم السلام لا هتداء لخلق
 واظهار المعجزات لتصد بقرهم فمن انكر التعليل فقد انكسر
 النبوة **وقوله تعالى وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون وما امر الا ليعبدوا الله** وامثال ذلك كثيرة
 في القرآن ودالة على ما قلنا والبيان لم يفعل لغرض اصلا
 يلزم العبد ودليلهم انه ان فعل لغرض فان لم يكن حصول
 ذلك الغرض اولى به من عدمه امتنع منه فعله وان كان
 اولى به كان مستكماً به فيكون ناقصاً وقد قيل عليه انه
 انما يكون مستكماً به لو كان الغرض راجعاً اليه وهو نازح
 الى الغياب واجاب عن ذلك بان تحصيل مصلحة العبد و
 ١٥٨٠ ان استويا بالنسبة اليه لا يكون غرضاً وداعياً

کہ ان الفضل کانتہ صیغہ یفوز الذکر بہیم من غیر مستحکم وان
 لم یستحق یا بالنسبۃ الیہ ینوی فعلہ اولی فیلزم ما کہ مستکمل
 انقار و اما الجواب غیب مرتبی کا بار لا فاعلم ان فیستریا یا
 النسبۃ الیہ لا یدکر بہ غرض فائدہ ایضا و کہ اندک ان الذکر بہیم
 من غیب غرض بہیم کہ لا یجوز ان یکرر ان و فی ہذا بانانہ بہتالی
 انک یاد سے نہی کہ علی ان التبعیہ من غیر المرشح لزوم من
 من نہ کہ انتہی علامہ فقہانی روح البہ علیہ فی باوجود اشترک یہ ہونی
 اس قول کو صدر الشریعت نے قبول کیا اور اس پر استدلال فرمایا یون کہما
 و من انک التخیل فقد انک النسبۃ لان تعلیل بقبۃ النبی
 علیہ السلام باعتبارہ الخلق لازم لها و کذا التعلیل انما یجوز
 المنجۃ علی یل النبی علیہ السلام بتصدیق الخلق و انکار اللزوم
 انکار الخلق و کم لا یقضاء الملزم بانقضاء اللزوم انتہی تو
 معلوم ہوا کہ علامہ سیکر نے دیک ہی یہی تعلیل حق ہے اس سلسلے میں تین مذہب ہیں
 ایک یہ کہ افعال الہی محفل میں ساریہ علت غائیہ اور غرض کے اسلی کہ فعل خالی
 غرض اور غایت ہی عین ہی اور امر و قانی کا فعل عین ہونی سے مترہ ہے
 یہ مذہب متوزن کہ ہے دو تہرہ یہ کہ محفل نہیں اس لکے کہ علت غائے
 ہر تی سے فاعلیت کی اور غرض مکمل ہوتے ہے فاعل کے اور امر و قانی سے
 مترہ ہی اس سے کہ اپنی فاعل ہونی میں منفعل ہو کسی علت غائے ہی یا شکل
 ہو کسی غرض سے ان اللہ غنی عن العلمین اور فعل خالی غرض سے تعین
 ہوا ہی کہ مشتمل حکمہ اور منسلک بہ ہونی ہو فاعل الہی اگرچہ خالی علت غائے

اور عرض ہے یہ پر خالص حکم اور مصالح عباد اور مخلوق سے نہیں تو مثبت
 ہوا یہ مذہب ہے اشاعرہ کا تیسرا یہ کہ فعل الہی معلل نہیں ساتھ اس
 علت ناشی کی کہ علت جو قاعلیت قائل کے اور نہ ساتھ اس عرض کے کہ موجب
 تکمیل قائل کے ہو یہ معلل میں ساتھ حکم اور مصالح عباد اور مخلوق کے موجب حکمت
 اور مصلحت غرض اور علت غائی ہو یہ معنی باطل کی اور فعل کے نہ وہ معنی با
 کہ جسکو اشاعرہ رد کرتے ہیں کہ قاعلیت قائل کے علت یا موجب تکمیل قائل کے
 بلکہ اس معنی کہ جو صدر الشریعت فی عبارت منقولہ میں فرمایا ہے یہ مذہب تیسرا
 تاثر یہ کہ ہے اور اسی مذہب کو صدر الشریعت فی مآلی کیا یہ تبون مذہب اس
 عبارت میں جو بھی نقل کے مذکور میں مذہب تاثر یہ کہ جو سواد اعظم اس امت فرما
 کی میں وسطی مذہب قائم کا نہ اس میں اثبات تلبیل کا بطور معتزلی کے نہ انکار تلبیل کا
 بالکل بطور اشاعرہ کے بلکہ تلبیل ہے پر حکم اور مصالح عباد اور مخلوق کے ساتھ اب
 جرح اور قید بل مقدمات دلیل تاثر یہ کے طولی چاہتا ہی اور عرض ہے اس سے
 متعلق نہیں اس لیے کہ مقصد تو صرف مذہب کا بیان ہی وہ تفصیل فی الجملہ کے
 ساتھ بیان کر دیا اب ثابت ہو کہ افعال الہی کے اسباب تو مفوض قطعہ قرآن
 مجید سے ثابت ہیں مگر ان اسباب کا منکر ہی مفوض قطعہ قرآن کا ایسی منکر کا
 جو حکم شرع میں ہی علما جانتے ہیں پر یہ گمراہ انکار کرنی میں نص قطعی قرآن کی یہ
 کچھ اندیشہ نہیں کرنا جیسی نص قطعی قل لا یعلیہ من فی السموات والارض
 الغیب الا اللہ اسنی اسکا اپنی رسالہ میں جسکا نام جو اہر منظومہ ہے انکار کیا ہی
 اور علامہ علی قاری نے فی شرح فقہ اکبر میں منکر اس نص کے کو کفر کہا ہے بیت اور اس
 رسالہ کے یہ ہے طیف الغرض برامتی بری علی غیب والی غیب کوئے آپ کے

قدرت اور حکمت کا وہی بہتد ہے اور راشدی اور ہیہ مذہب ہی خواص اہل سنت
 اور جماعت کا یعنی صوفیہ کرام کا اس مذہب کی بیان میں حضرت ابوسعید ابو اخیر
 رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رباعی ہے اور بعضی اولیاء اور بزرگانی شیعہ کے
 ہی تو وہ رباعی اور وہ شرح بیان نقل کرنا مناسب ہے کہ دوسرے خاص کے ترک
 جاوے **س** زلفش بکشی شبی ہوا زاید از دھوا چون بکتری چکل باز آید از دھوا
 کر یک گره از پنج و خورش کشتای عالم عالم مشک طراز آید از دھوا کوئید این رباعی را حضرت
 شیخ ابوسعید ابو اخیر قدس سرہ در سر قضا و قدر گفته است بخاطر فاطر در علی آن
 چند و ہم غفلوری کرد و چہ اول انکہ حضرت حق سبحانہ بحکمت بالہ خویش قدرت
 کاملہ خود را در برہ حکمت مستور ساختہ است و اسباب را کہ مقتضای حکمت است
 دو پوش قدرت کرد و ایندہ و مضمون قاطع دعوت بر قدرت خود نموده و نیز دلالت
 بر بقای سنت و حکمت فرمودہ و کمال را بجمع میان سبب و مسبب نمود و بدین سبب
 ستایش حضرت یعقوب علی نبیا و علیہ الصلوٰۃ السلام کہ جمع نمود میان پروردگار
 کتاب مجید خود کرد و جایگہ گفت **انہ لاند و علم لما علمناہ و لکن اکثر الناس**
لا یعلمون پس کہ نظر او بر عالم حکمت مقصور شد و در مذہب اسباب اند و بقدرت
 مسبب حقیقی جل سلطانہ پی نہ برد خصال شد و عالمی را بکمر اسی برد و ہر کہ سبب را از میان
 مطلقا برداشت و از حکمت حکیم مطلق غریبانہ چشم پوشید کار خانہ بزرگ خداوند
 را غر و جل معطل ساخت و کار را بر اہل عالم بند نمود و ہر کہ سبب را در میان آورد و نمود
 حقیقی در جمیع اشیاء فعل حق را جل و علایم بر کمر حق بہتدی گشت و از ہر دو ہمکہ از
 و عالم را بہدایت کشید زلف کہ در مجاز سائر روی محبوب است در رباعی حضرت شیخ
 کوئیا گنایہ از حکمت بہت کہ دو پوش قدرت است اگر از ابر روی قدرت بکشی قدرت

را بان مستور سازے یا از اسخو و کشتی و بان در آدیزے و پی بقدرت بنرے ہے
 در از آید از و معنی تاریکی و گمراہی کہ رای بنور ہدایت نذر از ان پدید آید چون بگذار
 یعنی حکمت را از دست بدی و اسباب را مطلقاً فرو گذارے چنانکہ باز آید از و یعنی
 سنی و انقباض با وجود وسعت و بیطاید آید گر یک گره از پیچ و خمش بکنے ہے
 یعنی اگر سبب را ایجاد برے و گره چرخ و خم انرا کہ عالمی بان ہند کشتہ و از پیچ
 ان را بنی نیافتہ و بحقیقت معاملہ نشانی بکشتی و از بندش دارے و بحقیقت
 بشتابی با سہر ایکہ در ایجاد اسباب مودع است کہ را از روی آن بکنے و
 بران اسرار اطلاع یابے از ضیق طرفین خلاص شوے و بشاہ راہ حصول حشر
 ذی الجلال در آی و عالمی را را ہنگامی چنانچہ گفتہ است عالم سنگ طراز آید از و
 یعنی زلزلت کہ سبب ضلالت جمع کثیر است درین وقت و سید ہدایت و ہنویے کہ
 سنگ طراز کنایہ از ان است بیکہ دو مادرین وقت حاصل مر این کسی از ان لغت
 سنگ طراز است چہ سنگ طراز چہ نیکو است کہ در افاق امتداری یابد و عالمی بان
 از ضلالت ہدایت می آید انتق الوجہ الاول جو سبب جوہ کی ذکر کرنی میں تطویر
 بلا ضرورت ہی اس لئے کہ ہمارے مطلب کے ثبوت میں وجہ اول کافی ہے
 تو اسی ایک وجہ برکتفا کی گئی **سا تو ان و سو سہ قول اس**
سو سہ کا **سا تو ان** منقولہ ایک شخص کے مقررین میں لکھا
 از بیکہ عالی حضرت پرورد فطرت الحمیدہ و سو سہ طر کیا جالی ہے سب پہلی و سو سہ
 اصغف اور ادہن من حیث البتوت ہی بیان یہ اقباس لاتی ہے و ان ادہن
 البیوت لیسیت العکبت پہلی دفع سے اس و سو سہ کے گئی باتین سنی جاہلین کہ
 وہ مقررات دفع کی میں ایک بات ہے کہ ایک شخص نے حضرت مجید دہاتہ سے فرمایا

یعنی تیر کرین مدرسے کی مراد اس خناس کے ہیں حضرت ممدوح البقی اسد تہذیب
ظہور آثار ہدایۃ الی یوم البعث و النشور سید السادات کمال تقوی متقی اہل زمان
خاندان عالی ادب کی جناب کا تقویہ اور اتباع سنت میں سنہرہ افاق لکوک آدمی
دست حق برست جناب ادب کی یہ اور دست خلفاؤں کے یہ ہندے اور تائب
کفر اور شرک جلی اور خفی اور بدعات اور دوسرے گہار اور صغیر یہ ہوئے
اس خناس نے ظاہر میں تکیف عالم ربانی کے کوئے اسلمی کہ کہا بعضوں نے ایسی
کلام کرنیوالی کو کافر یہ کہا اور ایا اس بی ادبی کی اوس حضرت عمرہ اولاد
حضرت رسول اور رسول کے طرف کبھی صلی اللہ علیہ و علیہا و علی سائرہ وسلم
تو یہ دی بات ہے کہ معنی مقدمہ میں کبھی ہی کہ یہ جامع ہے رفق اور خراج
اوسکی معنی یہ کہ از روی تقیہ کے یہ سنی حنفی اور باطن میں رافضی غالی اور
بی ادبی میں سادات کی شیعہ خارجیوں کا گویا خارجی ہر چند یہ تینوں فرقی آپس میں
اعتقاد میں پریشیاں مذکورہ سے جمع ہونا ہو سکتا ہے ایک اسم بر سبیل حقیقت
و مجازا اور یہ جو نام حضرت ممدوح کا نیا اور پردی میں بی ادبی کے اسکی دو سبب
ایک یہ کہ مرید اور معتقد ادب کی ہر شہر اور قریہ میں ہیں تو مبادا اسکو سزا پہنچے
دوسرے یہ کہ خوف اپنی مذہب والوں کا کیونکہ بعضی شیعہ جو بیوقوف ہیں وہ
سید سنی کو سید نہیں جانتی اور بی ادبی کرتے ہیں پردہ جو اپنی مذہب کی متقی ہیں
وہ کہتی ہیں کہ اعتقاد اور نسب اور وہ سید سنی کو یہے انداز نہیں دیتی دوسرے
یہ بات ہے کہ ایک تشبیہ ہے اور ایک ترویہ ان دونوں میں فرق ہے تشبیہ میں
تشبیہ کو تشبیہ پردہ تشبیہ میں فوقیت اور قوت ہی حقیقہ یا ادعا بخلاف ترویہ کہ
ایک مساد کو دوسرے پر نہ فوقیت نہ قوت اور یہ نزدیک علماء بیان کی ظاہر ہے

یہاں اسکی تفصیل میں اظہار ہی خلاف مقتضای مقام کے قیصر ہے یہ بات کہ شیعہ
 خصوصاً بطور اطلاق کے ساتھ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے جو رفیع
 اور اثبات رفعت مشبہ میں منظور ہو اور یہ وہ مشبہ اہل دنیا سی جو جیسی اکثر شرا کرتے
 ہیں تو یہ البتہ کفری اور کمال ہے اور یہ جو منظور شیعہ ہے خصوصاً جو وجہ مخصوص
 میں ہو یہ بطور تحقیق کی یعنی بیان واقع اور ثبوت نفس الامر رفعت مشبہ کے ہو یہ
 وہ بھی بطور شبہیت اور تاسی کے یہ وہ تبعیت بھی طبعی ہو جیسی اولاد میں اپنی آباء و
 اجداد کے یا تبعیت اختیار ہے جیسی کا ملین اولاد اور امت میں جو قدم بقدم حضرت
 سید المرسلین کے ہوں صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ کتاب اور سنت کے یہ
 دو تہمتیں جو جمع ہوں تو اسکی کمالات اور فضائل کا تو کیا کہنا چاہی جیسی حضرت
 مجدد مہدوح میں اور کچھ کم کر کے عالم ربانے میں حق تعالیٰ فرمایا ہے قل ان
 کنتم تحببوا اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ اس سے ثابت ہوا کہ شیخ رسول اللہ
 کا صلی اللہ علیہ وسلم محبوب الہی بن جاتا ہی یہ کونسی نعمت ہے جو اپنے
 محبوب کو موافق حکمت کی عنایت ہوگی اس اتباع میں مجددات ثانیہ عشرہ بلکہ صدائے
 خاندان عالی حضرت مہدوح کا مشہرہ اتفاق ہی مسکرا دسکا جاہل اور کاذب نزدیک خلافت
 کی اور یہ جو ہمہنی کی دعویٰ کے کئی کتاب اور سنت میں اور کلام اولیاء اللہ میں موجود
 اور مذکور ہیں ایک آیت تو مذکور ہوئے اور ذکر اسکا ہم اتنی کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ
 اور تمنا دیوہ ہے یہی تافضی عیاض کے وجہ فاسد اور سابع میں یہی اسکا خلاف نہیں
 یہاں یہ فاسد اگر البتہ نہ ہوتا تو شہادہ پر حوالہ کرتا اور یہ تھا کہ دیکھ کرنا سمجھی سے مریض
 مریض ہو گیا آخر تک اسکا جیسی اسکا ہے بیان یہ گنا انشاء اللہ تعالیٰ یہ اہل عاقلانہ
 کہ کسی نے شہادہ نہیں دیکھی ہوتی علیہ السلام کو غریب دیدن گنا اور بعضوں کو دینی ہے

دیا بعد ذکر قرآن اور حدیث اور کلام اور لپار احمد کے عبارت شفا کے بھی مذکور ہو سکے
 اور حق اسکا طائر کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ احمد تعالیٰ نے فرمایا ہے واما نبوت الہی
 نعمت تو اس سے محدث رہا ہوتے نعمت رب کے اپنی جیب پر واجب کے اور فرمایا کہ
 فی رسول اللہ اسوۂ حسنۃ اس حدیث کو امت پر ہے واجب کیا تفسیر مظہری میں بعد از
 حدیثوں کی یہ حدیث ہے **وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى**
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمُنَادِمِ لَمْ يَشْكُرِ الْقَبِيلَ لَمْ يَشْكُرِ الْكَثِيرَ
وَمَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ وَالْعَدِثُ بِنِعْمَةِ اللَّهِ شُكْرٌ
وَتَرْكُهُ كُفْرٌ وَاجْمَاعُ عَدُوَّةِ اللَّهِ وَالْفِرْقَةُ عَذَابٌ رَوَاهُ ابْنُ
هَازِمٍ احادیث مقتضی شکر المشایخ واکا سائذہ وحسن
 الثناء علیہم وصناد اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بعد کی سطور
 کے ہی مسئلہ محدث النعمۃ شکر من هذا القبیل الی قولہ من ظن اس
 مذکور سے ثابت ہوا کہ عالم ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا قول شکر ہے اور ادا واجب اور
 شکر اسکا جائز گویا شکر کریمہ مذکورہ کا اور جو اس خناس نے اسکوئی ادنیٰ کہا ہے وہ
 خطایہ جیسی مجمل تو معذرات میں معلوم ہوا مفصل یہ ہے کہا جائیگا اب تشبیہ مجرور
 تحقیق کا بیان جسٹو حضرت صدیق اکبر سے اللہ تعالیٰ عنہ شان میں حضرت سبط
 اکبر کے زمانے میں بابی امشبہ بالنبی لیس شیبہ بالعلی وعلی لعینان اور
 بنو اسے میں ہی اسی معنیوں کے حدیث مروی ہے اور سبط اصغر میں ہے
 قول انس سے مروی ہے علما نے دریاں دونوں کے توفیق کر دیے ہیں یہ مقام
 اسکی بیان کا نہیں مطلب جمعی قول حضرت صدیق کے میں یہ کہ حضرت صدیق نے
 ولد بالواسطہ کے تشبیہ سے تہ بنے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دی ہے یعنی اسے فرمایا

اسکی متبعی کہ کمالی مشابہت ہی جیسی علم ربانگی کہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے: اقتدوا من بعدی یا بونی بکون و عمر اور حق تعالیٰ فرمایا: وما انتکم الرسول انما فہم عتہ فامتوا اور نبیؐ مسکوۃ میں باب بلوغ الصغیر وخصائتہ کی پہلی فصل میں حدیث متفق علیہ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب کو انشیت خلتی وخلق تو جو عالم ربانی سے تشبیہ بروجہ واقع فرزند رسول اللہ بالواسطہ کی یعنی حضرت سید احمد علی الرحمۃ والعطران کے جو فرزند جیسے اور روحی و دونوں ہستی حضرت رسول اللہ کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو شکر ہے اللہ تعالیٰ کا اور پھر موافق اجازت اللہ رب العالمین اور حضرت رسول رب العالمین کے ہی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم شکر اوسکا شکر دونوں اجازتوں کا ہی اور شکر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اسکا حکم جو شرع میں ہی علما جانتے ہیں تفسیر مظہریہ میں پنچ کریمہ و صدقت بکلمات رہا و کتبہ و کانت من القنتین کی مذکور ہی عفو الی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا انیتہ امرأۃ فرعون و سہیم بنت عمروان و ان فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام رواہ احمد و الشیخان فی الصحیحین و الترمذی و ابی ماجہ و رواہ الثعلبی و ابی نعیم فی الحلیۃ بلفظ کل من الرجال کثیر و لم یکمل من النساء الا اربع امیتہ بنت فاحمہ امرأۃ فرعون و سہیم بنت عمروان و خدیجہ بنت خویلد و فاطمہ بنت محمد و فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی الطعام قلت لعل المراد بالکمال البلوغ

الى کمالات النبوة وما فيها ورواية الصحابة كالمخبار عن
 الامم الماضية حيث كثرت الانبياء فيهم ولم تبلغ درجة کمالات
 النبوة من النساء الا سيدة ومرتبة انتهای او راسی کے موافق ایک مہر
 جو ہندوین مکتوب حضرت شیخ محمد معصوم ابن امام ربانی ادیبی رحمانی کا مشرف اس
 سبع ثانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی مین ہی بخود و باذن
 اعلمی بسنت اختیار کرده اند و از بدعت اجتناب فرموده امور کہ در دین محدث
 گشتہ است ہر چند بظاہر در باطن نافع نماید بران عمل فی غایت و اتباع سنت
 را اگرچہ در حقیقت سود نماید از دست نمی دهند بعد از کار خاتہ ایشان بلند آمد پیش طمان
 و رسول شان مرتفع گردید و بدایہ اینہا نہایت آمیز گشت و از حقیقت کاراگاسی یافتہ
 و از ظلال گذشتہ باصل پیوستہ و از کمالات محققہ علیہم التجات فی
 بہرہ کامل گرفتہ و حکم نمودند کہ نبوت افضل از ولایت است اگرچہ ولایت آن
 نبی بود و حکمی کہ برخلاف آن بود بر سر و قستی محمول داشتند اگرچہ شمرہ از حقیقت
 معاملہ این اکابر در میان آرد و نزدیک است کہ نزدیکان دوریہ جویند و اصلان
 راہ ہجر بویزد مستمع از ہوش رود و حکم را تاب نماند **فراہ** عافیت این ہمہ آخر
 بہرہ حبیب **ہم** نقشہ غریب و حدیث عجیب است **ہم** شہادت قرانی بر حضرت ازان
 و مشعلات فتوانی ایام کیمت باین دولت باصالت نصیب انبیاء کرام است پیہم
 امدایہ و التعلیلات و کلی ہر شہ را از اتباع این بزرگواران نیز نصیب است بوراہت
 علیہ علیہ علیہ **الان** فی التعلیلات و التعلیلات **ہم** شہادت قرانی بر حضرت ازان
 علیہم السلام **ہم** شہادت قرانی بر حضرت ازان **ہم** شہادت قرانی بر حضرت ازان
 تفسیر اور حدیث اور مکتوب بدیع تفسیر ہی کہ جو دولت کہ انبیاء علیہم السلام کو بالانوار

فقہیب سے اور سین سے اونکی درشتہ کاملین کو بہ تبعیت اور وراثت کی حاصل ہوتے
 ہی تو کسی وراثت اکمل کو جو اصل فطرت میں کمال مشابہت ہو ذات مقدس
 سے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بہ تبعیت اور وراثت قولیہ حبیبی موافق قرآن
 اور حدیث کے یہ جیسی مذکور ہوا موافق کلام اولیا کے یہی ہے باقی رکھنا کلام
 اسمیہ میں خاص کر کے وہ الکی آویجا اب دیکھو مکتوب یکھد و نور و دو میں اس
 کمال مشابہت کی اصل فطرت میں کو یا تصریح عبارت اس مکتوب کی یہی بسم اللہ و
 السلام علی رسول حضرت ایشان ماضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمودند کہ بقیۃ الخلق
 سرور دین و دنیا علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام باندہ بود و انرا اولش کو بیان
 بیکت فرد سے از دو لہتمقدان است او عطا فرمودہ اند و تحمیر طینیہ او از ان نمودند
 و ازین راہ ان فرد را از اصالتہ پرہ در ساختہ اند از ان فضیہ بعد تحمیر طینیہ آن
 فرد نیز فضیہ قلبی باندہ بود ان فضیہ بقیہ کی از منتسبان آن فرد آمدہ است
 و تحمیر طینیہ او از ان فرمودہ اند و باند از ان خطی از اصالتہ نیز یافتہ ان ربک
 واسع المنفردہ اور بعد کئی سطروں کے یہ عبارت ہی و از حصول کمالات نبوت
 مر بعضی افراد است را بطریق تبعیت و وراثت لازم نمی آید کہ ان بنی باشند یا
 بانی پیدا کنند چہ حصول کمالات نبوت دیگر است و حصول منصب نبوت دیگر چنانچہ
 تحقیق این معنی بتفصیل در مکتوبات قدس آیات حضرت ایشان مسطور است و
 السلام علی من اتبع الهدی دیکھو اس میں تصریح ہے کہ بقیۃ الخلق سرور دین و
 دنیا علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام سے بطور اولش کے کسی فرد است کو غایت
 ہوا اور اس فرد کے تحمیر طینیہ کے اس سے ہوئے تو اس فرد کو کمال مشابہت
 بدو فطرت میں جناب رسالت مآب سے صلی اللہ علیہ وسلم بطور اولش اور

اوریت اور غیبت کی حاصل ہو گئے اور جو کوئی اسکو برصہیل تاسی اور تحقیق کے
 بیان کرے گا اس سے بی ادبے اور بے توقیر سے الیاذبالہ قاتلے ختم
 ختم رسالت کے نبو کے صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسی صورت میں جو اثبات ہے
 ادبے بی توقیر سے مذکور کے نسبت اس خاص فیہ متفاکی طرف کی ہے سو یہ
 جو ثنائے اب سے شفا میں یہ ہرگز نہیں کہا ہے جیسی مذکور ہو گا اور ہے اسی
 کثرت میں قصیح یہ کہ کمالات نبوت بعض افراد امت کو بطریق تبیت اور
 وراثت کی حاصل ہوتے ہیں اور اس سے نبی ہونا اور نہ مساوی بنی کی ہونا
 اس فرد کو لازم آتی ہے اسکو جو کہ یہ بیان برصہیل تحقیق اور تاسی کہ
 تو یہ بیان ہر کیوں بی ادبی اور بی توقیر سے مذکور ہو گی اگر کو سے کہی کہ ایسی فرد
 کی حق میں جسکا مذکور ہو جو امتی مذکور کیا مسلم یہ پر عالم ربانی نے جسکی حق میں
 جو کہا وہ ایسی تھی تو جواب اسکا ہم حضرت قرآن مجید کے ہدایت اور رہنما
 سی دیتی ہیں کہ کفار کلام مجید میں بہتر سے رب اور شک رکھتی تھے باوجود
 اسکی حق تعالیٰ فرماتا ہے ذلک الکتاب لا رب فیہ سبب ازسکا یہ کہ دلائل
 نفی رب کی ایسی موجود ہیں کہ جو اوس میں غور کیا دیے تو کو یہ ربیاتی تھے
 تو غفلت ان دلائل کے کو رب نہیں تو اسی طرح دلائل کمالات اس فرد کو
 کے کہ جس کے حق میں عالم ربانی نے وہ کلام کیا ہے صدقہ موجود تھے دیکھنے
 والوں نے دیکھے اور سنی والوں نے تو اتر سنے تو کلام عالم ربانی کا سادہ ہے
 اور بطور تحقیق اور تاسی کی ہی منکر اور بکار کثرت اور یا اللہ سے محروم اور بے غیب
 اب پہلی وجہ خاص اور وجہ سابق کے عبارت پچھنہا و دستہ مشر صبیح قاضی بیانی
 کی متفاکی جس کے بعد ضرور نے نقل کرتے ہیں بعد اس کے عبارت سارا سارا

دوسرے کیے ذکر کریں گے اور حق اور سیدنی پر اسکی تہنیرین کی آفت اور تھاکے
 عبارت شفا کی یہ ہے **فصل** العجۃ الخامس ان لا یقصد
 نقضنا ولا ینکر عیبا ولا سیئا ولکنہ یلنغ ذکر بعض اوصافہ
 اولیت شہاد بعض احوالہ صلی اللہ علیہ وسلم الجاۃ علیہ فی
 الدنیا علی طریق ضرب المثل والھجۃ لنفسہ او لغيرہ او علی التنبیہ
 یاہ او عند مضیۃ نالھۃ او غضاۃ لحقۃ لیس علی طریقت التامع
 وطریق التحقق ہبل علی مقصد الترفیع لنفسہ او لغيرہ
 او علی سبیل التمثیل وعدم التوقیر نسبتہ صلی اللہ علیہ
 وسلم او مقصد المصلح والتبذیر بقولہ عم کھواء القاسل
 ان قبل فی السوء فقد قبل فی النعم وان کذبت فقد کذب
 الانبیاء وان اذبت فقد اذبنوا وان سلو من السنۃ الناکل
 ولم یسلم منہم الا نبیاء اللہ تعالیٰ ورسولہ او قد صدق
 کما صبروا الضم او کصبرا یویہ او قد صبر نبی اللہ من عداہ
 او حلم علی الذن مما صبرت وکقولہ المستبى انا فی امۃ تارکھا اللہ
 عنیب کمالہ فی تمود وفتحہ من استعار المخرجین فی القول المتسا
 فی الکلام کقولہ ابی العلماء ابن سلیمان المعری کنت موسی ورافۃ
 بنت شعیب غیر ان لیس فیکما فقیر علی ان اخرا لیت شدید
 وداخل فی باب الادراء والتحقیر بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
 وتفضیل حال غیرہ علیہ وكذلك قوله لوکا انقطاع الوحي بعد محمد
 قلنا محمد من ابي ابدل هو مثله في الفضل الا انه لم يات برسالة

قوله المستبى انا في امه تاركها الله
 عنيب كماله في تمود وفتحه من استعار
 المخرجين في القول المتسا في الكلام
 كقوله ابي العلماء ابن سليمان المعري
 كنت موسى ورافة بنت شعيب غير ان
 ليس فيكما فقير على ان اخرا لیت
 شديد وداخل في باب الادراء
 والتحقير بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
 وتفضیل حال غیرہ علیہ وكذلك
 قوله لوکا انقطاع الوحي بعد محمد
 قلنا محمد من ابي ابدل هو مثله في
 الفضل الا انه لم يات برسالة

جبريل في فضل البيت الثاني من هذا الفصل شديد التشبيه
 ثانياً بالنبي في فضل النبي والخبر يحتمل لرجوعين أحدهما أن
 هذه القليلة نفقت للمعادوم والآخر استقاعه عنها وهذا
 أشد ونحوه منه قول الآخر واذا رفعت رايته صفقت بين جنات
 جبريل أمين وقول الآخر من أصل العصر فمن اتخذ واستجاب
 بنا فصيل الله قلبه وصنوان وكقول الحسن المصيصي من شعراء
 الأندلس في محمد بن عباد المعروف بالمعتمد وفي وزيره إلى بكر
 بن زيدون كان أباً بكر ابن بكر الرقي وحسان حسان وانت
 محمد إلى أمثال هذا وانما كثرنا بشاهد هامة استقالتنا
 حكايتهما لتصرف امثلةها وتساؤل كثير من الناس في وارج
 هذا الباب الضنك واستخفافهم فاقوم هذا البلاء رقلة
 علمهم بعظيم هانية من الوزير وكلامهم منة بما ليس به
 علمهم ومجسلة شينا وقرع عند الله غيايم كاسير السحاب
 أشد همة فيه بقرمحا واللسان لتريما ابن هادي الأندلس
 وابن سليمان المعري بل قد خرج من كلامهما هذا إلى
 حد الاستخفاف والنقص وصريح الكفر وقد اجتمعا على
 وعرضنا لأن الكلام في هذا الفصل الذي سقنا امثلة فان
 هذا كلها وان لم تنضم سبابة اصابة إلى الملائكة والأولياء
 نفقا ولست اعني عجز بل يتي المعري ولا قصد قايلا ارتدادا
 غصا في النبوته ولا عظم الرسالة ولا عز حجة المصطفى

ولا عن خطوة الكرامة حتى شبه من شبه في كرامته نالها
 او معرقا فصد الا شفاء منها او ضيقا لتطبيب مبدلها واغلاط
 في وصف لتحصين كرامته من عظم الله خطره و شرف
 قدره و الزم توقيده و بزه و هني عن جهل القتل له و فرغ
 الصوف عنده مخي هذا ان دري عنه القتل الادب والسبح
 و قوة تعزيره بحسب شتعة مقال و مقتضى قبح ما نطق
 به و ما لوف عادتة لمثله او ند و سره و قساينة كل مر او ند
 على ما سبق منه و لم يزل مقتضى شكر و قتل هذا من جلوبه و قد
 انكر الرشيد على ابي نواس فان ياب ما في شعره من جلوبه فيكم فانه
 عصا موسى بكف خضيب و قال له يا ابن اللجناء وانت المستهزء
 بعصا موسى و امر باخراجه عن عسكره من ليلته و ذكر القاض
 القتيبي ان صما اخذ عليه ايضا و كعبه او قارب قوله
 في محمد الايمان و تشبيه اياه بالنبى صلى الله عليه و سلم
 تتابع الاحمدان التشبه فاشتبها خلقا و خلقا كما اقد
 المشركا كانه و در مثل اسكي بي بلکه اند اس سي به شعر فارسي كايچ تعريف محمد
 بادشاه كيه كه قابل او سكا اور راضى هو بنوا الا اس شعر سي مستحق كردن ماري جان
 كي تبي جهان ازين دو محمد گرفت رونق و جاه و يكي محمد مرسل دوم محمد شاه
 ظاهرين تسويه اور سني من تفضيل محمد روح انبي كيه او پر حضرت سيدكائنات افضل مخلوق
 كي صلى الله عليه و آله و سلم على قدر كماله و جمال العباد بالند تعالى اسلي كه محمد روح انبي
 كوشاه كر كيه ذكر كيا اور سرور دو جهان كو صلى الله عليه و سلم مرسل كر كيه ج مقابلي

شاہ کیے اور بعد ایک وقت کے اسی وجہ خامس میں یہ عبارت ہی اقبال الجحور
 ایضاً فی شاب معروفہ بالخیار قال الرجل شیاً فقال له الرجل اسکت فاما
 امی فقال الشاب الیس کان البتی امیا فشنم علیہ مقالہ وکفرہ
 الناس واشفق الشاب مما قال واظهر الندم علیہ فقال
 ابو الحسن الاطلاح الکفر علیہ فخطا لکنہ مخفی بہ تشبہہ بعضہ
 البتی صلی اللہ علیہ وسلم وکون البتی امیا لہ وکونہ هذا امیا نفیۃ
 فیہ وجهانہ ومن جہانہ اجماعہ بفسقۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 لکنہ اذا استغفر فتاب واعترف ونجا والی اللہ فیرک لک قولہ
 کانیۃ بہ الی حد القتل وطریقۃ کادب فطوع فاعلہ بالندم
 علیہ یں جب الکف عند تحقیق ہیں مگر عبارت وجہ خامس کے کہ مشاہدہ
 و سوسہ کا ہی نقل کے گئی اب تو اس بیان کہ متعلق اس عبارت منقولہ کیے
 ذکر کے عبارت وجہ سابع کے بقدر مطلب کے ذکر کیا گیا انشاء اللہ تعالیٰ سننا
 جائی موانی اقرار اور تسلیم اس موسوس کے کہا جاتا ہے کہ قاضی بیاض رحمہ اللہ
 علیہ اس شبہ کو جو وجہ ترفیع جو مذموم کہا ہی اور ہر وجہ خامی اور تحقیق کے جو ہو
 اسکی نفی کی ہے یعنی وہ مذموم نہیں اس لئے کہ اس وجہ خامس میں کہا ہے
 لیس علی طریق التامی وطریق تحقیق بل علی مقصد الترفیع لنفسہ ولغیرہ جیسے
 معلوم ہوا تو ضرور ہوا واسطی مع اس و سوسہ کے قیمن کرنا محل اور موضع ترفیع
 کا اور موضع اور محل تاسیے اور تحقیق کا اور عزیز کرینے درمیان ان دونوں میں
 کی تو کہا جاتا ہے کہ جو کوئی معنی کان بکون اور سند بود کی جانتا ہے اور اس قدر
 منقل کہنا ہے کہ نوالہ روئی کا موہنہ میں دیتا ہی نہ ناک میں وہ بھی سمجھ لکھا

اس کو کہ موضع ترفیع کا وہ ہی کہ مشبہ اوج او مشبہ مدوح دونوں اہل دنیا سے
 ہوں اور باعث تشبیہ کا طبع دنیا کا جو مذموم ہے جیسی شعر اوج اہل دنیا کی کہ واسطی
 حطام دنیا کی امر اجار اور فساد کے طبع میں کیا کیسا مباہلہ کرتے ہیں۔ اور مثلاً
 میں جو سب مثالیں ذکر کے ہیں ایسی ہیں اور حق تعالیٰ فرماتا ہے والشعر اوتیجہم العادون
 الایہ اس کریمہ میں مذموم اور محمود دونوں کا بیان ہی اور موضع تاسی اور تحقیق
 کا وہ ہی کہ دونوں اہل دین سی ہوں اور غرض تشبیہ سے ثواب اخرا کا کہ درجہ
 ہی تو یہ تشبیہ بر وجہ تحقیق کیوں نہیں ہوگی جیسی مرید متدین کا طبع فی الدین اپنے
 مشائخ کاملین کے حق میں ذکر کرتے ہیں اور بے محل تواریث اور تبعیت کا ہی جیسی
 دونوں کو یوں مکتوب سی دریافت ہوا موضع تحقیق میں تشبیہ اور اسپر تفریع
 دونوں واقفی ہوتی ہیں سخافات موضع ترفیع کے وہ ان دونوں ادعا سے اور تخیلی
 جیسی کو ایسے کہی زیر مثل شیر کے ہی اس لئی لوگ اس کی مقابلہ میں عاجز ہو جاتے
 ہیں تو یہ عاجز ہو جانا اگر امر واقفی ہے تو یہ تشبیہ بر وجہ تحقیق ہی اور اگر صرف
 ادعا سے اور تخیلی ہے تو یہ تشبیہ بر وجہ ترفیع ہو گئے اسلئے کہ تحقق معلول اور
 علت کا ہی ایک طور پر چاہی اور عالم ربانی کی کلام میں تفریع امر واقفی ہے پھر
 تشبیہ بر وجہ تحقیق کیوں نہیں تو وجود معلول کا نفس الامر ہے اور وجود
 علت کا ادعا سے اور تخیلی نہ اخلت اگر کوئی کہی کہ جبکو تمہی تفریع قرار دیا وہ
 تفریع ہی نہیں تاکہ مشابہت واقفی ثابت ہو یہ اہمیت ہی بطور عوام کے تو جیسی امت
 کی دلیل مشابہت واقفی نہیں اہمیت کی دلیل مشابہت واقفی کی نہیں ہو سکتی غرض در میان اہمیت عوام کے اور
 اسکی کیا ہے۔ تھو ایک اسکا یہ ہے کہ باوجود اہمیت کے جو علوم اور حقائق ہوں
 ایسی بیان کریں کہ علما و متبحرین کو جو جب استجاب ہو اور اسکی سماعت سی اہل حق

کیا ایمان نازہ ہو اور موجب ہدایت خلق اللہ کا ہو تو یہ اہمیت ظلی ہے اہمیت ہوتی
 لا اور تعین اور درایت سی حاصل ہوئے اور کمال سے نہ نفیقہ حضرت مجدد
 مائے ثلاثہ عشرہ کی ایسی ہے اپنے چنانچہ نزاران ہزار نے اسکو مشاہدہ کیا اور جو
 اہمیت کہ علوم و ہنر اور بیان حقایق اور معارف سی مزار ہو وہ اہمیت جبلی اور
 فطرے صرف ہی جیسی اہمیت عوام کے کہ یہ نفیقہ ہے نہ کمال اہمیت ظلی دلی
 ادلیا اور کثر سے اس اہمیت مرحومہ میں پیدا ہوئے ہیں چنانچہ کتب کے لکھنے
 ادلیا اور کثر سے اہمیت میں ان سے دریافت ہوتا ہے اب ہم عنقریب رائے
 میں ذکر کرنے ہیں حال دوستوں کا ایک تو ایسے تھے تیرہ صدی میں خلیل
 خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہجہان پور کے رام پور میں بہت آیا کرتے تھے ایک
 عالم متبحر تشریفی میں سرکاری میں بی بدل میرزا قتل سیاق فلسفہ منطق میں بھی عالم متبحر
 بی مثل عالم منقول میں تفسیر حدیث میں اور فقہ اصول فقہ میں بی تفسیر وہ ترا
 ہے کہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ عسی فرماتی کہ مولوی مقصود الحکم ٹبر جو جی کسی
 فص موسوی با جیسی میں متلا چند سطر ٹبر میں فرماتی کہ مولوی ہمتو اسکو نہیں سمجھی
 یہ عربی ہے اسکا ترجمہ ہندی میں کر دیا دوچار سطر ہنسی ترجمہ کر دیا تو فرماتی اب
 پھر دہر اسکی بعد اس تقریر کو دراز کرتے اور بہت بیان کرتے اسکی بعد جو ہم
 عبارت نفس کے پڑتی تو وہی فرمایا ہوا ہوتا اور بارہ سوین صد کے آخر حضرت شاہ
 عبدالرزاق ہانسی دہلی نے مرشد حضرت ملا نظام الدین صاحب واقف اسرار الہی کے
 کہ ایسی امی تھی جو سین مہلہ اور منقوطہ میں ادکی تکلفا میں فرق نہوتا وہ بارہ فرماتی
 خبر دیتا ہی خبر دیتا اسکی بعد الہام اپنا بیان فرماتے کہ میں اوسمیں فرق نہوتا بیان
 کہ کہ حکم العلماء مولانا عبد العلی صاحب اپنے تفسیر میں فرماتی ہیں کہ سنگھ

کے نزدیک الہام اسباب علم سے نہیں مگر ایسی کائنات کا الہام اسباب علم سے
 ہے اگرچہ علی العموم سب کا نہیں اور خاصاً صاحب مقدم الذکر وقت تلاوت قرآن
 کی کسی حافظ کو پس یہ ہوا لیتی کہ کہیں ہم غلط نہ پڑیں اور جہل پڑنا لکھنا نہیں
 جانتی تھے تو دیکھو یہی امت فطری تو ریشی بتی ہے اور کیا کہاں ہے کہ بعض
 افراد کا علم امت کو حاصل ہوتا ہے تو انکو سب سے شفا میں مذموم نہیں بلکہ
 بلکہ جائز اور تقبیہ مطہر ہے سی ثابت ہوا کہ یہ شکر شایخ کا مدلول کریمہ و المائتہ
 ربک فخرت کا ہے اور واجب ہے تو نہایت محمود ہوا تو دیکھو عالم ربانی کیسے
 ارک دینا باذل مال و نفس فی سبیل اللہ طالب ثواب آخرت کی اور شرمہ اولی
 محامد اور مناقب کا مقدمہ میں مذکور ہوا تو کلام عالم ربانی کا ناسی اور تہت
 سید المرسلین کے ہے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ابو اسلمہ حضرت صدیق ارضی
 اندر عنہ کیسے جیسے سبط اکبر میں مذکور ہوا ارضی اللہ عنہ اور ابو اسلمہ جیسے حضرت
 طیار کیسے متقی میں فرمایا اور دوسرے موضع ترفع سے جو مذموم ہے جیسے
 دریافت ہوا باقی کلام اس مقام کا ذکر مذکور ہو گا جہاں کلام موسوس
 کا ذکر ہو گا اور حق ادسکا بیان کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ عبارت وجہ صالح
 کی یہ ہے **فصل الوجه السابع** اللہ ذکر ما میحی علی النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم او مختلف فی جوانہ علیہ و ما یطرد من
 الامور البشئیہ و یکن اضافۃ الیہ او تذلک ما امتن بہ و صبر
 فی ذات اللہ علی شدتہ من مقاسات اعدائہ و اذا ہلک و
 معنی ابتداء حالہ و سیرتہ و ما لقیہ من یس دفعہ و سر علیہ
 من معنہ عیشیہ کل ذلک علی طریق الروایۃ و ہذا کرة العلم

ومعرفة ما صححت منه العصب للابلياء وما يجوز عليهم
فقد امن خارج عن هذه الفتوك السنة اذ ليس فيه غمض
ولا نقص اريد به في كبره عبادته به نشاء وسركه وكذا اذا
وصف بانه امي كما وصفه الله به فهي مدح له وقصيلة ثابتة
فيه وقاعدة منجزة او معجزة العظم من القرآن العظيم انما هي مقطعة
بطريق المعارف والعلوم مع ما صنع صلى الله عليه وسلم وقطر
به من ذلك كما قدمناه في القسم الاول ووجه مثل ذلك
من رجل لم يقرب ولم يكتب ولم يد ارسى ولا لقن مقتضى الخبر
ومشبهه العار ومعجزة البشر وليس فيه ذلك نقيضه اذ المظهر
من الكتاب والصراة المعرفة وانما هي الالهة واسطة صولة
اليها غير مرادة في نفسها فاذا حصلت الثمرة استغنى عن
الواسطة والسبب والاية في غيره نقيضه كما سلب السبب والاية
وعتوات العبادة فبالحال من باين امره من امر غيره وجعل شدة
فيما فيه محطته سواء وحياته فيما هلك من عداة هذا شق
قلبه اخراج خستوتته كانت تمام حياية وغاية قوة نفسه وتبات
روعه وهو فيمن سواء منتهى هلاكه وختم موقته وفنائ
وهلم حرا الى سائر ما روى من اخباره وسيله وتقلد من
الدنيا ومن الملوس والمطعم والمركب وتواضعه وهتمة نفسه
في اموره وخد متد بنية زهدا ورغبة عن الدنيا ولستوية بين
خطيرها وحقيرها لتسعة قناع امورها وتقلد لحالها

کل هذا من فضایله وما اثره وشرحه کما ذکرناه تمت
 اورد شیئاً منہا مودعہ وفضلہا مقصودہ کان حسنا وین
 اور د ذلك على غير وجهه وعلمه بانك سوء مقصود
 لنحو بالفضول من الوجه المستبته التي قد منها أمتي ويكبر بها
 ايت كوتاده معجزة كالكهانة خود معجزة اور وجه خامس كے دوسرے عبارت
 منقولہ من كون النبي اميا كآية يعني علامت اور نشانیہ آنحضرت کی كیے صلی
 امد علیہ وعلی آلہ وسلم یہ بات یاد رکھنی ہے اس سے گل کہلی کا دیکھو صحاح
 احادیث اور تفسیر اور مکتوب بتحقیق اسلوب سے ثابت ہوا کہ کمالات نبوت سے
 ام مائینہ اور اس امت مرحومہ میں خواص امت کو بطور ظلیت اور تبعیت اور
 وراثت کی سر افزا فرماتی ہیں اور اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ خواص برابر
 انبیاء علیہم السلام کی ہو جا دیں چہ جائیکہ خود انبیاء بن جا دیں تو دیکھو یہ ایت
 حضرت سید المرسلین کے صلی امد علیہ وسلم رحمت اور فضیلت ہی اس سے
 واسطے حضرت رب العالمین نے آپ کے توصیف ایت سی فرمایا بنی امی قرآن
 اور انجیل اور توریت میں فرمایا اور قاضی عیاض نے بھی ذکر کیا تو ایت میں
 کمالات نبوة افضل سے ہوئے اور تفسیر اور حدیث اور ادویا کے کلام سے ثابت
 ہوا کہ خواص امت کو کمالات نبوت سی سر افزا فرماتے ہیں اور دو شخص
 عنقریب زمانی میں ہمیں بطور تمثیل کے ذکر کر دیئے تو جس کیو ایت بطور ظلیت اور
 تبعیت اور وراثت کی ہوگی وہ اس کی حق میں بھی سبب کمال کا ہوگا تحقیقہ اور
 عیب اور سبب علوم وحی لہ نے کا جیسی دو شخص کا ملین مذکور ہوئے اور حضرت
 محمد دایہ ثالثہ عشرہ کو جن لوگوں نے دیکھا اور صحبت پایے وہ یقین کر کے ہاں سے

ہیں کہ باوجود بی علمی رسمی کے کسی کنشی معارف اور علوم بیان قرآنی ہے کہ حکماء
 متبحرین حیرت میں ہو جاتے ہیں یہ کتاب مراد مستقیم کہ عبارت مائت سے مائت سے
 عبدالحی اور مولوی اسماعیل صاحب کے ہی اور مضامین اس کی خود حضرت
 کی فرمایا ہوئے ہیں اور حبیب اس کی مضامین کے زبان مبارک سے تقریر فرمائی
 ثوابت ہوتا کہ مضامین اس کتاب کے ایک قطرہ ہے اور علوم کے بحر کا کہ آپ کے
 صدر مبارک میں وہ علوم ہے تو آپ کے بی علمی رسمی اگر غلطی تھی ارشاد نہیں
 نوید کیا کہ تو دیکھو یہ سب معرفت کا ہوا جسے حضرت اصل میں صلی اللہ علیہ
 وسلم یا سبب جہل اور غیبات کا پر اس امت ظلی ارشاد کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 تحقیق اور بیان کے جو کوئے سبب اور نفیتمہ کی تو اس کو خوف کفر اور طلب
 ایمان کا ہو گا الیاذ بالہ تو اب ثابت ہوا کہ شفا میں جو امت غیر کو نفیتمہ اور
 سبب جہل اور غیبات کا کہا ہے اس سے وہ غیر اراد ہے جس میں امت جہل ظن
 ہو۔ ظلی تھی ارشاد نہیں تو کلام شفا کا خلاف ہو جائیگا تفسیر حدیث اولیاء کے کلام
 کا تو ہر کس طرح قبول کیا جائیگا اب دلت آما کہ عبارت اس دوسرے کے ذکر کرنا
 اور حق اور سیدتی اس پر مومس کے بیان کیا جائے **قول مومس کا**
 مقولہ ایک شخص کے تعریف میں لکھا از سیکہ عالی حضرت ایشان یرکمال شایب
 جناب رسالت آپ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات و در پر وفطرت مخلوق شدہ بنا
 علیہ لوح فطرت ایشان از نقوش علوم دسیرہ دراء و انشمنان کلام و تحمیر و تقریر
 معنی ماندہ انتہی کہہ باتین جملہ اس کلام بربانی کے آلی ہو جگین او کو یاد رکھنا چاہیے
 اب کہا جاتا ہے کہ علوم رسمی عبارت میں علوم عربیہ جیسے حرف نحو یاں بدیع و
 عروض قافیہ و غیرہ اور علوم عقلیہ جیسے فلسفہ فطریہ و غیرہ باقی مابا اور عقلیہ

سے جیسی علم کلام علم اخلاق علم فقہ یعنی خاص اور اصول فقہ اور تفسیر
 حدیث تو ایک انکا سیکھنا اور لکھنا پڑنا ہے اور یہی ہے راہ دانشمندان کلام
 و تفسیر و تقریر کا ہے اور دوسرے لکھنا سیکھنا پڑنا مطلق قرأت اور
 کتابت کا ہے اول خاص ہے اور دوسرا عام اور مصفی ہنا لوح فطرت
 کا نقوش مذکورہ اور آزاد زبور سے عبارت ہی نہ سیکھنے اور نہ لکھنے پڑنے سے
 تو یہ یقین ہوئے اول کے اور نہ سیکھنا اور نہ لکھنا پڑنا مطلق قرأت
 اور کتابت کا یہ یقین ہے ثانی کے اور یہ عبارت پر امت سی جیسی
 ظاہری حاجت بیان کے نہیں اور قواعد یقینہ مقررہ فلسفہ سی ہے کہ نفیض
 خاص کے عام اور نفیض عام کے خاص ہوتے ہی اور یہی ہے اصول یقینہ
 سے ہی کہ تحقیق خاص موجب ہے تحقق عام کا تو جو اے ہو گا اس کی لوم
 فطرت نقوش اور آزاد زبور سے مصفی ضرور ہوگی اسکو ہے یاد رکھنا چاہیے
 کہ ابی کا داد نے ہی **قول موسو** سکا جماعت فی کہا کہ اس کلام میں پر
 بی ادبی ایسے تو قیرے ہی حضرت ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب
 اسکا یہ ہے کہ بی ادبی اور بے توقیر ہے مذکور عیاذ باللہ تعالیٰ اس
 کلام سے جو جماعت محقق سمجھتے ہیں ہم عکس میں اثر مستی شراب ہنس رہی کا
 ہی اس میں ادب اور توقیر ہے حضرت سید المرسلین کے صلی اللہ علیہ
 وسلم کہ اس کی طفیل اور تبعیت اور وراثت سے اس کی بعض خواہ امت
 اور اولاد کو ہے اللہ تعالیٰ فی بعض کمالات نبوت ہی سرور کیا
 جیسی ام ماضیہ میں ہے یہ ہوایسے چنانچہ مفصل سابق ہو چکا **قول**
موسو سکا شرف عیاض وغیرہ کتبہ مجتہدین لکھا ہے کہ کیسکو

اوسکی برسی کی واسطے تشبیہ دنیا رسول علیہ السلام سے اوس بات میں کہ
 اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دنیا میں جاری تھے بہت برائے اور مرتبہ نبوت
 اور رسالت کی بے ادبے اور بے قطعے سے جواب اسکا ہے کہ
 کہ فانی نے عرض فرمایا کہ یہ پروردگار کا اندازہ اور ہر اودہ اسکا
 مطلب کہ ہر کسی تشبیہ بر سبیل ترفیع مذموم اور بر سبیل تالیف اور تحقیق غیر
 مذموم لکھنے سے ترفیع سے عرض اثبات رخصت کا ایسے تشبیہ سے ہوتا ہے
 اور صورت تالیف اور تحقیق میں بیان اوس رخصت کا ہوتا ہے جو بطور جنیت
 اور وراثت کی واقع میں ہوتی ہے ہی مقام اول کا جیسے علاج یا دین اہل دنیا
 اہل دنیا کو بطور دنیا تشبیہ دیتے ہیں اسی واسطے سب مثالیں متعین ایسے سے
 مکرر میں پہلا دیکھو کوئی مثال ایسی ہے ذکر کی ہے کہ جس میں صلی اللہ علیہ
 التہادک دنیا تشبیہ اپنے منہج اتفاقا دیا کے بطور سکر کے دی ہو کہ یہ عرض
 تالیف اور تحقیق کا ہی اور نہایت محمود بلکہ واجب چنانچہ مفصل سابقہ ذکر ہو چکا
قول موسوس کا اہی ہونا حضرت کا معجزہ تھا اور بڑے فضیلت جواب
 اسکا ہے کہ آنحضرت کا جو وصف ہے فی الحقیقہ وہ بر فضیلت ہے
 اور نہایت بقول بارگاہ آپ اوس میں کیا کلام ہے کلام جو اس موسوس کے کلام
 میں ہے سو یہ ہے کہ اُو اکثر اُترات کو درختوں اور ادنی مکان پر بیٹھ کر بولتا ہے
 اوسکی بولی اور آواز ہے اوسکو بھیجتے ہیں سو اس آواز سے جو نظر سے غائب
 ہی یہاں بہت آواز آکر لگے ان آوازوں سے یہ بھیچا گیا کہ سو سو ایک یہ کہ اسی
 ہونیکو معجزہ کہا دوسرا یہ کہ ہر حوالہ کیا متغایر اور ہم پہلی متغایک عبارت نقل
 کیا میں ہیں کہ اوس میں ہر گرامیت کو معجزہ نہیں کہا ایک جگہ تو آئے یعنی علامت کیا

دوسری جگہ قاعدہ معجزہ کا کہا ہے تو معجزہ میں استعارہ بالکنایہ ہی نسبتہ
 دی بیت سے بیت کے واسطی اساس اور دیوار لازم ہے تو اضافت کا
 کے طرف معجزہ کے استعارہ تخیل ہی قاعدہ کی معنی اساس جسکو مذہب میں
 بنو کہتے ہیں اور معنی دیوار کے یہ ہے کہا ہی اس آیت میں داؤد فرما ابراہیم
 القاعد من البیت واسمعیل اور اساس اور دیوار جزو خارج بیت کا
 ہے اور پھر معجزہ کیونکر حل ہوگا اور کیونکر کہا جائیگا کہ یہ قاعدہ معجزہ جیسو
 بنو اور دیوار کو بیت نہیں کہہ سکتی حل تو اخر اذہ میں ہوتا ہے نہ اجر کے
 خارجہ میں بقیہ میں یہ ہے معنی تفسیر اس آیت کے الذین یتبعون الرسول
 البنی اکامی الذی لا یکتب ولا یقرء ووصفہ بتبلیہا علی ان کمال علم
 مع حالۃ اجدے معجزہ اقتداء الخ ایسی ہے ہی تفسیر مطہرے میں اور اور تفسیر
 میں اسی کے موافق شفا میں قاعدہ معجزہ کا امیت کو کہا ہے نہ خود معجزہ اصل
 بات تو یہ ہے کہ یہ معجزہ کے قاعدہ سے بی شوریہ عسی اسکا قاعدہ سنو
 عادت جو اوپر ہاتھ غیر مومن صالح کے ہو خواہ مومن فاسق خواہ کافر وہ سزا
 ہی اور جو وہ مومن صالح ہو تو یا نبی ہو یا ولی یا غیر انکی پر جو بنے ہو تو وہ خرق
 عادت یا قبل نبوت ہو یا بعد نبوت کے اگر قبل نبوت کے ہو تو اراص سے یعنی
 اسادس نبوت اور جو بعد نبوت کے ہو تو وہ معجزہ ہے اسکو منہ اور حجت ہے
 کہتے ہیں اور جو غیر دیے ہو تو اس خرق عادت کو معونہ کہتے ہیں اور جو وہ
 ہو تو وہ کرامت ہی نسبت ولی کے اور معجزہ ہے اسکا یہ کہ اس کراہ کا
 قاعدہ ہی کہ جس کتاب سے اسکی گرا یہ ثابت ہوتے ہے تو اگر وہ کتاب
 حق اور صواب ہو اسکو کبرا کہا ہے جیسی کتاب مجالس الامارہ تو جس کتاب

سے یہ سب کچھ کہتا ہے جیسی آیتوں و سوسر میں شرح عقاید جلالی سے سند
 پکڑے یہ تو ہم ادیہ شرح عقاید جلالی سے اسکی آیت کے آواز بہت سہا
 ثابت کرتے ہیں من میں شرح عقاید جلالی کی ہے بالجہات شرح عقاید میں
 جمع معجزة فی امر یظهر منجارات العیادة علی ید ید مدعی النبوة
 عند متحدی المتکررین علی وجه یدل علی صدقہ ولا یمکنہم
 معارفہ و ہا سبقتہ شرط **الاول** ان یمکن فعل اللہ
 تعالیٰ و ما یتوہم مقامہ من التروک **الثانی** ان یمکن
 خارقا للعادة **الثالث** ان یتعدہ معارفہ **الرابع** ان
 یمکن مفردا بالتحدی و لا یشرط التصریح بالدعوی بل
 بکفی قرائن الاحوال **الخامس** ان یمکن موافق للدعوی
 فلو قال معجزتی ان احياء میتا و فعل خارقا اخر لم یدل علی صدقہ
السادس ان لا یمکن ما اظهرہ مکنہ بالہ فلو قال معجزتی
 ان ینطق ہذا الصب فقال انه کاذب لم یعلم صدقہ بل
 ازداد اعتقاد کذبہ بخلاف ان یحیی المیت فیکذبہ فان
 الصبیحہ انہ لا یمحی عن المعجزۃ لان الاحیاء معجزۃ وہی
 غیر مکنہ انما الملکدب ہو ذلک الشخص کلامہ و بعد
 الاحیاء یمحی فی تصدیقہ و تکذیبہ **السابع** ان
 لا یمکن المعجزۃ متعلقاتہ علی الدعوی بل مقارنتہ لہا و
 مناخضۃ عتہا بنماک لیسیر معتاد مثله و الخوارق المتقلد
 علی دعوی النبوة کرامات انتہی اور بعضوں نے اس سے کہ

کرامات کو اڑھات کہا ہے اب دیکھو امیت نہ عقل ایسے ہے نہ ترک ایسے
 بلکہ ایک حال غیر اختیار ہے بشر کا جو اس کی سکھ سے اس کو بے اختیار ثابت ہے
 اسی لئے اس کی عمل کو امی کہتے ہیں یعنی منسوب طرف ام کے لینے اور اس حال
 پر ہی جو اس کے سکھ میں اس کو ہوتا اور اس کی ابتدا کو چکا عقل ہو لائے کہتی
 ہیں اور یہ ہر شخص کو ثابت ہوتا ہے ابتدا میں تو یہ **سکر بولی** والی
 کے ہوئے اور جب یہ عادت ہوئے تو یہ خارق عادت ہوا یہ ہوتی
 ہوئے اور اس کا معارضہ متغیر نہیں اس کی کہ بہت لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہم امی
 ہیں تو یہ پانچویں ہوئی اور امیت مقدسہ ساتھ متحدہ کی مقرون تھے
 جس کے ظاہر ہے تو اس کو معجزہ کہنا یہ چہا اواز اگو کا ہوا اور یہ ثابت
 نہیں کہ سید المرسلین نے صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہو کہ یہ امیت میرا معجزہ ہے
 بعد فرمائی تھے کہ میں ہی ہوں تو یہ **ساقواں** ہوا اور ساتویں شترانہ معجزہ کے
 یہ ہے کہ معجزہ مقدم ہوا جو سے نبوت سی اور امیت آنحضرت کی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم چالیس برس مقدم تھے دعویٰ نبوت سے تو یہ **اٹھواں**
 اواز اگو کا ہوا جو کوئے کہ آہ اواز اگو کے سینے اور تو ہے اگو کو نہ پہچانے
 اور اس کو الونہ کہی تو اس شخص کو کیا کہیں گے اور بالفرض والتقدیر
 اگر امیت معجزہ تھا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ ہی نہیں تو
 اگر کسی اولیا امت میں ہی یہ معجزہ پایا جاوے تو کچھ استحالہ نہیں غایت
 فی الیاب بہ نسبت اس ولی کے اس کو کرامت کہیں گے اور بہ نسبت ہی علی
 الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ لاکھوں معجزہ حضرت کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 اولیا امت میں باقی ہیں اس کی کہ کرامتیں اولیا امت کی لاکھوں ہوئے

میں اور ہر دین کے دو سبب معجزہ میں شریع عقاید جلالی میں ہی واکا منقاد
 ابو اسحاق مناد المعتزلة بتکون ذکرا صافات الا ولایاء اذ لیشیتہ
 بالمعجزۃ و سر دیا لھا معتاز عنما یعیہ المقارنۃ التحدی و بالھا
 تکتون معجزۃ للبني علیہ السلام و کوا صمد لعلی الذی خلوع علی
 یدہ **قول موسوس** کا سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دن کے
 حق میں عیب ہے کہ سبب ہے جہالت کا اور عنوان ہے عبادت کا بعضوں نے
 ایسی کلام کر نیوالوں کو کافر ہے کہا اور حکم کیا قتل کا **جواب** اسکا یہ
 ہے کہ ابھی تحقیق ہو چکا ہے کہ ان اور دن سکود اور مراد ہیں کہ جنین امت ظل است
 ہوت کا ہنو نہیں تو جو آیت ہو ظل ہے اور یہ بتیت اور تاسی اور درانت ہے
 حاصل ہوئی ہو وہ کمال ہے اور سبب ہے علوم لدنی کا اور عنوان ہے فراست
 ایمانی کا جیسی حدیث صحیح میں آیا ہے **الفتا حنا سۃ المؤمن فانه منطلو**
 بقود اللہ حاصل اس سب کلام کا یہ ہے کہ عالم ربانی کی کیسی طرح میں
 اور سکوا ہی کہا امی ہونا معجزہ اور بڑے فضیلت حضرت سید المرسلین کے ہی صلا
 اللہ علیہ والہ وسلم اور دن کی حق میں سبب جہالت اور عنوان عبادت کا تو دم
 ہوئے اور ایسی قابل کو بعضوں نے کافر ہے کہا ہے اور سختی قتل کا ہم کہتے ہیں
 کہ اس قدر معلوم ہو چکا کہ وہ امت جو مذموم ہے وہ امت خلقی ہے غیر ظلا
 ارثی نبوت کے اور اسے غیر ظلی کہنے والوں کو جو ایسے جگہ تشبیہ میں مراد ہیں کہ
 فی کافر ہے کہا ہے اگرچہ تکفیر علی الاطلاق صحیح نہیں نہ اتفاق اور سختی قتل کا
 یہی ابھی ہے قابل کو کہا ہے پر عالم ربانی کے کلام میں اگر امت مراد ہو وہ امت
 ہی کہ ظل ہے امت نبوت کا اور درانت ہے حاصل ہوئی ہے جیسے اور محالات

نبوت کی توہید کیونکہ مومن ہو سکے اور اسکا قائل کیوں مستحق قتل کا ہو گا جسے
 تفسیر حدیث اولیاء کے کلام سے ثابت ہو چکا اب کہنا یہ منطوریہ کہ یہ الہی
 بولی ہے عالم ربانی نے کہا ان اپنے مرشد کو الہی کہا ہی جو یہ احسن جو اسکا جہیز
 آتا ہی لکھا ہے الہی کہنا نہ دلول مطالبی کلام عالم ربانی کا ہی نہ دلول التزامی اس
 الہی کہ ہم تو ثابت کرائی ہیں کہ مصطفیٰ ہونا لوح فطرت کا علوم رسم یہ عام ہے اور
 الہی ہونا خاص اور مقررات علمایہ ہی کہ دلالت عام کے اور خاص کے کو یہ
 دلالت نہیں نہ مطابقت نہ نقصان نہ التزام تو الہی ہونا کہاں کہاں اور فی الحقیقت
 حضرت محمد دایہ ثلثہ عشرہ رحمۃ اللہ علیہ الہی نہ تھی خطوط پڑھ لیتی تھے اور کچھ
 لکھتے بھی لیتی تھے اور کافیہ تک پڑا ہے تھا اور حص حصین بھی پڑھی تھے مگر علم
 رسم یہ لوح فطرت الہی مصطفیٰ تھے تو اس پانچ سطر میں دفع اس دوسرے نیز
 کا ہو گیا اس واسطی یہ سب خرافات موسوس کے اسی الہی کہنے پر موقوف تھیں
 سو بھی عجیب ظاہر نہ فی الحقیقت جیسی معلوم ہو اگر مبنی جو اسقدر جواب میں تطویل کیے
 سو بطریق تسلیم اور مماشاۃ مع الحکم کے اس میں یہ فائدہ منظور تھا کہ اقام
 حق اور بے دینی اسکی یکے ہم بیان کریں اور لو کون پر ظاہر ہو جائے نہیں تو یہ
 چار پانچ سطر اس دوسرے کے دفع میں کافی تھیں اگر کوئے کہی کہ جو اس تشبیہ اور
 کلام سے قائل نے اہمیت مراد نہیں لی تو یہ تفریع اسکی اور کمال مشابہت کے
 بد فطرت میں کیونکر صحیح ہوگی تو جواب اسکا یہ ہے کہ ہم ثابت کر چکی ہیں کہ الہی
 ہونا خاص ہے اور لوح فطرت کا علوم رسم یہ مصطفیٰ ہونا عام اور مستحق غماض
 کا موجب تحقیق عام کا ہے تو یہ مصطفیٰ ہونا لوح فطرت کا علوم رسم یہ بھی صفت
 کریم حضرت اکرم الخلق کے یہ ہوا اصلی اور قائل علیہ والہ وسلم غایتہ الامر یہ کہ

وجہ تشبیہ کے مشبہ میں ضعیف ہوتی ہے نسبت متشبیہ کے اور مشبہ بہ میں قویہ
 تو ایسے لئی زد کامل مختار لوح فطرت کا جو صفت امت میں ہی حضرت مشبہ بہ میں
 موجود ہو اصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ضعیف جناب مشبہ میں قدر سر
قول موسوسکا اور وہ کی جال کو اخفرت کی حال یہ کیا نسبت ہے
جواب اسکا یہ ہے کہ حال دوسم میں ایک خاصہ ایک غیر خاصہ
 میں کیونکر پایا جاسکے نہیں تو خاصہ خاصہ ہوگا اور غیر خاصہ ایک اتباع میں
 بطور تبعیت اور غلیت اور وراثت کی پایا جاتا ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **قول**
موسوسکا اخفرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاشق قلب سب ہوا کمال کا دوسرے
 کو سبب ہے ہاں کہ **جواب** اسکا یہ ہے کہ اس موسوس کو درمیان
 خواص اور غیر خواص کے تمیز نہیں یہی شق قلب متجاہد خواص تھا یہ اگر دوسرے
 میں پایا جائے اور وہ زندہ رہی تو یہ خاصہ ہے بطلان امت کی اور صفی
 ہونی لوح فطرت کے نقوش علوم رسم یہ ہے کہ یہ خواص سے نہیں ہی تو غیر خواص کو
 خواص سے کیا نسبت **قول موسوسکا** یہ سب تفصیل شفا کی وجہ
 خاص اور وجہ عام کے ہے **جواب** اسکا یہ ہے کہ اس سب تفصیل
 کو جو شفا کے وجہ خاص اور عام ہے جو الہ کرنا ہے یہ سب غلات واقع کے ہی
 عبارت وجہ خاص اور عام کے جسقدر درکار ہے ہنسی نقل کر دی ہے
 اور مخالفت اسکی تفصیل کے شفا سے موقع موقع پر یہ ہنسی بیان کر دی ہے
 ہی لوٹ کے اوسکو دیکھ لینا چاہیے تو کذب یا جعل اسکا ظاہر ہو جائے
قول موسوسکا اور یہ ہے لکھا ہے کہ ابو لؤاس شاعر نے محمد امین کے
 ترفیع میں یہ شعر کہا **شعر** تنازع الاحدات الشبہ فاشتبہا

خلقاً و خلقاً کما قد المبدأ اکان اس سبب سے کہ اوستی تشبیہی محمد امین کو
 محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ماخوذ ہوا اور تکفیر کیا گیا یا قریب اسکی جواب اسکا
 یہیم بھی کہ ذکر اس شعر کا مقام اعتراض میں عالم ربانی پر نہایت سفاهت سی
 اسلی کہ یہ شعر مقام ترفیع میں شفا کی اندر مذکور ہے اور کلام عالم ربانی کا محور
 ماسی اور تحقیق میں بطور شکر اسے مرشد کے اور تشبیہ لفظ تحقیق کے حضرت
 صدیق اکبر کے کلام میں بلکہ خود حضرت مقدس سید المرسلین کے کلام میں صلی
 اللہ علیہ والہ وسلم ثابت ہی جیسی مذکور ہو چکا ہے اس شاعر پاک نے تشبیہ سے
 برہ کر نویت تنوید کو بلکہ فوقیت کو ایک اہل دنیا کی حضرت تیر الخلق پر صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم پہنچا دیے کہ یہیم کفر صریح ہے نہ قریب کفر کے اس لیے کہ شاعر زید و عمرو
 کی معنی لغت کی رو سے یہیم ہیں کہ دونوں نے آپس میں حقومت کی زبرد جانتا ہے
 کہ میں جیت ہوں اور غوق ہو جاؤں مطلب میں عمر جانتا ہے کہ میں اور فاش ہوتا
 کی معنی التبا کی لغت کی راہ سے ہیں اور خلقاً و خلقاً کی ساتھ یہیم معنی ہو
 کہ زید عمرو خلقی اور خلقی میں ملتیں ہو گئی ہیں ایک کو دوسرے فوقیت نہ ہے
 کہ پہنچانی جاویں تو التباس کے راہ سے تنوید اور تنازع کے روسی فوقیت
 ہر ایک کے دوسرے پر ہر ایک کی ارادہ میں ہر سے اور یہ دونوں باقی
 کفر صریح ہیں اس شعر میں پہلا مومنین باللہ وبالیوم الاخرۃ تم دیکھو یہیم خفا
 کیسا اللہ ہے یہ بات عالم ربانی کی کلام میں کہاں سے یعنی تنوید یا فوقیت
 اور ایک اور بات لائق سننے کی ہے کہ اس شاعر خبیث فی ایک تشبیہ نہایت خوب
 کفر کے اس شعر میں رکھی ہے اسکی قبح پر نہ شاعر کو شعور ہوا نہیں تو نہ کہتا اور
 مدوح کو نہیں تو ابو تو اس کو خوب سہا دیتا اگر دین دار سے اسکی غالب ہو

تو اسطی رعایت جابت حضرت مقدس رسول اللہ کے صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 اور بہنیں تو اپنے ہی ادب کے لئی جیسی نقل سے کہ ایک شاعر نے اپنے
 مدوح کے سامنے فقیدہ مدح کا پڑھنا شروع کیا ایک مدوح جو نہ پڑا
 اسی تاج دولت برسر تازہ ابتدا تا انتہا مدوح بے ادب پر شعر سوا پر ڈا بیٹے
 الترام حجت کی سرادہی کے لئے چاہا کہ اسکی زبان سے اقرار کر دیا جاوے
 کہا اوس شاعر کو تو اسکی قطع کر اوسنی اوس شاعر کو بے ادب پر شعر پڑا
 بالبدلتہ کہا کہ غلام عرض بہنیں پڑا بت اوس مدوح نے کہا کہ اگر تو قطع
 بناتا ہو تا تو تیرے قطع جیسی کی کی ہوتی تو دیکھتا قطع اسکی یہ ہے ابے
 تاج دستفعل لب برسر دستفعل از ابتدا مستفعل تا انتہا مستفعل تو کہہ
 لب برسر کی معنی کیا ہوتی نہیں اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی بھی دہان
 میں بہنیں آئے بہنیں تو صرف تشبیہ محمد امین کے جو ہے اللہ سے صلی اللہ علیہ والہ
 وسلم دیے اسکی ذکر پر انکار تا بلکہ اسکو یہ عرض کرتا جیسی اور اشعاروں میں
 و کفرہ او قارب من تردید کرنا اور اس خناس غنی کا تو کیا ذکر ہے کہ یہ وہ مدوح
 ادب کو سمجھتا وہ یہ ہے کہ شراک کو قاسم میں لکھا گیا کتب سیر النعل اور سیر
 کو لکھا ہے بالفتح الذی یقدم الجملہ تو شراکان کی معنی دوستیں ہوتی ہے تو کہہ
 تشبیہ اور تسوئہ کو جو اس شعر میں ہے اسکو مثل اوس تشبیہ اور تسوئہ کی جو جو
 کی اور تسوئہ میں ہوتی ہے کہا پہلا کسی بادشاہ کو جو کوئی شاعر کہے کہ تم اور
 ملانا، دشاد ایسی تشبیہ اور برابر ہو جیسی دولہا جو تے کی پہلا وہ بادشاہ اور
 شاعر کو کہی اچھی کا سرخ روز کر لکھا یا سنہ اسکیں دیکھا یہ ہو سوس اس قابل ہے کہ
 اسکو کہا جاوے کہ یہ وہ سوس اس خناس حق من شاعر ابو نو اس کے ہی یا

کہا جاوے کہ یہ دو ایسی آپس میں مشابہ ہیں جیسی دو تین جوتے
 کے قول موسوس کا اور سورے کا یہ شعر ہے **هو مثلہ فی الفضل**
 الا انہ لم یاتہ برسالۃ جبریل اس سبب ہے کہ ادنیٰ تشبیہ غیر ہے کہ فضل

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں اتانت ہی اور تحقیق ہے صلی اللہ علیہ
 وسلم کے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ شعر اور دوسرے اشعار جو معنی
 عبارت منقولہ میں شفا کی ذکر کر دی ہیں اور اسے چھوڑ دے شفا میں ترفیع
 کی مقام بڑھ کر گئی ہیں اور اپنی موقع میں مذکور ہوئے کسی اور کلام کے قیاس
 میں اسکی تکفیر کے لئے نہیں ذکر کیے جیسی اس غناس نے عالم ربانی کے نسبت
 شفا سے یہ اشعار نقل کئے تو بس اس میں خطا کی عالم ربانی کا کلام بطریق تائید
 اور تحقیق ہے جسکو شفا میں مذکور نہیں کہا اسو اسطیٰ اوس میں کہا ہے
 لیس علی طریق التامی و طریق التحقیق بل علی مقصد الذہنی
 اور بسبیل فرض محال مغاذ اللہ تعالیٰ اگر کلام ربانی کا بطور ترفیع کے ہی ہوتا
 تو اس ترفیع میں اور سورے کی ترفیع میں بھی آسمان زمین کا فرق ہوتا اس
 لئے کہ اس ترفیع کے مثل تحقیق پائی گئی ہے جیسی کسی تعمیر بقیہ طینہ تقدس
 سی بطور تائید اور دراشت کی ہوئی ہو تو وہ فرد کامل اس امت مرحومہ ہے
 ہو کا جیسی مکتوب ہدایت اسلوب مکتوب ہو گا اور وہ فرد کمال مشابہ ہو
 بد و نظرت میں بخلاف ترفیع سورے کی جو مرتبے ہی میں ہے کہ اسکی مثل
 متعین بالغیہ ہے نہیں ہو سکتی اس لئے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم خیر الخلیفہ اور افضل البریہ ہیں تو جو کوئے مثل اسکی فضل میں ہو گا اور
 یہ حضرت افضل نبوت کی العیاذ باللہ تعالیٰ تو یہ خلاف اجماع قطع امت کے

ہو گا اللہم صل وسلم علی آتہ الہوان و سوسہ یہ قول
 سوسہ کا الہوان مقولہ فایں نے ایک شخص کے حال میں لکھا ایشان
 این وقایع صد اور پیش آمدہ تا کہ کمالات طریق نبوت بدر و طیار خود رسیدند
 اور ادسکی اور ایک ذائقہ یہ لکھا ہے روزیہ حضرت جل و علا دست راست
 ایشان بدست قدرت خاص خود گرفتہ چیزی ار امور قدسیہ کہ پس رفیع و بدیع بود
 پیش از حضرت ایشان کردہ فرمودہ کہ ترا این جنین دادہ ام و چیز نایہ
 دیگر خواہم داد تا آنکہ شخصہ سبحان حضرت ایشان استدعا ی بعت نمود حضرت
 ایشان سبحان حضرت حق متوجہ شدہ استغفار و استیذان نمودند کہ دران مقام
 چہ منظور است از ان طرف حکم شد کہ ہر کہ بدست تو بعت خواہد کرد گو لکھا باشند
 ہر یک را کفایت خواہم کرد انتہی مختصا اور کہا کہ اگر مراقبہ علت کرد و بدو بعضی محلات
 خلعت مثل مکالمہ و سامرہ ہوید ای گردد اور غرات جب مشتی سے تعبیر کیا کہ
 حال لا بزال حضرت ذوالجلال دست میدہد و خلعت مکالمہ و سامرہ بدست می آید
 جماعت نی کہا کہ اہل سنت کی غریب بین دعویٰ مکالمہ کا کفر ہے شرح عقاید
 جلالی میں لکھا ہے والظاہرات التکفیر فی المسئلۃ المذکورۃ
 بناء علی دعویٰ مکالمۃ شفاھا فانہ منصب النبوة بل اعلیٰ
 مراتبھا و فیہ متخالفة ما ہو من ضروریات الدین
 و هو انہ علیہ السلام خاتم النبیین علیہ و علیہم افضل
 صلوة المصلین و فتح المس و سوسہ کا یوں سے کہ یہ
 قول اسکا جماعت نی کہا کہ اہل سنت کی غریب بین دعویٰ مکالمہ کا کفر ہے
 انہی دلیل ہے کہ جماعت حقا کے ہی بلکہ مشاہدین حقا کے اسانی کہ گے

اہل سنت فی کلامہ کو بلا قید سقاۃ کے کفر نہیں کہا بلکہ مطلق کلامہ سوا
انبیاء علیہم الصلوٰۃ کی ہے ثابت ہی بلکہ مخصوص ہے تفسیر و مفسر
میں ہے وما کان لبش وما صح لہ ان یکلم اللہ الا وحیا کلاما
خفیا یا دارک لیسر عتہ کاندہ تمل لیس فی ذاتہ مرکبا من حروف

مقطعة یقف علی متوجبات متعاقبة وهو ما یعم المشافہ
لما روی فی حدیث المعراج وما وعدہ فی حدیث الرویۃ
والمہتف بہ کما اتفق لموسیٰ علیہ السلام فی طوی والطوی
لکن عطف قولہ او من وراء حجاب علیہ یخصہ بالاول فالکلام
دلیل علی جواز الرویۃ لا علی امتناعہما وقیل المراد بیدہ
الالہام والالقاء فی الروح او الوحي المنزل بہ الملائکۃ
الوسل فیکون المراد بقولہ او یرسل رسولا ینوی باذنہ ما یشاء
او یرسل الیہ نبیا قبلہ وحیر کما امرہ وعلی الاول المراد

بالرسل الملائکۃ الموحی الی الرسول اور ایسی اور تفسیر میں یہی
ہی تو ایسی سے معلوم ہوا کہ کلام الہی مہتف بہ ہی ہوتا ہے جسکو ائمتہ کا کلام
عرف میں کہتی ہیں اور الہام ہے کلام الہی ہوتا ہے اور یہ دونو مخصوص انبیاء
علیہم السلام کے نہیں سقینہ عالم میں باب ہوا ائمتہ میں یہی خیر الحسنین
بن علی علیہما السلام لیلۃ الی المسجد فلما انتہی الی الباب
فرمی بطرقہ الی السماء وقال اللہم غلقت الملائکۃ ابو الہی
وقام علیہا حراستہا وبابک مفتوحا لمن دعاک لشر علی
رکعتین والنشاد یقول یا ذا البعالی الیک معتمد طوبی

لان الاول من الكلام
فی المصطفی علیہ السلام
یکون الامن وراء حجاب
فیکون مع الرویۃ ہر باب

لمن كنت انت مولا طوبى لمن كان خايفا وخبا
 الى ذى الجلال بلواه وصا به علته ولا سقم
 من وجبه لمولا اذا اخلا في المنام صتهلا
 الله ثم ادبنا اذا سكا به وعاجته اجايرت ثم با
 من السماء ليل عكناش كنف وكل ما كنت قد علمنا
 ليشا فهد ملا علكي فحسبك الصوت قد سمعنا
 الريح من جوانبه خصر عيا ليا نقشا
 عبدی میحول فی حجتی وذنک الیوم قد عرفنا
 بلا حشمتہ ولا رعب ولا متحقنی فاشی الله

دیکھو ایسی جناب مقبول کے جواب میں کلام الہی کے سوا نہیں ہو سکتا شیطان
 کو دخل ایسی مقام پر کتنا مسلمان کے شان سے محال عادی ہے اور جو صینی
 حکم کے ہیں تو کلام فرشتہ کا ہے نہیں ہو سکتا مگر بطور حکایت کی کلام رب
 الغرۃ سی وادہ تعالیٰ اعلم اگر کوئی کہی کہ یہ کلام ظاہر میں شعر ہے تو اسکی
 قایل کو چاہیے کہ شاعر کہیں اور اطلاق شاعر کا حضرت حق رب العالمین
 پر اور شعر کا کلام الہی پر شرح میں جائز نہیں تو جواب اسکا یہ ہے
 کہ علماء عروض اور قافیہ کے تصریح کرتے ہیں کہ شعر ہونیکو نقد شعر کا ہے ضرر
 یہ مجر و وزن اور صورت قافیہ کے یہ شعر نہیں ہو جاتا، قولہ تعالیٰ
 ثم اقمتم واثمتم واثمتم واثمتم واثمتم واثمتم واثمتم واثمتم واثمتم واثمتم
 دیکھو یہاں وزن اور صورت قافیہ کے ہی اور شعر نہیں تقطیع اسکی ہون
 ثم اقمتم واثمتم واثمتم واثمتم واثمتم واثمتم واثمتم واثمتم واثمتم

ثم انتم فاعلوا فاعلوا فاعلوا فاعلوا
 یہ سحر مل کا وزن ہے لیکن جو حضرت قائل غر و جل کا مقصد شعر کا نہیں
 جیسی شرح سے معلوم ہوا تو اسکو شعر نہیں کہتی مگر محض کی دفتر فاسر
 کی شرح میں جو تصنیف ملک العلماء مولانا عبد العلی صاحب کے ہی رحمت اللہ
 علیہ بیہ ہے + ہر این دنیا است مرسل رابطہ + مقود مولوی بہت و حاصل
 اکہ چون در دنیا از حق حجاب افتاده است ہر کس قابلیت استماع کلام الہی و
 اوامر و نواہی الہیہ و استعداد آن نہ داشت لاجرم رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام
 واسطہ رسیدن کلام الہی شدند کہ ایشان کامل الاستعداد لسماع کلام حق بودند
 و اخذ احکام الہیہ بودند و عارف کامل چون بکمالی مشاہدہ رسید اگرچہ کلام الہی
 از حق می شنید و بلا واسطہ چنانکہ در و صلی از باب خراین از فضوفا ت مذکور
 است کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کلام حق سبحانہ از انجائی شنید کہ
 رسول صلعم کہ منزل علیہ می شنید لیکن رسیدن باین مرتبہ از وساطت آن سرور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود درین نفی و وساطت نیست بلکہ وساطت رسول
 بر وجہ اکمل است کہ مشاہدہ و سماع منزل در وقت نزول بر رسول از انجا کہ
 رسول شنید بواسطہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا شدہ انتہی بر علیات
 یاد رکھتی چاہیے کہ عارف کامل چون بکمالی مشاہدہ رسید کلام الہی از حق می شنید
 بلا واسطہ و اتقا اسرار الہی مولینا نظام الدین سہاویہ قدر کسی سرور
 مسلمین جہان الہام کا ذکر ہے کہ جو اوس الہام کے ساتھ ہمہ ہی الہام
 ہو کہ یہ الہام حق تعالیٰ کے نزدیک ہے ہی فراتے ہیں ہل حق خط غنی
 الا نبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام والحق انه خطہ و حق

من الاولیاء غایت الامارات الاولیاء مخصوصت
 بطریق لا یوجد فی غیرهم وکیف تنکره مسلم فان قطب
 الاقطاب الغوث الاعظم الشیخ عبد القادر محی الدین
 رضی الله عنه وعن معتقده واتباع اتباعه قد تکلم مع
 الحق تعالی وهو مستوحش فی الرسائل الغوثیه ففعلها الله تعالی
 لها وخلص عباده فلا یستبعد الا من لا خلاف له عند الله
 تعالی وهذا العبد قد شاهد فی شیخ شیخ المشایخ الکرام
 قطب الوقت راس الصوفیه اکابر الصافیة من اولیاء
 الله تعالی السید عبد الزناب الباشا سلمه الله تعالی ووفی
 عبادته لا تقواء اثره واتباع محاسنه وان یرث قوامه وخطوطه
 انحاء الكشف واکالهام کسما لسان العیب والکلام مع الحق
 تعالی واکالاستفادة من الارواح الطیبین کارواح الانبیاء
 علیهم الصلوٰة والسلام خصوصاً من روح سید المرسلین
 علیه الصلوٰة والسلام وعلی الہ وعن روح احبائه خصوصاً
 من اصحاب المؤمنین علی بن ابیطالب علیه السلام وعلی الہ
 الکرام وزوجته سیده النساء علیها الصلوٰة والسلام خطیبین
 سے بررساں غوثیہ لی جو مصر غوثہ الاعظم قدس سرہ کے طرف منسوب ہے
 اور ان نظام الدین قدس سرہ فی ہی ایہ رسالہ کے طرف اتارہ کیا ہی بعد
 محمد اور صلوة پیر سے فی الہ الغوث المنوحش من عنہ الله للسان
 بالله والہ الله تعالی یا غوث الاعظم فقلت لیسک یارب

یہاں سے شروع احادیث قدسیہ میں ہوتا ہے قالہ کل طور بلین الناکوت
 والملكوت فہی شریعتہ وکل طور بلین الملكوت والنجیروت
 فہی الطریقۃ وکل طور بلین النجیروت واللاہوت فہی
 حقیقۃ قالہ یا عوث الا عظم ماضیہ فی شی کظہور سے
 فی الا لسان ثمر سالت یارب هل لك مکان قال لیسک یا عوث
 الا عظم انا ملکوت المکان والا کوانہ و لیس لی مکانی سو سے
 قلب الا لسان الخ اس کلام قدسی میں زیادہ سچا پس باریہ خطاب اور
 کلام حضرت رب العزت جل شانہ کا جناب عوث الا عظم سے بلفظ یا عوث الا عظم
 واقع ہوا اور اور کلمات اور خطابات عنوانات دیکر سے اس کلام میں کواقع
 ہیں اور اس کلام قدس نظام کے شرح بہت ہیں مگر جو نزدیک فقیر کے
 موجود ہے مولف اسکا نقل اور سند اس کلام قدسی میں کہتا ہے اب
 مرشدیہ فی ثلاث الطریقۃ منور الالہ بادی صوفیہ منقزل
 نارة من العوث الا عظم وقارة من ربو اسطة الدوتہ انتہی
 اور بھی شایع مذکور ہے بعد لفظ یا عوث الا عظم کے کہا العوث الا عظم
 فی الا صلاخ من کلمہ اللہ بقایے بالاکھام انتہی پس کلام اور
 خطاب حدیث قدسی مذکور کا محتمل ہے کہ بطور الہام قلبی ہو اور محتمل ہے کہ
 بطور استماع ہو اس واسطے کہ عارف کامل جب کمال مشاہدہ کو پہنچتا ہے کلام
 حق بلا واسطہ سناتا ہے چنانچہ فتوحات سنی مذکور ہوا اور دیکھو عبد مقبول سے سوالات
 اور حضرت رب العزت صبی جوابات ہیں ایسا نام مکالمہ سے عارف نامی سولینا عبد
 الرحمن بامی قدس سرہ خطبہ شرح قصص الحکم میں لکھتے ہیں فاعلم ان

احکام الصائضہ علی قلوب کل عبادہ و خلع عبیدہ علی النوا
 متہا ما یقیض علیہم بواستہ الملئکہ المقربین بالفاظ عبدا
 محفوظہ عن السخا و البتدیل مرادہ تلا ولہا و هو العک
 المنزلہ علی نبیا صلی اللہ علیہ والہ وسلم بواستہ الروح
 الامین و متہا ما یقیض علیہم بواستہ او بعبا و استہ
 ملحات صرہ او معبرہ بعبادات مختصہ غیر منلوہ و ہر
 ہذا القیل الاحادیث القدسیہ فہی لہا ما ناضت علیہ
 علی اللہ علیہ والہ وسلم معانی صرہ لکنہ کساہا اکسیر
 عباراتہ الخاصۃ و العبارات منصوصہ غیر مراد ضبطہا و
 تلا ولہا و ہذا النوع لیس مخصوص بکالا نبیاء بل یعم الاولیاء
 و صالحی المؤمنین و متہا ما یقیض من بعض الکمل علی بعض
 کما یقیض من روح نبیا صلی اللہ علیہ وسلم علی خواص متابعیہ
 ما یقیض بقدر متابعیہم و فوہ مناسبتہم انتمی اس عبارت
 کو سمجھا جائی کہ نوع ثانی کلام الہی کو شامل اولیاء الدار و صالح مؤمنین کے کیا اور فقہر
 فرمائی کہ مخصوص انبیاء علیہم السلام کے نہیں ہی باقی رہے نوع اول کہ وہ مخصوص انبیاء
 علیہم السلام کے ہی اور مراد قول عارف مذکور ہم وہو القرآن المنزل الخ و ان الدار
 امثال اسکی ہیں حبیبی قوراۃ اور انجیل اور زبور اور مانند اسکی جیسی صحف ابراہیم
 و موسی علیہما السلام اور غیر اسکی جیسی اور صحف انبیاء مرسلین علیہم السلام کے معلوم
 ہو چو کہ وحی کہی مشتمل ہوتی ہی بمعنی الہام کے خواہ جاگتی ہو یا سوتی اور کہی
 مشتمل ہوتی ہے سچ اس میں ہے کہ مخصوص انبیاء علیہم السلام کے ہی خانیجہ سابقا

معلوم ہوا لہذا علامہ قیصر نے شرح قصص الحکم میں کہتی ہیں الفرت
 بین الالہام والوحي ان الالہام قد یحصل من الحق تعالیٰ من
 غیر واسطۃ الملك بالوجہ الخاص الذی لا ید مع کل موجود واکو
 یحصل بواسطۃ ولذلک لا یسمی الاحادیث القدسیۃ بالوحي
 والقہان وان كانت کلام اللہ تعالیٰ والیضا قد مر ان الوحي
 قد یحصل لبشیر المملک وسماع کلامہ من حق الکشف المشہود
 المتقنن للكشف المغوی والالہام من المعنوی فقط والیضا
 الوحي من خواص النبوة المتعلقة بالظاہر والالہام من
 خواص الولاۃ والیضا من خواص وطایا التبلیغ دون الالہام
 انہما جانا چاہی کہ یہ وحی اور الہام جسکا فرق بیان کیا ہے علامہ نے یہ اصطلاح
 صوفیہ کی ہے جیسی ظہری سے معلوم ہوگا اور یہ وحی خاص ہے اسی لئے آیات
 قدسیہ کو وحی سے نکال دیا والا یہ احادیث وحی غیر متلو ہے بالاجماع اور وحی
 مطلق شامل ہے الہام کو جیسی قرآن اور تفسیر وں سے معلوم ہوتا ہے عارف
 کامل شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ تعالیٰ روحہ کتاب عوارف المعارف میں
 کہ کتاب معتبر مشہور معروف ہے بیچ شرح اس حدیث معنی رفوع یکے ما انزل
 من القہان ایہ الا ولہا ظہر و بطن و کل حرف حد و کل حد
 مظلم ولقد نقل عن جعفر الصادق انا قال لقد تجلی اللہ
 تعالیٰ لعبادہ فی کلامہ و لکن لا یبصر و ینبکون کل ایۃ مظلم
 من ہذا الوجہ فالحد الحد الکلام والمظلم الترقی عن حد
 الکلام الی الشہود المتکلم وقد نقل عن جعفر الصادق القہان

انه خرم غشياً عليه وهو في الصلوة فسئل عن ذلك فقال
ما زلت ارد وكلاية حتى سمعتها من الكلام لها فاصبر في
لما كانت له حاجة التوحيد والقي سمعه عند سماع الوعد
والوعيد وقلبه بالتخليص عما سوى الله تعالى صار بين
يدي الله تعالى حاضراً عند السماع شهيداً يرى لسانه اولسان
غيره في التلاوة كشجرة موسى حيث اممعه من فم خطاير
اياها باي انا لله فاذا كان سماعه من الله واستماعه الى الله
صار سمعه بصره وبصره سمعه وعلمه عمله وعمله علمه وعلمه
اخره اوله واوله اخره ومعنى ذلك الله تعالى خاطب الذر
بقوله الست بربكم فسمعت النداء على غاية الصفا ثم لم
ينزل الذرات يتقلب في الاصلاح وتنقل الى الارحام قاله
الله تعالى الذي يربك حين تقوم وتقلبك في السجدين
يعني تقلب ذرتك في اصلاحي اهل السجود من اباك الانبياء
فما زالت تقلب الذرات حتى برزت الى اجسادها فاحتجبت
بالحكمة عن القدرة وبالعالم الشهادة عن عالم الغيب و
تراكت ظلمها بالتقلب في الاطوار فاذا اراد الله تعالى بالعباد
حسن الاستبصار بان بصيرة موقفاً صافياً لا يزال يرقبه في
رتب التركية والنجلية حتى يتخلص الى قضاء القدرة ويزال عن
بصره النافذة ^{ببصره} سميت بالحكمة فيصير سماعه بالست بربكم
كشفاً وعياناً وقس خبيرة وعرفانه تدياناً وبها فانا وتندرج لها

علم الاطهار فی لواحق الالباق قال بعضہم انا اذ کون خطاب
 الست بربکم اشارۃ منہ الی هذا الحال فاذا تمتحق الصوفی
 لہذا الی نصف صار وقتہ سرمد او شمشودہ موبدا وسماعہ
 متو الی انتقاد الیسمع کلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ وکلخص
 رسولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حق الصواع او کتب الذکائب
 الدینیۃ فی دوح السادات الصوفیۃ جو تالیف حضرت شیخ عالم
 علامہ شیخ عبدالرؤف تاج العارفین ابن زین العابدین قاضی القضاۃ شیخ
 الاسلام الشرف السیاحی المناوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہی اوسین حضرت بایزید
 بسطامی قدس سرہ کی حال میں یہ عبارت ہوئی کہ ای ابو یزید او قف

ای ربی بلین یدیک و قال یا ابا یزید بای شئی جئتنی قلت بالی هذا
 بال دنیا قال انما مقدا ان الدینا عندی جنانا بجومہ فہم ہدیت

فقلت الہی استغفرک من ذلک جئت بالتوکل الیک فقال عند
 ذلک قبلناک و قال ادققت مع العاجدین فلم ادری معہم قدا
 ففقت مع المجاہدین فلم ادری معہم قدا ففقت مع المصلی
 و الصائمین فلم ادری معہم قدا فقلت یا رب کیف الطریق
 فقال اترك نفسك و قال الی اخرہ ابستو کہ ایہا کان لبشر ان یکلمہ
 اللہ النایۃ سی ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ سوا انبیاء علیہم السلام کے اور بشر ہی ہے
 کلام کرتا ہی گو من ورا حجاب ہو اسی ہی لبشر فرمایا لبنی یا رسول فخرمایا اور
 تفسیر برقیادی سے ثابت ہوا کہ کلام الہی متہف اور الہام ہے ہوتا ہے
 اور سفینہ حاکم سے ثابت ہوا کہ کلام الہی متہف بہ حضرت امام حسین سی ہوا رضی

اللہ تعالیٰ عنہ ومن اولادہ الکرام بلکہ جو جواب مناجات میں تہادہ کلام تو
 مکالمہ ہوا شرح معنوی معنوی سے ثابت ہوا کہ عارف کامل کلام الہی بلا واسطہ سنا
 اور شیخ مسلم سے تصنیف داقت اسرار الہی طائفاً الدین قدس اللہ روحہ کی آیت
 ہوا کہ حق تعالیٰ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ وعن مریدہ حضرت سید عبدالرزاق
 قدس سرہ سی کلام فرماتا تھا رسالہ غوثیہ سے مکالمہ حضرت رب العزیز کا غزوہ بل
 اور عبد مقبول اوسکی کا یعنی حضرت غوث الاعظم کا ثابت ہوا شرح رسالت
 غوثیہ سے ثابت ہوا کہ اصطلاح صوفیہ میں اوسیکو غوث کہتی ہیں کہ حبس سے
 حق تعالیٰ کلام کو یہ عارف جامی ملیہ الرحمہ کے فرامنے سے ثابت ہوا کہ معانی
 صرفہ یا معبر بعبادات غیر مراد البسط والتمادہ اللہ تعالیٰ کے فرمایا ہو یہ
 انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص نہیں اولیاء کرام کے ساتھ یہ ایسا کلام ہوا
 تاہی علامہ قیصر کے کلام سے شرح فنون الحکم میں معلوم ہوا کہ کلام الہی دو
 قسم سے ایک وحی کہ بواسطہ ملک جوتی ہے اور یہی وحی کہیں ساتھ بشہود ملک
 اور استماع کلام اوسکی کے جوتی ہے وہ کشف شہود ہے متضمن کشف معنوی
 کہ اور وحی مخصوص ہے ساتھ نبوۃ کی اور مشروط یہی ساتھ تبلیغ کی دوسرے
 الہام کہ وہ کہیں حاصل ہوتا ہی بلا واسطہ ملک کے حضرت حق تعالیٰ سے ساتھ
 اوس وہ پہلے جو خاص ہے حضرت حق تعالیٰ کو ساتھ ہر مخلوق اپنی کے اور الہام
 نفع شہود اور کشف معنوی ہوتا ہے بغیر کشف شہود کی اور مشروط بالنبوۃ
 بھی نہیں جیسی وحی اور نبوۃ کے ساتھ ہے مخصوص چہین نے یہ جو علامہ
 قیصر کے فی فرمایا ہے جو قطعی دی جاوے تو یہ ایتہ امکان لبشر سے مخالفت
 نہیں ہے اور تفرقہ اور مباہتہ در بیان وحی اور الہام کے جو مذکور ہوئے تو

یہ اصطلاح صوفیہ کرام ہے تعینہ منظر سے سی معلوم ہوگا افت الہد نقایہ او
 قطع نظر اس اصطلاح سے اہام ایک مرتبہ وحی کا ہے جیسی ہوا نبی لدنیہ سے
 مذکور ہوگا اور قرآن مجید سے بھی ذکر کریں گے افت الہد نقالی اور عوارف
 معارف سے ثابت ہوا کہ بہت صوفیہ کرام کلام الہی سنتی ہیں اور حضرت امام جعفر
 صادق رضی اللہ عنہ وعن اولادہ الکرام واجباہ العظام سے صلوة میں مکالمہ
 ہی واقع ہوا اور کو اکب درتہ سے مکالمہ حضرت رب العزہ عزوجل کا بایزید بسطامی
 قدس سرہ العزیز سے ثابت ہوا ایسا یاد کرنا تو بہتر اس تحقیق کے کسی مسلمان نے
 چہ جائیکہ اہل علم ہو پر اہل سنت کی مذہب سی دعویٰ مطلق مکالمہ کو کفر نہیں
 کہا پر جو خصوصاً میں در ارجح ہو اسی واسطی محقق دواتی علیہ الرحمہ نے مکالمہ
 کو مقید ساتھ شفاء کے کر کے معنی کا پھیرا یا اسنو شفاء نامہ سے شافہ
 کا جیسی قتالہ قاتلہ کا تو معنی شافہ زید و عمر کی یہ ہیں کہ نزدیک کیا زید نے لب
 اپنا عمر کی لب سے قاموس میں ہر شافہ ادنی شفقہ من شفقہ حضرت رب العزت
 عزوجل شفقہ اور لب سے پاک اور منزہ میں تو معنی کلام شفاء کی یہ ہیں کہ حق تعالیٰ
 ایسی قرب شفاء کے پردہ ہی نہ ایسا جیسی قرب شفاء بشر کا بشر سے ہوتا ہے
 بلکہ وہ جو لائق ادسکی پاک شان کی ہے جو کلام کرے وہ شفاء ہی کلام ہوگا یہ خاص
 ہی منصب نبوت سید الانبیاء کے علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہد اسکا جو کرے
 اور دعویٰ کرے ادسکو فقہانی کفر لکھا ہے نہ یہ کہ دعویٰ مطلق مکالمہ کا کفر
 ہی جیسی اس خناس نے کہا اور ہر حق اسکا دیکھو کہ مطلق مکالمہ کے دعویٰ
 کو کفر کہا اور شرح عقاید جلالی سے جو عبارت نقل کے سند کی لئے اوسمیں شفاء
 کی قید کے ساتھ نقل کے اس حماقت کو تو دیکھو اب بہلا اس شیطان رافضی

اور چونکہ تو حضرت غوث اعظم کا اور سارے اولیاء اللہ کا تو مستحق نہیں اور
 جناب سے جو بلی ادبی کی تھجو اسکا کچھ باک نہیں پر حضرت امام حضرت جعفر صادق
 رضی اللہ عنہ جو ادبی شاعری ہوئی تو اپنی شیعہ امامیہ کو کیا مہرہ دکھادیا تو پہلا
 یہ کہ تو ادبی سامنی کچھ بات بنالیکا مثلاً کہ کیا کہ حضرت امام کے بات تھجو معلوم نہ تھی
 یا یہ کہ یہ روایت سینوں کی ہے ہمارے یہاں کے نہیں اور تکفیر کے روایت بھی
 سینوں کی ہے یا کچھ اور کہہ دے پر اب کلام ہے ہر دالوں سے کہ ان لوگوں
 نے خاص کے کلام کے مقتدی کر کے نصیحہ کیے اور مہرین کٹاؤں اگر ادبی با
 ایسا جواب ہے کہ عند اللہ موجد موافق نہ ہو تو فیہا وگرنہ ایہ تکفیر کہاں تک
 پہنچی تو بعد دریافت ہوتی حال اس تکفیر کے تجدید ایمان کے چاہیے اور توبہ توبہ
 اللہ سے توبہ العلانیۃ بالعلانیۃ تو واجب ہے کہ اس رسالہ پر تصحیح کر کے مہر لکھ دیا
 اور اگلی مہر ان کا عذر لکھ دین نہیں تو بدون اسکی توبہ ہوگی بر سر سولان طاع بائد
 دل سے اب تو کہ مکالمہ پر عالم ربانی نے سامرہ کا ساتھ دیا کی عطف کیا سامرہ مشق
 ہے سر سے اسکی معنی تحت میں لیل اور حدیث اللیل اور ظلمت لیل کے میں لیل
 عبارت ہر ظل مخروطی اور اس مخروط کا فلک زہرہ تک پہنچتا ہے اسکی اور لیل
 نہیں جیسی فن العباد میں علم ہدایت کی ثابت ہو اللیل کو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وجعلنا
 ایل لباسا اور لباس پرورد اور حجاب ہے بدن کا تو لیل ہے ایسی ہے حجاب اور پردہ
 ہوتا ہے توبہ عطف تفسیر سامرہ کا اور مکالمہ کے دلیل ہے اسکا کہ مراد مکالمہ ہے
 مکالمہ میں دراجاب ہے توبہ ایہ مکالمہ شفاعی اور کفر کہاں ہے اسکو کفر
 کہا ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب **نوان و سوسہ** یہ قول
موسوس کا انوان مقولہ حدیث کی حال میں لکھا ہے لایہ اور لایہ

قال ابن تيمية

في بيان معنى

المصطفى

صلى الله عليه وسلم

المرسل

في بيان معنى

المصطفى

مثل محافط انبياء كه مسي بصفت است فايزي كنه جاعت ني كها كه يرا حاكم
 مسله اهل سنت اور شينه مين بحث امامت يه عصمت كه شينه و اصيل
 باره امام كي ثابت كرسنه مين اهل سنت اوسي رد كرسنه مين بهيات بر
 خاص و عام جانا هي **وقع اس وسوسه كايه بي** كه محافطت
 تين قسم ايک محافطت ذنوب يه ساتھ استناع صدور ذنوب كي اسكا
 نام عصمت يه اور خاص انبيا عليهم السلام كي دوسره محافطت ذنوب يه
 ساتھ امكان صدور ذنوب كي مگر صدور ممكن واقع نهو بهيه خاص يه صديق
 كه ساتھ اور اس ثنائی محافطت كو كهه سكتي مين كه بهيه مثل اول كي
 اي مچ عدم صدور ذنوب كنه اور مفار يه اول يه كه اول مين صدور
 مستع نه اور ثنائی مين ممكن تيسره محافطت ذنوب يه اگر عمر كه اكثر كو حكم
 كل كا بهوتايي ساتھ وقوع ذنوب كي احيانا استقبال مين جيسي اور صلي مين سوا
 صدر يقين كي تو بهيه وسوسه دفع هوگيا بهيه دوسره بت هو تا كه عالم رباني نه يون
 كها هو تا كه لابد اور بصمتي مثل انبيا يا مثل عصمت انبيا عليهم السلام فايزي كنه ديالو
 كنه لابد اور محافطتي كه مسي بصمت است مثل انبيا عليهم السلام فايزي كنه زخار
 و عام بهيه جانا يه بهلا اگر ثبوت عصمت كا صديق مين منظور هو تا لو ان مينون عبار
 مين سي ايک عبارت بولني كو كيا مانع هتا اور قواعد مناظره سي كه رخ اعراض
 بيان كر ديني مراد كي يه بهي هو تا سي سو هوگيا جلد و صفيه صدر ساتھ كاف و صفيه
 كي يني بهيه قول كه مسي بصمت است صفت محافطت انبيا كي نه صفيه محافطت كي كه
 خط بهي صديق پشاس اس وسوسه كايه بي كه قريب كو چور كي چو محافطت انبيا
 يه بديد كي جو محافطت يه صفت ديالي بهيه فهميد سوسوس كي بهي مثل

الاخلاق
 والذات
 في غايه
 قدر المراتب
 انتوى وقال عليه
 العلي بن الحارث
 في نه جدي
 ابن الحارث
 شيخه كايه
 الفتوحات المكية
 ولقد قال
 الله عليه وسلم
 في علم التنقيح
 في علم اعطاء
 في علم الفرق
 الله تكلمت
 يا محمد القديك
 الشيطان في
 الاسلاك في
 غايه قدر اعلا
 ان عين الحكما
 مصمم نهني
 و در فرائد القواد
 نوشته است كه
 در عصمت اوليا
 و زود كايه بصمت

انما المؤمنون الذين آمنوا بالله ورسوله

۱۳۴
 اسکی اور جنین کی یہ وسوان و سوسہ یہ قول
 سوسوس کا وسوان مقولہ صدیق من وجہ مقلد انبیاء
 دین وجہ محقق و شریع پس نور جلی اور بسوی کلیات حقہ منعقدہ در
 خیرہ القدس کہ برائی تربیت نوع انسان عموماً مستحق کردیدہ اور ارہمنوینے
 می نماید پس علوم کلیہ اور ابد و واسطہ می رسد بواسطت نور جلی و بواسطت
 انبیاء علیہم السلام پس در کلیات شریعت و حکم احکام ملت اور دہا کرد انبیاء ہم
 تواند گفت دہم استاد انبیاء و تیر طریق اخذ ان ہم شعبہ اہست از شعب و حی
 انرا در عرت شرح بنفث فی الردع بتغیرے فرماید انتہی ملقطاً جماعت فی کہا کہ
 یہ عویہ ہی نبوت کا اور مصی ختم نبوت کا انکار جب کلیات شریعت اور
 حکم احکام ملت ایک معصوم کو بواسطہ بنے کی ایک طریق کی وحی سے حاصل
 ہوئی نبوت میں کیا باقی رہا سبح ابن حجر نے فتح مکہ میں نبی کی تعریف ہی ہے
 یہ وھو حذو من بنی ادم ادھی الیہ لشہم و لہم یوم
 بتلیغہ وان امرہ فہو لایضاد ان لم یکن لہ کتاب و لایسمی شہ
 من قبلہ علی الاشیء انتہی و رفع اس و سوسہ
 کہ اس خناس یوسوس نے صدور انسان کی دیکھا کہ بہت لوگوں نے صراط مستقیم
 نہیں دیکھی اور بہتوں کو یہ نہیں آتی تو ان سے اندر رب العالمین کے مقرر
 کے کیفر کر اکی او ملو کفر میں داخل کجی چنانچہ یہ غایہ بختہ اور مراد شیطان
 کی ہے جیسی معنی ذکر کیا کہ غایہ بختہ سلب الایمان و التخلو و الدائم فی الزمان
 دیکھو عالم ربانی نعمہ اللہ علیہ فی بعد ذکر صدیق ذکی القلب ذکی العقل کے فرمایا ہے
 پس فرق امین این کرام و انبیاء عظام علیہ الصلوٰۃ والسلام باقامت مظل

وابتداء حکم ونبوتیہ الی اللہ است الی آخر قال یہ دونو وصفت انبیا علیہم الصلوٰۃ
 والسلام میں ہوتی ہیں اور صدیق میں نبوتی ہوتی ہوں تو محدود اور جو نبی بھی ہو
 جیسی حضرت ابراہیم علیہ السلام قال اللہ تعالیٰ فیہ انہ
 کان صدیقاً نبیاً تو ان میں سے یہ دونو وصفت موجود ہوتی ہیں پر بھت نبوت
 نہ حیث الصدقہ اور پہلا وصف دوسرے کو لازم ہے اس لیے سب علانی پہچانی
 وصف کو مفہوم اور تعریف میں نبی کے داخل کیا ہے اور کہا ہے النبی هو
 الانسان بعثہ اللہ تعالیٰ الی الخلق لتبلیغ ما اوحی الیہ جیسی شرح
 عقاید جلالی وغیرہ میں ہے اور یعقوب نے ما اوحی الیہ الاحکام کہا ہے دونوں
 کا ایک ہی مطلب ہے اور اس خناس نے محض صدیق کی نبی بنائی کو اپنے
 طرف سے معصوم ٹھہرا کر کہا جب کلیات شریعت کی اور حکم احکام ملت ایک
 معصوم کو ہی واسطہ نبی کے ایک طریق کی وحی سے حاصل ہوئی نبوت میں
 کیا باقی رہا ہم کہتی ہیں یہ غبی بعثہ الی الخلق ای الائمہ لتبلیغ ما اوحی الیہ
 الاحکام کہا ہے دونوں کا ایک ہی مطلب ہے اور اس خناس نے محض
 صدیق کے نبی بنائی کو اپنے طرف سے معصوم ٹھہرا کر کہا جب کلیات شریعت
 کی اور حکم احکام ملت ایک معصوم کو ہی واسطہ نبی کے ایک طریق کی وحی سے
 حاصل ہوئے نبوت میں کیا باقی رہا ہم کہتی ہیں ای غبی بعثہ الی الخلق ای الائمہ
 لتبلیغ ما اوحی الیہ ای لتبلیغ الشرح باقی رہا تو وہ صدیق نبی کہاں ہو گیا اور شرح
 صرف کلیات سے عبارت نہیں بلکہ جزئیات ہے اجزاء شریعت کے ہیں بلکہ عمرہ جیسا
 شرعی شخصیات میں جیسی عقاید میں مباحث ذات اور صفات کی اور مباحث
 خاص ساتھ ذات حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور مباحث حضرت

۲
 جاب وصفا
 خان صاحب
 حکم و نبوت
 سب علی اللہ
 واسطہ

اور کسی اور چیز کی سیب و سوا اس خاص ہر ایک کی چار دن ملائکہ مقرب
 مہر و سبب کی حکمت اور مراط کی واصل ذلک کہ اکثر ادنیٰ صدق کو بری
 بنی کے معلوم ہوئے ہیں تو صدق اول تو مبعوث ہے نہیں چہ جایکہ مبعوث ہر
 ساتھ مشیخ کے تو بنی ہونا صدق کا کہانی لازم آیا اور حکمتیں احکام ملت یکے
 تو مشیخ کا جز اور رکن نہیں تو اسکو آخر من میں کیا داخل ہوا یہ غیبی حکم احکام
 ملت میں جو لفظ حکم ہے اسکو مفرد احکام کا سمجھا ہے اور وہ جمع ہے حکمت کی
 جیسی ام جو سیح ہے اسکا دوسرے جگہ دلیل ہے سلیقہ عبارت نہیں کا ہے
 نہیں جو مفرد ہوتا احکام کا تو اسکو ذکر کرتے اور کہتی اور احکام ملت نظر
 لفظ اور معنی جیسی غریب معلوم ہوتا ہے اور یہ قید معصوم کے اسنی اپنے
 نون و سوسر کی ہے اور ہم اسکی دفع میں ثابت کر آئی ہیں کہ صدق کو قیاس
 ہوتی ہے مثل موافقت انبیا علیہم السلام نہ عصمت و ان دیکھ لیا چاہے بالفرض
 اگر عصمت معصیت کے صدق کو ثابت ہی ہوتی جیسی ہے کو ثابت ہی تو پھر عصمت
 بنی کے مفہوم میں کہنے مشر کے ہی غایۃ مافی الباب یہ کہ بنی کو عصمت لازم ہے مگر
 یہ لازم نہیں کہ جو لازم معرفت بالغتہ کو ہو وہ اسکی مفہوم میں معتبر ہو اور
 تعریف میں داخل دیکھو جیسی معجزہ بنی کو لازم ہے اور مفہوم میں اسکی کسی
 مشر نہیں کیا پھر یہ ایچہ خوان درسم علم اور تحصیل تمام کتب چل سچا ہے
 کہ قید نبی کی سب یا بعض کے نزدیک بنی اور رسول کے مفہوم میں یا تو نہیں
 تو اسو اسٹی اپنے سند کے لئی بنی کے تعریف ابن حجر رقبۃ علیہ یہ نقل
 کی و صرح ذکر من بنی ادم و احوالیہ بشری و لیسویر بتلیغہ الی احد
 اور یہ سمجھا کہ اس میں قید نبی کی نہیں ہی اور صدق پر موافقی مخری عالم ربانی کے

یہ تعریف صادق ہی تو فرق دونوں میں یعنی بنی اور صدیق میں نہ اور
 فرق جو صراط مستقیم میں ذکر کیا ہی بسبب صدق اس تعریف ابن حجر رحمۃ اللہ
 علیہ کے اور صدیق کے کچھ کام نہ آیا تو ہم اسکی اظہار جہل کے لئی کہتی ہیں
 کہ اول تو اس تقدیر پر صفت معصوم کے صدیق کے لئے ذکر کرنی عبت ہو
 کیونکہ اس تعریف میں قید عصمت کی نہ کو رہیں دوسرے یہ بات ہی کہ اس
 تعریف میں ہی قید بعثت کی ذکر کیے ہی پر اور لفظ اور اور حرفوں سے نہ
 بعثت کی حرفوں سے مست ثواب قہر آہی کو ہوش کہان کہ سمجھی قلموس
 میں ہی ادھی الیہ بعثت تو ادھی الیہ یعنی بعثت الیہ بعثتہ مجہول ہو مطلب یہ
 کہ بعثت اور ادھی دو نو آپس میں مترادف میں فرق اس قدر ہے کہ مغفول
 ہو کہ بعثت کی ساتھ ہی واسطہ حرف جر کے ذکر کرتے ہیں اور ادھی کے ساتھ الی
 کا مجہور کر کے ذکر کرتے ہیں مجہول میں بعثت ہستار فیہ اور ادھی الیہ کہیں گے
 جیسی ابن حجر نے کہا دونوں کی معنی ایک ہی ہیں تو ادھی الیہ بشرع کے
 معنی بعثت بشرع کے ہوئے اور یہ تعریف ہی بنے کی صدیق پر صادق ہو
 جیسی تعریف مجہور کے اور عصمت ثابت کرنا صدیق میں اور ذکر کرنا تعریف
 ابن حجر کا واسطی ہے ادھی کرنے کی اس خناس کو مفید ہوا **ابن**
 کہ موافق تہمید اس خناس کے اس تعریف میں ایک غلط اور ہے ہی کہ ہر فرد
 صحابہ پر بلکہ ہر فرد امت پر جو ذکر ہو تعریف بنی اور رسول کے جو یہ ہے
 صادق ہوتی ہے اس لئی کہ **بمضاوی** میں ادھی سنی و سوا کی مضاوی
 باذنہ ما لیشاء کی مد معنی لکھی ہیں ایک یہ کہ یا بھی اور رسول یعنی فرشتہ
 کو کہ ادھی پہنچا دیے اللہ کے اذن سے وہ جو چاہیے اللہ یعنی جسکی طرف چاہیے

وہ فرستہ دینی پہنچا دے تو وہ موسیٰ الیہ سبکی طرف فرستہ فی دینی پہنچائی ہو
 کی اذن سے سوائی بننے کی اور کوئے ہوگا جو **سیر** کے معنی پہرہ کہ یا پہر
 اللہ رسول یعنی انسان پر وہ انسان رسول دینی کرے اللہ تعالیٰ کے اذن
 سے یعنی پہنچا دے وہ جو چاہے اللہ تعالیٰ یعنی پہنچا دے امت کو قرأت
 موسیٰ الیہ ہوئے فی الجود تو اس امت میں ہر ذکر ہو ادا ہو یہ صدق ہوا
 کہ وہ ذکر حریہ اوحی الیہ بشرع یعنی پہنچا گیا ہے اور سکر شرع یعنی انسان
 رسول نے پہنچا یا ہے اور سکر شرع تو اس قدر تعریف جوئی کے ہی اور اس امت
 پر صادق ہوئے اور وہ مامور تبلیغ کا ہے ہی اسلمی کہ فیلیغ الشاہد الغائب
 حدیث صحیح ہے تو وہ تبلیغ شرع کا مامور ہے ہوا تو یہ سب تعریف رسول کے
 ہوئے اور لائق دلائل تخصی امت پر صادق ہوئے اگر اس تعریف میں اوحی الیہ
 لکھا بشرع معارف کی حدیث کے ساتھ کہا ہوتا تو یہ تعریف سوائے ہی کے ادا
 پر صادق ہوتی اور جب حدیث معارف سے عدول کر کے حدیث مجہول کا اختیار
 کیا تو یہ نقص عدم مانیت کا ثابت ہوا جیسی معنی ذکر کیا تو سوائی تجویز اگر
 خاص کے ایسی امت پر جو مصداق اس تعریف کا ہے تو اوس میں اور ہے
 میں یا اوس میں اور رسول میں کیا فرق را عالم ربانی کی تکفیر تو صرف بظہر
 صدیق کے لئے اب ابن جوہرہ اللہ علیہ کے حق میں کیا کہہ سکتا اور ہم نہ ہمارا
 بی ادلی کر رہے نہ دلائل اس سے کہ ہم ہی جو معنی اس تعریف کی بیان کی ہیں وہ
 نہ حدیثی پر تائید میں نہ اور امت پر اور جو یہ خاص حدیثی پر یہ تعریف صادق
 کرتا ہے تو یہ وہ ہمارے معنی نہیں سمجھا ہے تو اوسکی تفسیر کے موافق یہ تعریف
 سب امت پر جوہرہ کو ہون صدق ہے تو یہ صاحب تعریف کی حق میں جیسی کہ

بہت ہی ادبی کرے نہیں تو عالم رہا ہے کی طرف سے تو یہ کرے اور ہر کہتی ہیں کہ
 یہ تعریف ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے خوب نہیں اوجی الیہ کے معنی سوائے بحث
 کی اور ہے بن اشیر الیہ کتب الیہ ارسل الیہ الہم الفی اور یہ سب معنی لغوی
 ہیں تو یہ لفظ مشہور ہوا اور لفظ مشترک ذکر کرنا بی قرینہ کے تعریف میں جائز
 نہیں کہ فہم کو مغل ہے ہر کو یہ نہیں سمجھتا اس لٹی یہ خناس نہ سمجھا اور اور
 نقالی کے معنیوں کی اس تعریف پر اعتماد کر کے تکفیر کرے اور کر دے اسے
 آپ ملاک ہوا اور دن کو ہے ہاک کیا شاید ابن حجر نے ماخوذ ہوئے قید
 نسبت کو نہ سمجھنے کے کہ مشہور ہے اس کے مشہور کو قرینہ یقین معنی بحث کا
 لفظ اوجی الیہ لیس ہے یہ ہیرا یا ہو تو البتہ قرینہ ہو سکتا ہے بظاہر نہیں اسلی
 ہر کو یہ نہیں سمجھ سکتا ہی بخلاف تعریف جہور اور محققین کے کہ ایہ ضمانت
 علم میزان کی ہے میں کہ اوکی تعریف نالی اس نقصان سے یہ ہر کوئی سمجھ
 لیتا ہے **قول موسوس کا** اور اس طرحی دعویٰ کرنے والوں کو علانیہ
 کا فر کہا ہے قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے کذلک من اوجی منہم اند
 یوحی الیہ وان لم یبع النبیہ او انه یصعد الی السماء وخیل
 البجنہ ویاکل من ثمارها ویبانی السور العین تھک کلہم
 کفار مکذبون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی بعد شفا میں یہ عبارت
 ہی لاناہ اخبر علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام انہ خاتم النبیین
 ولا نبی بعدہ و اخبر عن اللہ انہ خاتم النبیین وانہ ارسل
 الی الناس كافة انتہی اسی عبارت کو موسوس نے چھوڑ دیا **جواب**
 اسکا یہی کہ مراد موسوس کے اس قولی ایسے ہے کہ اسی طرح کے

و عو اگر نیمة والیکو علمائے کافر کہا ہے کیا ہے یا **ہیہ** کہ جو کوئی
 دعوے کرے کہ مجھ کو کلیات شریعت کی اور حکم احکام ملت کی بی واسطے
 بنے کی ایک طریق کے وحی سے حاصل ہوتے ہیں یا اور کوئی یہ مضمون
 کیسکی حق میں کہی اور خبر دیے یا **ہیہ** کہ کوئی دعو کرے کہ مجھ کو
 ایک طرح کے یا اور کوئی کیسکی حق میں کہیے کہ او کو ایک قسم کے وحی ہوتے
 ہی لیکن اول مراد نہیں ہو سکتی اس لئے کہ اول خود پہلی کہچکا ہے اور غرض
 اسکو استیصال ہے ایسے کر دیا ہے دوسرے درجہ اس اول کے مراد ہونی
 کی یہ ہے کہ دلیل جو اسنی شفا کی عبارت ذکر کے یہ ہے وہ دلیل اول کے
 نہیں ہو سکتی اس لئے کہ عبارت منقولہ شفا میں صرف ذکر دعو ہے وحی کا
 ہی تو اس سے ثابت ہوا کہ مراد اسکی دوسرے احتمال ہے نہ پہلا و رفع
 دوسرے کاموقوف ہے اور ذکر کرنے اقسام وحی کے اور بیان کرنے علم
 اختصاں مطلق وحی کے ساتھ نبوت کی مواہب **لہ قیہ غنی** ہے
 اکل ابد تعالیٰ لمن الوحي مراتب عديدة **احدا** الردیة الصادقة
الثانیة بالیقین الملک فی روفہ و قبلہ من غیر ان یراہ **الثالثة** کان لیتشر
 لہ الملک رجلا فینا طبع ختی می منہ یا یقول لہ فقد کان یاتہ فی صورة وحیہ الکلی
الرابعة کان یاتہ مثل صلصلة الجرس **الخامسة** ان یرى الملک فی
 صورته التي خلق علیہا السموات جنات فیوحی الیہ یا یشاء ان یوحی **السادسة**
 یا اوحاه اللہ تعالیٰ الیہ و هو فوق السموات من فرض الصلوة و غیرہ **السابعة**
 نظام اللہ منہ بلا واسطہ کما کلم موسی و قد زاد بعضهم مرتبة ثامنة و ہی تکلم اللہ تعالیٰ
 کلفا بغير حجاب و زاد ايضا کلامه تعالیٰ لہ فی المنام ثم مرتبة اخری و ہی العلم الذی

یلقیہ اللہ تعالیٰ فی قلبہ و علی لسانہ علی الاجتہاد فی الاحکام
 و ذکر الحکیم الوحی کان ہدایۃ علی سبب الاربعین نعم انتمی با
 الاختصار و حذف الرواید اور اسی طرح یہی مدارج میں اب ستون
 کہتی ہیں کہ جمیع مراتب اور ہر مرتبہ وحی کا خاص بہن ہے ساتھ انبیاء علیہم
 السلام کے قرآن مجید میں ہی و اوحی ربک الی النحل المصمما و
 قد ذن فی قلوبہا بیضاویہ و مظهریہ و غیر ہما اور قرآن
 مجید میں ہی و اوحینا الی ام موسیٰ باہام اور دیا بیضاوی اور مظهریہ
 میں ہی وہی یوحنا بن زبیت لاوی ابن یعقوب علیہم السلام کہ ذکر البغیۃ جمع
 علی انہ لیس بوحی نبویہ وان النبی کا یلکون الا رجلا قال قتادہ
 قد ذن فی قلبہا و هو الکلام فی اصطلاح النصوص و من
 حبسہ المقام الصادق الموجب للیقین و اطمینان القلب و
 هو ایضا من قبیل الکلام و عدہ آایۃ تدل علی ان الکلام
 ایضا من اسباب العلم و ان کان علما ظنیہا و المعبر الکلام
 القلوب الزکیۃ و النقیس المطمئنۃ و الفرق باین الوسیۃ
 و الکلام محمولہ الاطمینان انتہی اور مجمع البحار میں ہی اور
 الی الحوائین امرتہم اوحی لہما الیہما فاحی الیہم اوحی
 و قبل کتب بیدہ علی الارض لیوحن الی اولیائہم یلقون فی
 قلوبہم و دیگر ان نصوص قطعی کتابہم سیۃ ثابت ہوا کہ کوئی مرتبہ ہر
 وحی ہی اور آدمی میں سوئی انبیاء علیہم السلام کے بلکہ بعض حیوانات میں بلکہ
 بعض جادات میں پایا گیا اور وہ الکلام ہے اور نام اور اسکی تعبیر

قرآن مجید میں وحی یہ تو اب کوئی کہے کہ الہام یا سام کو بت وحی کہیں کیجے
 کہ وہ الہام یا سام بنی علیہ السلام کو ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ جو غیر بنی
 میں یہ ہو تو اس کو یہ وحی نہ آیا اب سنو احادیث نبوی جمع الجوامع
 میں ہی لم یبق من مبشرات النبوة الا الروایا الصالحة
 المسلم او تری له **ق** عن ابی الطفیل عن حذیفۃ لم یبق

النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الروایا الصالحة
 ح عن ابی ہریرۃ لم یبق بعدی من المبشرات الا الروایا الصالحة
 یراها الرجل او تری له **ھ** عن عائشۃ روایا صادقة اور
 کو کہ دونوں میں مراد ایک یہی ہے نزدیک محدثین کے اول مرتبہ اور الہام
 کو یعنی القاری فی القلب کو دوسرا مرتبہ وحی کا مواجب لدنیہ میں کئی میں رکھا
 ہی نقیض علیہین بن یون ہی وافر قلتم وقد خرجتم مع موسیٰ علیہ
 السلام لتقتذروا الی اللہ من عبادة العجل وسمعتم کلامہ نقیض
 منہ بن یون ہی وافر قلتم حین امر اللہ موسیٰ ان یتقی فی ناس
 من بنی اسرائیل معنذین الیہ من عبادة العجل فاختر سبعین رجلاً
 من خیارہم وقال لہم صوموا و تطہروا و اطہروا انیابکم ففعلوا
 فخرج لہم الی طور سینا فقالوا لہ اطلب لنا منکم کلام ربنا فلما دنا
 موسیٰ العجل وقم علیہم صوم الغمام و تعشی العجل کلہ فدخل
 فی الغمام وقال لہم حین دخلوا الغمام خروا سجداً وکان موسیٰ
 اذا کلمہ ربہ وقم علی وجہہ فخرسا طمع کالسیط طعم احدان ینطق
 الیہ فخر بہ و لہتم السجایہ فسمعوا وهو یکلمہ بامرہ و ینزلہ

واسمہ محمد اللہ الی انا اللہ لا الہ الا انا ذویکۃ اخرتک من
 ارض مصر بید شدیدہ قاعبدونی ولا تقعدوا عینک قلمنا
 فضع موسی و انکشف الغمام قالوا موسی اکایتہ منین است در دیگر تفاسیر
 معتبرہ ہر گاہ موسی علیہ السلام کے اصحاب نے کلام حق تعالی کا سنا اور باوجود
 اسکی کہ خیاری بنی اسرائیل کے ہوتے تو یہے انکار کیا اور یہ امت مروتہ کہ خیر
 الامم یہ خیاری کہ کہے اولی ایسی کستانی عمل میں نہیں آئے اگر کلام
 الہی سنیں تو بعید نہیں چہ جایکہ متنوع ہو چنانچہ تفسیر بضاویہ میں اور سیفینہ
 حاکم اور شرح مشکوٰۃ اور شرح مسلم لقینف دانق اسرار الہی لانظام الدین
 قدس سرہ اور رسالہ غوثیہ اور شرح رسالہ غوثیہ اور کتاب الکواکب الدریۃ فی
 درج السادات الصوفیہ اور شرح فصوص الحکم لقینف علامہ نصیر علی اور عوارف
 المعارف سی بہ تفصیل تمام دفع بون و سوسہ میں اور مواہب لدنیہ سابقہ مذکور
 ہو چکا یہاں یک یہ مقدمات دفع و سوسہ موسوس کہتے اب بہ تفصیل
 اور توضیح دفعہ اس و سوسہ کا سنو عالم ربانی نے کہاں فرمایا یہ کہ صدیق کو جو
 ہوتی یہی بلکہ فرمایا یہی کہ طریق اخذ ان ہم شعبہ است از شعبہ وحی اس عبارت
 کی معنی یہ ہیں کہ جیسی وحی سے علم حاصل ہوتا ہے طریق اخذ صدیق میں ہے
 ایسا ہی ہوتا ہے کہ جس سے علم حاصل ہوتا ہے تو گویا وحی ہی کا نہ الوحی نہ یہ
 کہ حقیقت میں وحی ہے اور عین وحی ہے تاکہ عبارت شفا کی یہ تقدیر صحت و عدم
 خطا دلیل ہو کتب کے **اب** حضرت انصاری العرب العجم صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا ہے النجباء شعبۃ من الایمان الشباب شعبۃ من الجنون اسکی معنی محدثین
 کے نزدیک یہ ہیں کہ حیاء مانع ہوتی ہے معصیت سے جیسی ایمان تو گویا ایمان ہے

اور جنون مانع نہیں ہوتا ہے اگر کتاب کما ہے جو انی ہے لیب غلبہ تو انی ہوتا
 اور غضبانی کے موردے ہوتی ہے طرف قلت عقل کے تو اس لئی تفریق
 مانع نہیں ہوتے گئی ہے تو گویا شباب جنون ہے نہ یہ کہ عین ایمان
 ہے اور شباب عین حکون جمع البجاری ہے حدیث الحیاء شعبۂ من
 الايمان طایفۃ من کل شیء والمستحب منقطع عن المعصية بحیاء و
 ان کما یلین له تقیة مکانہ ایمان یمنعها منها والشباب شعبۂ من
 الجنون کانه قد یسرع الی قلعة العقل لما فیہ من کثرة الميل الی
 التهور والافدام علی المضار انما یعنی فالشباب کانه جنون
 پر کہتی ہیں ہم کہ جو کوئی کہی کہ شجرہ مرئی کا عین اوس شے کا ہوتا ہے تو
 یہ مستلزم کفر کا ہوتا ہے بیان لازمہ کا یہ ہے الشباب شعبۂ من الجنون
 حدیث سی ثابت ہوا تو یہ اگر عین جنون ہو تو کسی شباب پر تادیت شباب کو
 کما دکتوب اور ثابت ہو بسبب حدیث رفع القلم عن ثلث کہ او سپر اجماع تمام
 است کی ہے اور یہ کفر ہے بالاجماع اور بالخصوص القطعیہ اور یہ ہے
 لازم آیا کہ عقل اور بلوغ تکلیف سترعی کے لئے کافی ہو اور یہ بھی کفر ہم
 ہے بالاجماع القطعیہ والخصوص کہ لک اور اوپر تقدیر تنزل اور تسلیم کے کہ یہ
 عبارت مذکورہ عالم ربانی کے یہ ہوں کہ طریق اخذ ان ہم وحی بہت کلام ہے دلیل
 میں اور یو چہتی ہیں ہم قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک شخص نے بغیر اسکے
 کہ دعویٰ کرے نوت کا یہ کہا کہ جبکو ایک طریق کے وحی ہوتی ہے اور وہ
 مستحسن کہے کہ مراد میرے وحی سے الہام ہے یا منام یا سماع کلام حضرت
 ملک السلام عز وجل من وراء حجاب مہرقت کہ کلام شفاہی کہ وہ صاحب کرامت

سید المرسلین کے صلی اللہ علیہ والہ وسلم جیسی شرح عقاید میں ہے اور نہ ہو
 ملک کہ وہ خاص ہے تہت کی سادہ جیسی یہ ہے مذکور ہوا اور حال ادکا
 ہی قرینہ صدق کا ہو مثلاً وہ شخص یا بزرگ سیلانی ہوں جیسی کو اکب حدیث میں مذکور
 یا حضرت امام جعفر بن محمد یعنی اللہ تعالیٰ عنہ وعن ابائہ الکرام یا اور عارف کامل
 کہ کلام اذیہ وہ سنتی پہن جیسی عوارف میں مذکور ہوا یا وہ صدیق اکبر
 ہوں رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شرح شنفوی میں فصوص سے منقول ہوا یا
 حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن اتباعہ جیسی رسالہ غوثیہ سے
 مذکور ہوا یا مثل شاہ عبدالرزاق کی قدس سرہ جیسی شرح مسلم ہے مذکور ہوا یا
 اور کاملین اس امت مرحومہ کے حامل ان بزرگوں کی یا قریب اور مدانی انہی
 کہ حدیث میں آیا ہے مثل امتی مکمل الغیث کا بلکہ اولہ خیرام اخرہ خیر
 جیسی حضرت امام مہدیؑ ہونگی مثلاً اور ان کاملین کی ہدایت اور ارشاد پر لاہور
 آدمی گواہی دین اور پر یہ مقبول درگاہ الہی سند میں کہیں کہ حق تعالیٰ نے
 وحی کرے والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور نخل کو جیسی قرآن مجید میں
 مذکور ہے اور دسج کی معنی اور ہے میں جیسی صحیح البخاری اور قاموس اور
 مواہب لدنیہ سے مذکور ہوئے اور وہ وحی جو خاص ہے انبیاء علیہم السلام کے
 جیسی شرح فصوص اور شرح عقاید سے معلوم ہوا وہ ہمارے مراد ہیں اور حال
 ہے ان مقبولوں کا اسپر قرینہ ہے کہ انکو اجتہاد صغیر سے بھی ہے
 چہ جائیکہ کبار اور کفر العیاد بالہ کہ ایسوں کو محفوظ کہتی ہیں اور قطع نظر
 بیان مراد اور قرینہ ہے اگر ایک مسئلہ میں بہت وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ
 اسلام کے ہو تو یہ واجب ہے مفتی کو کہ فتویٰ اسلام کا دی نہ کفر کا جیسی تحریر

میں ہی عبارت جلال الہی کے یہ ہے ^{و فی الغلہ} صدان کان فی مسئلہ جو
 توجب التکفر و وجہ واحد ^{التکفر} یعم علی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی
 عنہم التکفر یحسبنا للظن بالمسلم اور حدیث میں ہی من قال لمؤمن یا
 کافراً یا کفری کا فرق ہے تو ہم کسی بے حدت اور وہ بڑے نصیحتہ ہو کر غنی کسی عظم
 مکمل کفر کا کر دیا اور اس بار کے کلام میں تو تصدیق امد اور امد کے رسول کے ہی
 جیسی قرآن میں مذکور ہے متنی تکذیب کس طرح کہہ دے متنی دلیل تکذیب کے یوں
 کہی ہے لا ید اخذ علیہ والہ الصلوۃ والسلام انه خاتم النبیین
 و لا نبی بعده و اخذ عن اللہ تعالیٰ انه خاتم النبیین و انه ارسل
 للناس كافة تو اس دلیل سے تکذیب ثابت ہوتی جو دعوائے نبوت کا یہ ہوتا اور
 متنی غنی دعویٰ نبوت کے کرے ہی اور کہتا ہے و ان لم یلدع النبوة تو اس دلیل
 سے دعویٰ نبوت ثابت نہ کر سکا اگر کوئی کہی کہ دعویٰ وحی کا مستلزم ہے دعویٰ نبوت تو
 تو ہم کہتی ہیں کہ مطلق وحی کو مستلزم نبوت کہنا یہ خود کفر ہی اور تکذیب کلام
 الہی اسلی کہ مردم با سوا کے یا خاص ہو یا ہی اور لازم مساوی یا عام تو تمہارے
 کلام سے ثابت ہوا کہ وحی عام نہیں ہے نبوت ہی حالانکہ قرآن سے معلوم ثابت ہوتا
 ہے کہ نبوت کہ ام مونی علیہ السلام من اور نخل میں وحی پائے گئی بعبر نبوت کی اگر
 کوئی کہی کہ وحی کا خواص نبوت نہیں ہوتا یہ متنی علامہ قیصر سے سی آیا نقل کیا
 ہی تو دعویٰ وحی کا مستلزم دعویٰ نبوت اور تکذیب اور کفر کا کیوں نہ ہو گا +
 جواب اسکا نہیں ہے کہ مواہب لدنیہ میں مراتب وحی کے آہٹہ نو بلکہ چالیس ذکر
 کئی ہیں اور بعض ادنیٰ جیسی الہام یا ماسم یا کلام متہف بہ خواص نبوت سے نہیں
 بلکہ ادنیٰ اکرام اہمیت میں ہے ہوتے ہیں حسی مکرر مذکور ہوا اور وہ جو علامہ

جیسے فی ذکر کیا ہے وہ وحی خاص ہے اور موافق اصطلاح صوفیہ کرام کے
 کہ وحی اولیٰ اللہ کو اہمام کہتے ہیں اور وحی انبیاء علیہم السلام کو وحی کر کے
 بقیر کرتے ہیں تاکہ ناقص لوگ وہم فاسد کو پیدا نہ کریں تو مجرد وحی کا جو
 بالغرض والتقدیر اگر کسی سے پایا جاوے وہ محمول اور مراتب غیر مختصہ نہ
 کی ہو گا کفر کینہ نہ ہو گا فطر اسکی یہ ہے کہ لفظ رسول کا عرف شرعین معنی
 انسان بعثہ اللہ تعالیٰ الخلق لتبلیغ الاحکام الشریعہ ہے اور مقابلاً لفظ رسول
 کو معنی فرستادہ ذکر کرتے ہیں اور مقابلہ میں وکیل کے اور احکام مختلف ان
 دونوں کی ذکر کرتے ہیں اور کو یہ تکفیر الایاد باند فقہاء کی نہیں کرتا ہے +
حاصل یہ ہے کہ سماع کلام الہی اور مکالمہ حضرت رب العزۃ کا جو دلیل ہے
 انبیاء علیہم السلام کے خواص امت میں ہے پایا گیا ہے اور وحی کا دعویٰ اپنے
 یا اور کے واسطے اول تو کسی نے یہاں نہیں کیا بالغرض اگر کیا ہے ہوتا تو
 بنظر اقام ثلثہ مذکورہ کے ملذیہ حضرت شارع کے اور کفر لازم نہیں آتا الیاد
 باند تعالیٰ اور جو کوئے بسبب مغلوب ہوتی اپنے کی شیطان علوسہی ایسی مقام
 پر اپنی زبان ناپاک سے تکفیر کرے اولیاء اللہ کے تو اسکی حق میں خوف ہے
 حضرت عظیم کا دیکھو قاضی عیاضی صاحب نے باوجود اس علورتبہ کے علم حدیث
 اور فقہ میں بسبب اسکی کہ علماء ظاہریہ سے ہتھے علوم باطنیہ سے حظ نہ لےتے تھے
 بلکہ سکرہ تھے علماء علوم باطن کے اور کستاخی کرتے تھے کسی حضرت اس الحار اور
 کستاخی کے پائی سنو کو اکب در یہ فی درج السادات الصوفیہ
 میں چچ حال محمد بن محمد الطوسی الامام حجتہ الماسلام الغزالی کے لکھا ہے قال اولما
 افتی القاضی عیاض باجراق کتب احیاء العلوم بآئۃ فدا علیہ قلمات

وقت الدعوة في حمام نجاة **وقيل** بل انما المهدي يقتله في
 الحمام بعد ان ادعى عليه اصل بلده وذعموا انه يهودي لانه
 كان لا ينحصر في البيت لكونه كان يصنف الكتاب الشفاء كما ذكره
 في كتابه لواقع الا نوار واخبر اليافعي عن ابن المليق عن ياق
 القزويني عن ابي العباس المروسي عن ابي الحسن الشاذلي ان النبي
 ابن حاتم خبر على اصحابه ومعه كتاب فقال انتم فخرنا قالوا
 هذا الاحياء وكان الشيخ المذكور يطبخ في القالي ويصلي عن
 قباية الاحياء فكشف لهم المذكور عن جسمه فاذا هو مفرغ
 بالسياط فقال اتاني الغزالي في النوم ودعاني الى رسول الله
 عليه وسلم فلما وقفنا بين يديه فقال يا رسول الله
 هذا يزعم اني اقول عليك ما لم تقل فامر بعضه فضربت وقال
 العارف ابن عبي عن نفسه انه كان يقرء كتاب الاحياء
 في المسجد الحرام تجاه القبلة الشريفة وقال العارف الشاذلي
 رايت المصطفى صلى الله عليه وسلم في المنام باجبا بالغزالي
 جليسي عليهما السلام وقال هل في امتكم مثله قال لا واخبر له
 الموصي بالصدقية العظمى قال ونقل اليافعي عن بعض العلماء
 الكبار والعلماء النجاة عن علي البطاهر الباطن انه قال
 لو كان بيني وبين النسيب لكان الغزالي اجمعي تو اذ روايت تاني اني سمعت
 في روض النجاة مقابر يهوديين هو اهو كان مقابر مسلمين من قومين يكرهون
 وقت زيارت قبور يهودي يكرهون يهودي يكرهون يهودي يكرهون

انکی آخرت اللہ تعالیٰ نیک کرے **قول موسوس کا** اور تاویل کے تقدیر پر یہ
 قایل ایسا ہی جیسی رافضی وغیرہ جواب اسکا یہی کہ جو تاویل کو مستثنیٰ نہیں
 کیا تو معلوم ہو کہ نفس تاویل موجب رفض وغیرہ کی ہے اور یہہ بعض غلطی اسکی
 کہ تاویل عبارت ہی مشترک ہی جو مترج ہوں بعضی معنی اسکی بالرایہ تصحیح کی
 یہہ عبارت ہی شدہ المشو لہ ان ترجم بعض معانیہ بالوای لیسے صا و کا
 تو دیکھو امام اعظم صاحب ثلثہ قرو کی تاویل کرتے ہیں تین حیض کر کے اور امام
 شافعی صاحب اہل تین طہر کے اور دونوں امام ہیں اہل سنت کے **قول موسوس**
 کا تمام سوے گفتو جماعت کی قایل کے مقولات پر جواب اسکا یہہ ہی
 کہ ہی تمام ہو ابیان تہمیت اس جماعت جمعا کا بتفصیل تمام دو توضیح مالا کلام اگر کسی
 قہر آہی سے بدست نہیں ہوا اور لو کا گوشت کھا کر اگر الو نہیں بن گیا تو ہرے
 سب کلام کا جواب دیکر اپنا سب کلام صحیح کر دی نہیں تو یا تا یاب ہو چینی بہر پانے
 میں دوب مرے **قول موسوس کا** اب سائل سوال کرتا ہی علماء دیندار و
 ہی کہ موافق مذہب اہل سنت اور جماعت کی دسوں باتیں قایل کیے باطل اور
 قایل اور جو اسکو حق پر سمجھی اہل سنت ہی خارج ہیں مانند شیعہ اور معتزلہ اور
 خارجیہ کے جیسا کہ جماعت نے کہا یا نہیں اگر میں تو اسکی سچی باز اور اولیسی
 مناکحت وغیرہ کا کیا حکم ہے **جواب** دسوں باتیں قایل کی باطل میں ضحاک
 حق کے اور قایل ان مقولات کا اور جو ان مقولات کو حق سمجھی سب خارج ہیں
 اہل سنت ہی اور جماعت نے جو کہا ہی حق اور صواب ہے اور نماز میں اقدار اور
 مناکحت وغیرہ اولیسی مثل اقدار اور مناکحت وغیرہ اساتہ رافضی اور خارجی اور
 معتزلہ وغیرہم کے اہل ہوا اور بدعت سے د اللہ تعالیٰ اعلم بالعنواب

حاجت حال عقول عالم ربانی کا اور اوپر جو گفتگو جاست حتمی
 ہوئی ہے سب مذکور ان اوراق میں ہے اوس سے حال اس جواب کا واضح
 ہو جاتا ہے اب یہاں ایک لطیفہ غیبی ہے اوسکو سنا چاہیے عالم ربانی نے
 اپنی مالک حضرت غزوہ جل کے رضا بوسے میں نامقدور اعتصام کتاب اور سنت
 میں اور تاسی اور بیروے میں حضرت سید المرسلین کے صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 سستی بلینے کے اور فروگزاشت کیا یہاں کہ اپنا وطن اور آبرو اور مالی اور جا
 اوس مالک جل و علا کے راہ میں صرف کیا پر ایک تشبیہ بتجیت اور تاسی اور
 پیروی کے اوسکی حصول میں اپنا اختیار نہ تھا ادنیٰ بعد شہادت کی اوسکے
 اتباع اور مجاہدین میں امدد فانی نے اپنی فضل سے وہ شہرت اور سعادت اعدا
 کے اہل بیت سے ادنیٰ نصیب کے جیسی حضرت یوسف علی نبیا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
 کو پہاڑوں کے اہل بیت کس کمال کو پہنچا یا **س** عدد خود سبب خیر اگر خدا نخواستہ
 بایہ دکان شیشہ کرنگ است بایہ عبارت مدارج کے ہی جو ہم نقل کرتے ہیں وہ
 لطیفہ غیبی ظاہر ہوتا ہے عبارت مدارج کے یہی ہی وصل و در سال پیغم
 چون دیدند قریش عزت و قوت دین اسلام را با سلام حمزہ و عمر و ہجرت معنی کچھ
 و فتوہ اسلام در قبایل نائیرہ حسد و عداوت ایشان بخندند و در مقام قتل و اہل اک
 آن حضرت ایستادند و لیکن چون آن حضرت در حمایت و کفایت ابو طالب بودند
 نتوانستند اظہار آخرتی و تقاضا دل کرد پس نزد ابو طالب آمدند و گفتند را در زادہ
 خود را با بسپار یا چنگ از آئادہ باش یا بکو اور اگر از بسپار شتم آہلہ یا باز بایستد
 ابو طالب آنحضرت را طلبید و گفت قوم تو آئدہ بودند و این چنین گفتند اکنون بر
 نفس خودہ بخشای کہ جنگ ایشان در طاقت من و تو نیست سید عالم صلی اللہ

علیه وسلم گفت ای عم تو خیال کرده که من در حمایت تو ایستاده باشم
 اینست مرا پروردگار من امر کرده است باینکار تا این مهم باختر نرسد که ازین کار بر
 نمیدارم و از پانمی نشستم اگر مرا تقویت کنی و بمن موافقت نمایی سعادت است و الا
 عون بر باقی و نایند آسمای من را ایست این بکفایت و از مجلس برخاست ابو طالب
 را از سخنان آنحضرت رقتی و همتی پیدا آمد گفت تو بکار خود مشغول باش بر ب
 کعبه تا من زنده باشم نتوانم که بر تو دست یابند و شرابی درین باب گفت که
 مضمونش این است بخدا سوگند هرگز نمی توانم لبوی تو دید بجمع خود تا من در
 زیر خاک دفن کرده نشوم آشکارا کن و ظاهر کن تو کار خود را هیچ اندیشه کن و
 خوش باش خشک باد چشم تو بدان پس ابو طالب بوی هشتم راجع کرد و بنویس
 نیز نایبان اتفاق کردند همه بحکم عصیت اگر چه کافر بودند بعبادت جاهلیت و در
 خود آنحضرت را در آورده الا ابو لهب اگر چه از بنی هاشم بودند در آمد و موافقت نکرد
 و سایر قریش در میان خود اتفاق کردند و عهد بستند که بانی هاشم و بنی مطلب
 مناقحت و بیابیت و مخالطت و مصاحبت و مکالمت ننمایند و قطع رحم نمودند و گفتند
 که در آن زمین هیچ چیز نفع گیرند و اهل اسواق را بر داشتند که هیچ چیز بیرون نبرند
 نفر و شدند و گاهی که در موسم حج بیرون می آمدند و از مردم اطراف چیزی بی
 خریدند از آن نیز منع میکردند و خود بهایه کران می خریدند و درین باب عهد نامه
 نوشتند و مهر کردند در خانه کعبه بیا و بنحی که صلح شود در میان ایشان مگر قبل
 محمد صلی الله علیه و سلم و گویند که نوشت این نامه را دست او شل شد و دست او
 شکر یار که دوست شود جمله جهان دشمن باشد بخت کو پشت ده روی زمین نشکر
 گیر و برید و ن لطفتوا لوز الله با فاضله و الله ملته نوره و لو

کده الکافور و این واقعه در هلال محرم بود سال هفتم از نبوة دهم سال
 هم برین منوال گذشت و چون غیث و عشرت از حد گذشت جماعتی از قریش که در آن
 قریه با بنی ناسم و بنی مطلب دانسته شغفت و رفق و اسیر گیر حال ایشان شد
 حتی تناسیل در دل ایشان انداخت که نقص آن عهد کشته و آن صیغه
 قاطعه طالع را پاره کنند و بعد از وقوع نزاع و حضور میان قریش اتفاق
 بر آن افتاد که صحیفه را حاضر ساخته ابو طالب گفت مرا اخبار کرده که حق نشاء
 از من را برین صحیفه بر گماشته تا بشارت ظلم و جور و قیامت را از آن خورده
 و نام خدا و رسول را کذاشته اگر وی درین اخبار کاذب بر آید یا دیه بپردازد
 خواهید بکنید و اگر صادق باشد همین بس که از مضمون این صحیفه در گذرید
 پس صحیفه را کشادند بچنان بود که پیغمبر صلی الله علیه و سلم فرموده بود و قریش
 شرمزده شدند و سر را در پیش افکندند و با وجود آن ابو جهل و منافقان او را بجا
 کردند که نقص عهد نامه نکند ابو طالب بایاران خود در میان استار کعبه درآمد
 و دعا کرد اللهم انصرنا علی من ظلمنا و قطع ارحامنا و استحل ما یحرم علینا و شیب
 باز گشتند و انجامه که در نقص عهد نامه سعی داشتند غالب آمدند و صلاح پوشیدند
 و بشب در آمدند و بنو ناسم و بنو مطلب بیرون آوردند تا در منازل خویش قرار
 گرفتند و مخالفات هیچ نخواستند گفت و این صورت در سال دهم واقع شد
 از بنی زبیه شربت اور سعادت او کی حکایتیست پیغمبر صلی الله علیه و سلم
 حاصل هوایه صلی الله علیه و سلم او را واه واه شفاعت او را بدست می آورد
 بگو متابعت او را پیروی او را و ابوبکر و ابو جهل او را باین سبب بود که او را
 با الله تعالی با ارحم الراحمین این کفار که سبک با دیو و کفر یکے او کی دلسی مغفر

اپنے حبیب کا صلی اللہ علیہ وسلم اور بنے ہاشم اور بنے مطلب کا دور کر کے
 اوکئی دلیں رحم ڈالا کہ اوہنوں نے اپنے تئیں اس شقاوت سے بچا یا یہ کلمہ کو
 بسبب اور بغض کے اوہنوں نے یہ گناہ کیا اوکئی دلیں سے بھی یہ بغض دور
 کر کے اوکئی کو یہ نصیب کر دیا اور ہمارے اوکئی عاقبت بخیر فناء اور یہ بات ہیں سنا
 چاہیے کہ یہ عاجز گنہ کار اپنے تئیں موافق مسئلہ علم اخلاق کے کیسے سے
 بہتر نہیں جانتا جو مسلمان کہ آپ سے عمر میں چھوٹا ہے اس کو کہتا ہے کہ
 اسکی گناہ تجھسی کم ہو کئی اور جو بڑا ہو تو اسکی عبادت تجھسی زیادہ ہو کہ
 اور جو برابر ہے تو کہتا ہے کہ تیرا حال گناہوں کا جگو یقینی معلوم ہے اور
 اسکا حال مشکوک تو پر تجھسی اچھا ہوا اور جو قطعی برے لوگ ہیں تو یہ
 عاجز کہتا ہے کہ برائے اوکئی بسبب نافرمانی نے حق تعالیٰ کی نوبت تو تو پر
 نافرمانیاں کرتا ہے اگر تجکو تیرا مالک عز و جل بخش دے تو تو ہے ایسا ہو جا کا
 تو تو کسی سے اچھا اپنے تئیں سچاں باوجود ان سب باتوں کے پر بغض کفار
 اور عصاة سے اور اوکئی ضرب اور تادیب دے ایسے انہی منکر کے یہ بھی مستلزم
 اوکئی کمی اور اپنے بڑا سے کوہنیں اسکی نظریوں سے جیسی تالیق اور علم
 شاہ زادہ کا بادشاہ کے حکم سے اس کو مارتا ہے اور کلام سخت کہتا ہے
 پر یہ جانتا ہے کہ یہ بادشاہ کی حکم سے ہے میں اس سے بہتر نہیں ہوں تو یہ
 کلام درست جو اس عاجز گنہ کار نے اس معترض کو ہر جگہ کہا ہے تو یہ صرف جب
 ضرورت ہی الضرورات تیج المخطورات وہ ضرورت یہی کہ عوام پر ادا نام غالب ہو
 ہیں عقل اوکئی مغلوب دہم کے ہوتے ہی غایب کو تیس ظاہر پر کہی کر کے حکم غلط
 کرتے ہیں تو بعضی اہل علم جو کسی عالم حقانے پر اپنے نافرمانی یا حسد سے اعراض

غلام کرتے ہیں تو عالم معانی کو بر لبہ کہتی ہیں تو عوام جانتے ہیں کہ مسترغزاد
عالم یہ عالم میں زیادہ ہے جیسی کوئی کسی حاضر کو جو سخت کہی اور وہ باوجود قدرت
یکے او کو جواب فرمے تو جانتے ہیں عوام کہ یہ حاضر اس مسئلہ سے غفلت
اور رتبہ میں کم ہے اور اگر جواب دیدے تو یہ وہم نہیں ہوتا تو اسی لئے
بہنی باوجود جوابات دیدینے کی مسترغز کو یہ کلام سخت کہا جواب میں او کی
کلام سخت کیے اگر ادنیٰ سوالات اس طرح سے کہی جیسے طلباء اہل علم
واسطے اظہار حق کے سوالات کرتے ہیں تو ہم او کی سب سوالات حل کر دیتے
اور ہر کلام سخت کرتے **هذا اخرا اردنا ايراد في دفع الوساور**

والتسكوا فليتقن الطالب للرحمة هذه
القول تم اقول استغفر الله من جميع
كراه الله والحمد لله والصلاة والسلام
على رسول الله وآله وصحبه
هذا عجبت
بالتحقيق

خاتمة الطبع یہ چند سطرین بطریق تمیہ اور اطلاع کے قدمت میں مسلمان
دین دار کے کہ فریب اور دغا میں نہ آجائیں اس مجال برداری ناسحق فضل رسول کے کہے
جاتی ہیں کہ یہ بی بیہا برودین پاکر مکیم کاظم علیخان کے پاس کو انکی سردار کا برادر کن تھا
اور کما ہم شرب می را نقی بن کر ز خطیر حاصل کیا اور اسی طرح مشرب اللود بکوتا تہا

لکھنوی کے ہاؤس داب کر مطلب اپنا کہ چننا زکات کا عمل میں لایا یعنی کئی سو روپے لے کر پہلے دو نو
 وصف او سکی زبانی ان لوگوں کی جو اس وقت بڑی اور لکھنوی میں موجود معلوم
 ہوئی اور دلائی علمہای صدر اگر آبادی کے مشہور ہے کہ اسی سیر قدم کے لکھنوی کے پتے
 اور دکھار صدر کے تباہ ہوئے یعنی اکثر عمارتوں کے اسی کے معرفت رشوت لی تھے مر
 آباد کے حاکم انگریز نے بہت تدبیر کے مقدمہ کا حال نہیں معلوم ہوا آخر کو اسی حال
 سیرت کو بلا کر اپنے بیان دم دیکر مقدمہ کو پوچھا اور کہا تمکو بڑا کام دین گے اس مقص
 سے حکمو اطلاع کرو تب طبع دنیا سے اسنی سب عمارتوں کے رشوت گیر سے ظاہر کے
 اب غور کیا چاہیے کہ یہ شیطان مردود آپہی واسطہ بن کر سب کو رشوت دلو کی ہر
 آپہی اس رشوت کو ظاہر کر کے سب سے بری ہو گیا مطابق اس کہ کریمہ کے مکمل
 الشیطان اذ قال لا تساکن الکفر فلما کہتہ قال انی بنی عنک انی
 اخاف ایہ رب العالمین ہر جب سب عمارتوں کو تباہ کیا کم کو یہ او سکی طرف آپہی
 عزت کی ڈر سے رخ کرتا تھا چار سے قحبہ چون پر شود پیشہ کند دلائی اس عقرب بیت
 فی شہر شاہجہان آباد میں جا کر شیوہ رقص عن طعن بزرگان دین کا و ان کی اسیر دین کے
 دربار کا تحفہ ٹھہرایا اور بہت سی سادہ لوحوں کو اپنی قریب کے جال میں کھینچا چنانچہ
 بوارق کتاب اپنی میں جناب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے بدرجناب مولانا شاہ عبدالعزیز
 صاحب کو اور شاہ صاحب مجدد کو خاوری لکھتا جو چاہیے او سکی کتاب بوارق میں دیکھی اور
 حقیقت میں رافضی سے فقیر کرتے خاندان سنی نامدار عالی تبار کو خاوری کہتا ہے کہ لوگ تو اہل
 بیزا ہو جا دین اور ایہ دوسرے عبدالعزیز مسیحا کی کہ اور قریب سی محبت اہل بیت کی خلفاء
 کو اور جو او سکی بیرو میں بڑا کہنا شروع کیا اور اندون لیک ہفتا چند سوال و جواب بنا کر اپنے
 پر از کی کہ سب لوگوں ہی قریب دیکر مہرین کو ائین اور طرارت ان لوگوں کی میں جس کی کہ

م دہشتی کر کے اور سکو چھو پایا اور یہ بات ثقہ لوگوں سے معلوم ہوئی اور میں نے ایک شخص
 محمد منظر فلع الصدق شاہ احمد سعید صاحب کے ہیں اور اس میں جسکو شک و شبہ ہو اور
 جا کر تحقیق کرے اور زیادہ تر اسکی بی دینی اور خبیث باطن کا حال ساکنان سیوان اور
 بد اوں کے لوگوں سے خوب معلوم ہو تا ہی انور پریا مسلمانوں اس سے عذر کرتے رہو کہ یہ
 رافضی ہے اور سنی کے مشکل بنا کر اپنی فریب میں کاتاپی اور بموجبیاس حدیث کی الدین
 المنیہ تم سبکو مینی آکا کرو یا الکی تم جانو تمہارا کام واسطی خدا کی مہنی مکتو اطلاع کرو
 اور تمہاری مسلمانوں کو ایسی شیطان کے کرا اور فریب سے پناہ دینی اخذ و عانا ان الحیا
 خله رب العالمین والصلوة والسلام علی محمد سید المرسلین والہ و آلہ
 واحبابہ اجمعین شہداء ہجری مقدسہ ۱۲۸۵ کو طیارم

تجدول شناتن صفحات و سواوس

۳	مقدمہ	۱۲	چہا و سو
۱۲	پہلا و سو	۹۱	ساتواں و سو
۵۱	دوسرا و سو	۱۲۰	اٹھواں و سو
۶۳	تیسرا و سو	۱۳۰	نواں و سو
۶۵	چوتھا و سو	۱۴۰	دسواں و سو
۶۶	پانچواں و سو	۱۵۰	خاتمہ